بعون صانع کون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
مجموعۂ معارف حقائق ذخیرۂ اسرار و دقائق موسوم بہ
ترجمہ
مترجمہ ابو الحسن تربیت و صحبت یافتہ جناب سید مظفر علی شاہ صاحب قدس سرہ
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا شکر اور احسان اُسی حضرت کی نذر ہو جسکے نور سے دنیا کے سارے ذرے چمک دمک رہے ہین اور کائنات کی مورتین اُسی کی قدرت کے پردہ مین دُلھن کی طرح گھونگھٹ کیے ہین۔ بڑی ہو شان اُسکی اور عظیم ہو برہان اُسکی۔ اور بیحد درود جسمین دکھلاوٹ اور بناوٹ کا ذرا میل نہین اُس دربار کے نثار ہین جسکے جمال دکھلانے کی خاطر دنیا کے عجائبات کی سجاوٹ ہو اور جسقدر پیدائش ہو اُسی کے نور کی پھیلاوٹ ہو پھر عالی شہزادہ صاحبون کو معلوم ہو کہ سابق مین جو عالمون نے جوگ بسشٹ کا

ترجمہ کیا تو فقط سنسکرت کے الفاظ کے معنی لکھدیے اور اُس کتاب
کی باریک باتون پر اُن صاحبون نے غور نہین فرمائی اور فائدے
اُسکے جو اصل مطلب تھے نہین کھُلے اس لیے سنہ ایکہزار چھیاسٹھ
مین ارشاد فرمایا حضور جہان پناہ بلند اقبال خدا آگاہ محمد دارا شکوہ
خلف شاہجہان بادشاہ نے خدا اُنکے ملک و سلطنت کو رکھے اور جو
صاحب ولایت اور جوہر مقدس ہین سلاطین مین انتخاب اور اولی الامر
خلفا کے جانشین قدرت الٰہی کے نمونے اور زمانے کے اچھون مین
بڑھے چڑھے - الوان اطلاق کے محرم کار اخلاق اور محبت کے
اُنمین سب آثار ہین فرمایا کہ ترجمے جو پہلے ہوئے ہین اُس سے پایا کے
چاہنے والون کو فائدہ نہین ملتا میرا جی چاہتا ہے کہ اِس مقدس کتاب کا
اُس سے بہتر ترجمہ ہو اور اُن حضرات کے کلام اُس تحقیق کے موافق
درج ہون جو اکثر موقعون پر ہم بیان کرین - اور اِس بڑے کام کے
اہتمام کا باعث یہ تھا جو فرمایا کہ اِس کتاب کے انتخاب کا ترجمہ جو شیخ
صوفی کے ساتھ منسوب ہے ہمنے مطالعہ کیا تو رات کو خواب مین دیکھا کہ
دو بزرگ قبول صورت ایک اونچے پر دوسرے کسی قدر اُنسے نیچے
کھڑے معلوم ہوئے جو اونچے پر کھڑے تھے بسشٹ تھے اور دوسرے
رامچندر - اور اُن دونون بزرگ کی صورت مین جو تفاوت دیکھا گیا یہ تھا

کہ بسشٹ کی داڑھی مین تھوڑے سفید بال تھے اور رامچند کی داڑھی
مین بال نہ تھے چونکہ اُس کتاب کے دیکھنے سے مجھے فائدہ حاصل ہوا تھا
بے اختیار بسشٹ کی خدمت مین حاضر ہوا اور آداب تسلیمات بجا لایا
بسشٹ نے نہایت مہربانی سے ہاتھ میری پیٹھ پر رکھا اور فرمایا کہ اے
رامچند یہ سچا طالب ہے اور سچی طلب مین تیرا بھائی ہے اس سے بغلگیر ہو
رامچند کمال محبت کے ساتھ مجھسے ملے اسکے بعد بسشٹ نے رامچند کے
ہاتھ مین مٹھائی دی تاکہ مجھے کھلاوے مین نے وہ شیرنی کھائی۔
اس خواب کے دیکھنے پر ترجمہ کی خواہش از سر نو زیادہ ہوئی اور دربار
عالی کے حاضرین مین سے ایک شخص مقرر اس خدمت پر ہوا اور ہندوستان
کے پنڈتون سے جو روایت کے سچے اور تحریر تقریر کے اچھے اور اپنے
وقت کے بڑے چڑھے تھے اس کتاب کے اسرار لکھنے مین اہتمام اور
انصرام کرایا اور ایک نسخہ نہایت چھان بین اور پختگی سے لکھکر یہ ٹھہرایا کہ
اُسکی اصل باتین بجنسہ اس کتاب کی اصل ہون۔ اور تقریرین گیتا[1] اور
جوگ شاستر[علم جوگ ۱۲] اور دوسرے پرانون[2] سے بڑھائی جائین۔ اور بعضے ہندی
الفاظ جو ترجمہ مین ایکبار فارسی لفظون سے بولے گئے وہی الفاظ کبھی

[1] گیتا ایک کتاب کا نام ہے جسمین حقائق اور معارف تحریر ہین اور کشن یعنی کنھیا نے راجہ پانڈو کے بیٹے ارجن کو ارشاد کیے ۱۲
[2] پران وہ کتاب ہے جسمین اسلاف کا احوال ہے جیسے شاہان نامدار اور عارفان خدا رسیدہ ۱۲

ضرورت کے وقت دوسری جگہ بھی لکھے جائیں اور کبھی سابق کی شرح نظر کیجاوے اور بجنسہٖ وہی لفظ لائے جائیں اسواسطے کہ اصطلاحات معلوم ہوگئیں تو کوئی طریقہ ان دونوں میں سے ہو کچھ مشکل مطالب کے سمجھنے مین نہوگی۔ اب اس کتاب کے ابواب اور اُسکے معانی کی شرح کیجاتی ہی۔ یہ کتاب چھ پرکرن یعنی چھ باب پر تقسیم ہی۔ پہلا۔ بیراگ پرکرن۔ دوسرا مجہ بیوہار پرکرن۔ تیسرا۔ اُتپت کرن۔ چوتھا۔ استھت پرکرن۔ پانچواں اُپشم پرکرن۔ چھٹا پربان کرن۔ بیراگ دنیا داروں کی رسوم اور عادتوں سے نفرت کرنا اور بھاگنا اور مجہ بیوہار ان مراتب سے چھپا چھڑانے کا بندوبست کرنا اور اُتپت دنیا کے ظہور کی شروعات اور استھت دنیا کے ظہور کی پایداری۔ اور اپشم دنیا کے ظہور کا خاتمہ۔ اور پربان مکت یا نجات ہی بار بار کے اوتار سے۔

بیراگ دنیا داروں کی رسوم اور عادتوں سے بھاگنا اور نفرت کرنا

بیراگ پرکرن کی شروعات

بالمیک کتاب جوگ بسشٹ کے مصنف فرماتے ہین کہ جبکہ بیراگی کے سامنے ہو کہ زمین اور آسمان مین اور آنکے درمیانی چیزون مین اندراج

باہر سبکو عیان دیکھتا ہون اور وہی ہی سب چیزون کا احاطہ کرنے والا
اور وہی ہی آپ گیان اور وہی ہی روح اعظم۔ اس کتاب کے لائق
وہی ہی جو آپ کو بندھوا جانکر رہائی کا ارمان رکھے اور نہ وہ اسقدر بھی
سمجھ کا ہو کہ چاہے کتنا ہی اسکو سمجھاوین اور پھر بھی نہ سمجھے اور نہ ایسا
ہو کہ معرفت کی حد کو پہونچ گیا کہ اس کتاب کا محتاج نہو۔ بالمیک کا ایک
شاگرد تھا بہردواج نام اسنے ایک دن اکیلے گڑگڑا کر استاد سے پوچھا
کہ اے حضور علامہ راجپند معرفت اور آزادی مین کہ جیون مکت[1] ہی کامل
ہو کر راج کاج مین کسطرح جی لگاتے تھے انکی حکایت جو تحقیق ہو
بیان فرمائیے۔ بالمیک بولے بچا رامچند کی حکایت جو پوچھی تجھسے میں
بیان کرونگا اور اسکے سُننے سے تیری ناواقفیت جاتی رہیگی رامچند ایک
بڑا راجہ ہندوستان کے ملک مین کامل انصاف اور بہادری اور سخاوت
اور معرفت مین تھا اور اس کتاب کی تصنیف سے اصل مطلب
یہ قول مترجم کا ہی کہ مطالعہ کرنیوالا اچھی طرح سمجھے ۱۲
بیان کرنا حقائق اور معرفت الٰہی کا ہی جو رامچند کی حکایت سے اندر
معلوم ہوگا ہرگاہ بالمیک نے کتاب جوگ بسشٹ رامچند کی پیدایش کے

[1] جیون مکت سے یہ مراد ہی کہ حالت حیات مین مبدء حقیقی سے جا ملے اور بدن سے
بھی اسکو تعلق رہے اور بدیہ مکت یہ ہی کہ جسم کو چھوڑ دے اور مبدء سے جا ملے
اسواسطے کہ محققان واصلین کے نزدیک ثابت ہی کہ جب تک مادیات کا استعمال
کرتا ہی کسی قدر محجوب رہتا ہی اور صفائی کامل اور خلوص جوہر کا غیر ممکن ہی ۱۲

زمانے سے پیشتر تصنیف کی تھی چاہیے سب جگہہ حکایت مین لکھتے
کہ ایسا اور ایسا ہوگا نہ یہ کہ ایسا اور ایسا ہوا لیکن وہ بڑے عارف
تھے اور آیندہ کے واقعات کی اُنکو اطلاع تھی اسواسطے ہونے والی
باتون کو ہوا لکھا ہی۔ پہلے اشلوک مین جیون مُکت یعنے رہائی قید
تعلقات سے بیان ہوئی تھی اب چاہتے ہین کہ رہائی کے حصول (وصول الیہ بحالت جسم عنصری کی حالت بقاباللہ ۱۲)
کا طریق بیان کرین پھر فرماتے ہین کہ ای صاحب جہان کو جو آسمان
کی رنگت کی طرح وہم اور خیال ہی ایسا بھول جانا چاہیے کہ پھر اُسکی
یاد نہ آوے اور ہرگز اُسکا خطرہ تیرے دل مین نہ گذرے اور
جب تجھے یقین ہو گیا کہ جہان وہم اور خیال ہی اور درحقیقت اُسکا
وجود نہین چاہیے کہ تو خاطر کا تعلق اُس سے دُور کرے اور جب یہ
امر تیرے دل مین بیٹھ گیا تو انتہا درجہ کا حظ کہ رہائی کا پھل ہی تجھے
حاصل ہوگا اور اگر خلاف اُسکے جو بتلایا عمل کرے اور اصلی غرض
بھول جاے تو رہائی سے بہرہ مند نہوگا اور سب سے اچھی راہ
رہائی کی یہ ہی کہ باسنا کو تو بالکل دفع کرے (اور باسنا خطرہ ہی جو
دُنیا کی چیزون کی طرف جاتا ہی چاہیے وہ فرد اور دل کا سرور ہو اور
چاہیے محنت اور دُکھ ہو) اور باسنا دو قسم ہو ایک ستوجہ باسنا کہ اچھے (خطرہ پاک ۱۲)
کامون کی چاہت اُس سے ہو اور وہ تناسخ کے موقوف ہونے کا

سبب ہی۔ دوسرا ملین باسنا پریشانی کا سبب اور اسکی صورت جہالت اور گھمنڈ ہی۔ اور سدھ باسنا دل کے آرام کا سبب ہی جیسے بھنا ہوا بیج کہ ہر گز نہین جمتا اور نہ پھل دے (خفرۂ پاک ۱۲) اور اسکو تھوڑے دن بدن کی محافظت کے لیے رکھ چھوڑتا ہی) اب رامچند کا قصہ شروع کرکے کہتا ہی کہ رامچند روشن دل نے جس راہ سے کہ جیون مکت (وصول بمبدء حالت حیات مین ۱۲) کا مقام پایا تجھے بتلاتا ہون جی لگا کر سنو۔ اس مقام کے مالک کو ناتوانی اور بڑھاپا اور موت کا خوف نہین ہوتا۔ رامچند نے جب (جیون مکت ۱۲) مکتب کی قید سے چھٹی پائی اور پڑھنے سے فراغت ہوا تھوڑے دن لڑکون کی طرح کھیل کود مین رہے اسکے بعد دل مین انکے آیا کہ سفر کیجیے اور متبرک مقامات دیکھیے تو رخصت کی خاطر اپنے باپ دسرتھ کے سامنے گئے (عزم زیارت ظاہر کیا ۱۲) اور انکے قدمبوس ہوکر عرض کی مجھے تمنا اسکی پیدا ہوئی ہی کہ مقامات بزرگ کی زیارت کرون اور جنگلون کی سیر کرون امیدوار ہون کہ میری یہ آرزو آپ کی مہربانی سے پوری ہو آپ کے فیض سے کوئی حاجتمند محروم نہین گیا ہی۔ اس طریقہ سے رامچند نے رخصت باپ سے چاہی اور اپنے ساتھ بسشٹ کو لے گئے جو اس زمانے مین بڑے عارف اور رامچند کے استاد تھے اور راجہ دسرتھ انکی صلاح سے سلطنت کے کام کرتے تھے۔ راجہ دسرتھ نے انکی درخواست منظور کی اور رخصت دیدی رامچند اچھی ساعت دیکھ کر بھائی سمیت گھر اور کوسل منڈل

باہر آئے کہ اودھ کا شہر اُسکو لگتا ہے اور سفر بھر اچھے کاموں مین صدق اور صفا
کے ساتھ مشغول رہتے اور فیض کے بھرے مقامات جیسے بنارس اور گنگا سے
بڑے دریا اور بندرابن ایسے بیابان اور کالون سے کے مقامات مثل جگناتھ
اور دوارکا سی زمین اور سمندر کے کنارون اور پہاڑ کے غارون مین سب جگہہ
دل کی حضوری اور خاص توجہ سے عبادت کرتے تھے چند روز مین شتابی سے
روے زمین اور اُسکے تمام مکانات کی سیر کی اُسکے بعد اودھ مین مراجعت
کی جیسے مہادیو دنیا کے چوطرفہ گھوم کر پہاڑ کیلاس مین جہان وہ رہتے ہین
آ گئے (اور مہادیو اُن تینون دیوتاؤن مین سے ہین جو تین صفات الٰہی کے
ظاہر کرنے والے ہین - ایک برہما پیدائش دنیا کے دوسرے بشن پایداری
دنیا کے تیسرے مہادیو فناے دنیا کے ظاہر کرنے والے ہین - اور دیوتا
دیولوک کی خلقت ہی جو زمین سے بہت اونچا طبقہ ہے اور بہت صفات
مین فرشتون کے مشابہ ہین) جب اودھ مین رامچند پہونچے لوگون نے
گلی کوچون مین ہر طرف سے پھول نچھاور کیے جیسے راجہ اندر کا فرزند
افراوتی کے باہر سے جو اُسکے باپ کا مکان ہے اندر آئے اور اندر راجہ
دیولوک کا ہے رامچند اودھ مین پہونچنے کے بعد ہمیشہ اُن مقامات کی
حکایات بیان کیا کرتے جنکو وہ دیکھ آئے تھے اور ہر روز سویرے کی
پوجا کر باپ کے سلام کو جاتے اور دن کے پچھلے پہر تذکرہ حقائق اور

سعارت کا بسشٹ اور اُسکے برادروالون کے ساتھ کیا کرتے اور کبھی
باپ کی اجازت سے شکار کو نکلجاتے اور شکار سے پھر کر ہمیشہ اشنان
کرتے اور مراسم اُسکے بجالاتے اور دن کو بھائی بندون اور دوست
آشناؤن کے ساتھ کھانا تناول کرتے اور راتون کو پنڈتون کے ساتھ
صحبت رکھتے اور اس مدت مین ایسے ایسے کام مین مشغول رہتے [۱۲ علما]
کہ بادشاہ پسند کرین اور دانا لوگ سراہین اور معرفت کے پیاسہ دلونکو آبحیات
کا مزہ دین اور چاند کی طرح اُنکے دلون کو نورانی کرین جب رامچند کی عمر
سولہ برس کے قریب ہوئی جسطرح کنول سے جاڑے کے موسم مین
برسات کی تازگی جاتی رہے اسی طرح بدن اُسکا دبلا اور مرجھایا ہو گیا
اور بار ملول ہو کر دنیا کے کام کاج سے ہاتھ اُٹھا لیتے اور نہایت رنج
اور دردمندی سے تصویر کے موافق کسی سے کچھ بات نہ کرتے اور
اُداسی اُسکی یہان تلک پہونچی کہ ضروری کام نہانے دہونے اور کھانے
پینے سے بھی باز رہے مگر خدمتگار لوگ مصلحتاً ان کامون کی اُسے
یاد دلاتے تھے جب راجہ دسرتھ نے لڑکے کا یہ حال دیکھا تو دوبارہ اُسے
گود مین لیا اور میٹھی باتین کر اُس سے پوچھا کہ فرزند تجھے مین بہت
ملول اور آزردہ پاتا ہون کیا درد یا غم لاحق ہوا رامچند بولے مجھے عالم
کی طرف سے اور دنیا کے کامون سے کچھ غم اور درد نہین ہے اُسکے سوا

اور کچھ نہ کہتا اس درمیان مین بشوامتر کہ اُس وقت کے کامل رکھیشرون
مین سے تھے شہر اودھ مین راجہ دسرتھ کی مُلاقات کے ارادہ سے آئے
(رکھیشر عابد ریاضت کش کو کہتے ہین۔) راجہ دسرتھ بشوامتر کی نورانی صورت
کو دیکھ کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور سُنہری کرسی اُنکے بیٹھنے کے
لیے منگائی اور نہایت تواضع اور نیازمندی سے پانی بھرا برتن جسے ارگھ
کہتے ہین اپنے ہاتھ سے اُنکے سامنے رکھا جب بشوامتر کرسی نشین
ہوئے تو راجہ نے دوبارہ پانٔون دھونے کے لیے اشارہ کیا اور دودھ
دیتی ایک گائے نذر کے طور پر حاضر کی کہ ہندون کے اعتقاد مین اعلیٰ
طریقہ یہی ہی۔ بڑی آدُبھگت کے بعد جو بزرگون کے واسطے چاہیے
راجہ نے ہاتھ جوڑ کر نہایت ادب اور اخلاص سے باتین شروع کین اور
کہا کہ آپ کے دیدار جو یکایک ملے بڑی دولت ہی کہ حاصل ہوئی اور
آپ کی مہربانی اپنے حق مین دیکھ کر مین ایسا خوش ہوا گو جیسے کنول کا
پھول سورج کو دیکھ کر اور وہ سرور آپ کے دیدار سے مجھے حاصل ہوا
جو رہائی اور نجات کا پھل ہی۔ اور آپ کا تشریف لانا گویا آبِ حیات کا
ہاتھ آنا ہی اور اکال کے دنون مین جیسے مینھ برسے اور اندھے کو بینائی
اور مردہ آدمی کو دوبارہ زندگی ملجائے۔ پھر راجہ نے خاطرداری کی راہ سے
پوچھا کہ جس ! استے تشریف لائے کسطرح طی ہوا اور آپ کے مد نظر کیا ہی

اور آپ ایسے بزرگ کو نذر کیا گذرانی جاے اور آنا آپکا یہان پر کہ میرے
اعتقاد مین اُمید اور خوف غم اور غصہ اور کوئی مطلب اور غرض نہین غنیمت
جانتا ہون اور اگر کوئی مقصد دل مین ہو مجھسے بنا بنایا جانکر اشارہ کیجیے
کہ فوراً اُسکا بندوبست کیا جاے اور دنیا کے اسباب سے جو خواہش ہو
حاضر کردن اور جو راج کو دل چاہتا ہو تو جان و دل سے پیشکش کردن
اور جو ارادہ ہو کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اپنا غلام بناؤ تو بھی قبول
اور منظور ہی - یہ کلام بشوامتر سنکر اسقدر راضی اور خوش ہوسکہ خوشی کے
مارے پسینا چہرے پر آگیا اور کہا اے بڑے راجہ اس طرح کی سخاوت
اور جوانمردی کہ نشان بہت بلند کا ہی آپ ایسے بزرگ سے نہایت خوشنما
ہی کہ دو صفت کمال کی آپ مین ہین جو روے زمین کے راجہ لوگون
مین سے کسی کو حاصل نہین ایک عالی خاندان دوم تربیت بسشٹ کی
مگر ان چیزون مین سے جو آپ نے ذکر کین مین کچھ نہین چاہتا اور
کسی دنیا کے کام سے میری خاطر کو تعلق نہین ایک جگ مین نے
شروع کیا ہی جو نجات کا سبب ہو اور راچھسون سے اندیشہ ہی کہین برہم
نہ کردین - (جگ ایک خاص عبادت ہی جس سے مطالب دنیا اور
آخرت کے منجملہ کوئی مطلب حاصل ہو اور راچھس لوگ جو خلائق کا برا
چاہتے ہین قصداً اُسکو بگاڑ دیتے ہین -) اے راجہ آپ ایسے بڑے

کاموں کی حفاظت کے لائق ہین اور راچھسون کے دفع کرنے پر نہایت
قدرت رکھتے ہین اور مین ایک سرّغیبی کے سبب جو عنقریب ظہور مین آئیگا
آپکے پاس التجا لایا ہون کہ آپ کا ایک فرزند رام چند نام جسکی پناہ مین
تمام عالم ہو اور وہ ایک شیر بھی قوی دل اور قاتل ہو شیطانون کا اور جو
کام چاہیے قدرت تام سے انجام دے سکتا ہو اور ہرچند عمر مین کم نظر
آتا ہو لیکن کمال ہمت اور مردانگی کا ہو ہرگاہ تمھارے فرزندون مین سب سے
بڑا ہو سزاوار اسکے ہو کہ میرے ساتھ اسکو روانہ کیجیے اور مین زور باطن سے
اسکا نگہبان ہون تاکہ وہ شریر راچھسون کا سر اڑا لئے اور انکا شر اسکو
نہ پہونچے اس وجہ سے کہ تمھارا چاہیتا بیٹا ہو اسکے رخصت کرنے مین
تامل نہ کیجیے کہ دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہو کہ بزرگ اور نامور لوگ
اسکو نہ دے سکین اور اس مقدمہ مین خاطر میری جمع ہو اور اپنے
علم الیقین سے آپ کو خبردار کرتا ہون کہ راچھس رامچند کے ہاتھ سے
قتل ہونگے اور معلوم کیجیے کہ مجھ ایسا عالم اسکا ارادہ نہین کرتا جسکا انجام
نہ جانے ۔ رامچند کی بزرگی اور قدرت کو پہچانتا ہون کہ وہ چاہے تمام
عالم کو ایک پل مین نیست نابود کر دے اور پھر چاہے تو موجود کرے
بسشٹ اور تمام کاملین حقیقت کے واقفکار اسکو پہچانتے ہین آپ کچھ
قول کی سچائی بزرگی اور نیکنامی درکار ہو تو اس پیارے فرزند کو میرے

(حاشیہ: سرّ = راز ۱۲ ؛ راچھسون = شیاطین ۱۲ ؛ راچھس = شیطان ۱۲ ؛ بسشٹ = نام ایک عارف کامل مرشد رامچند اور وزیر راجہ دسرتھ باپ رامچند کا ۱۲)

ساتھ کر دو بشوامتر روشندل جو داناؤن کے پیشوا ہین اور کلام اُنکا تاثیر رکھتا ہی یہ بات کہکر چپکے ہو رہے راجہ دسرتھ یہ سخن سُنکر حیران اور بیچین ہوگئے اور دو گھڑی تک بیخود رہے جب ہوش آیا تو نہایت غریبی اور عاجزی سے جواب دیا کہ رامچند کے ابھی سولہ برس بھی پورے نہین ہوے اور راچھسون کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہین رکھتا میرے نزدیک یہ مصلحت ہی کہ خود مین اپنے لشکر عظیم کو ساتھ لیکر آپ کے ساتھ چلون اور اس شریر گروہ کے ساتھ لڑون۔ رامچند اب تلک گھر مین رہا کیا ہی اور اُسنے ہرگز لڑائی نہین دیکھی اور مجھے اس نو ہزار ۹۰۰۰ سال کی عمر مین ہزار تمنا سے چار فرزند نصیب ہوے اور اُنمین بھی بڑا بیٹا اور لئیق رامچند ہی ہی اگر وہ مجھسے علحدہ کروگے اور کوئی صدمہ خدانخواستہ اُسے پہونچا تو مجھکو مرا سمجھو اور یہ بھی کان رکھکر سنو اگر راون اُس معرکہ مین آگیا تو مجھے کیا کسی کو طاقت اُس سے لڑنے کی نہین ہی۔ ہر ایک زمانے مین ہر قوم کی طاقت اور دولت انواع انواع طرح کی ہوتی ہین کبھی ہی کبھی نہین کبھی کم کبھی زیادہ اگر سُنا ہو آپ نے کہ کسی وقت مین اندر کی کمک کو راچھسون پر چڑھائی کرتا اور فتح پاتا تھا وہ اَور وقت اور طالع تھا لیکن

حاشیہ (سطر ۲): نام عابد مرتاض کا ۱۲

حاشیہ (سطر ۳): باپ رامچند کے ۱۲

حاشیہ (سطر ۶): شیاطین ۱۲

نام راجہ لنکا کا ہی کہ ایک جزیرہ ہی سمندر کا اور راجہ رامچند نے اُسکو شکست دیکر قتل کیا اور رامائن مین اسکی کیفیت مفصل ہی ۱۲

فی الحال راون نے اس گروہ مین ایسی طاقت اور قدرت پائی ہی کہ ہم ایسون کو اُسکے مقابلہ مین قدم بڑھانا مشکل ہی اور اس زمانے مین گذشتہ زمانے کی نسبت تمام کمالات مین نقصان کلّی آگیا اور دل گردہ والے آدمی کم رہگئے ہین چنانچہ اب رگھوبنسی ہارا ماندہ ہوگیا ہی اور بڑھاپے لاچار- (اور رگھو بنسی وہ شخص ہی جو رگھو کی اولاد سے ہو رگھو ایک بڑے راجہ تھے اور راجہ دسرتھ اُنکی اولاد سے ہین اور رگھو بنسی سے اشارہ اپنی طرف کیا) سورت راجہ دسرتھ ۱۲ بشوامتر راجہ دسرتھ کی یہ باتین جو سابق کے قول وقرار برخلاف تھین سُنکر ناخوش ہوا اور کہا اے راجہ تو اپنے پہلے اقرار سے پھرا چاہتا ہی دل کا مضبوط شیر تھا اب ہرن بنا چاہتا ہی- اے راجہ اگر تو نامردی کرتا ہی اور جس کام کی تجھسے مجھے اُمید تھی اُسکے انجام سے عہدہ برآ نہین ہوتا اور قول وقرار کو توڑے ڈالتا ہی ہم جیسے آئے ویسے چلے جاتے ہین ای فرزند کلاہنسیہ اب تو اپنی تمام قوم کے ساتھ خوشی سے چین کیا کر کہ بعد اسکے میری طرف سے کوئی تکلیف نہوگی لیکن وہ بدنامی تو خوب جانتا ہی جو قول وقرار کے توڑنے سے تیرے نصیب ہوگی- (کلہنسیہ ایک بڑا راجہ تھا راجہ دسرتھ کے بزرگون مین سے

رگھو نام ہی ست جگ کے ایک راجہ کا اور بنس نسل کو کہتے ہین پس رگھو بنسی معنی ہین راجہ رگھو کی نسل سے ۱۲

جونیک صفات خصوصاً قول پورا کرنے مین بڑی کوشش کرتا تھا)
جو نہین بشوامتر کا غصہ بڑہا تمام زمین کانپ اٹھی اور دیوتا ڈر گئے
فرشتے ۱۲
دفعتہً بسشٹ نے بشوامتر کو غضبناک دیکھ کر راجہ دسرتھ سے کہا
نام مرشد رامچند ۱۲
کہ آپ ہمیشہ بڑی ہمتین کرتے رہے اور راچھسون کی فوجون کو کئی مرتبہ
شیاطین ۱۲
مار کر ہٹا چکے ہین اور راجہ اجہواک کی اولاد کی بارہا مدد کی اور اسکے دشمنون کو
مار تباہ کیا ہی جو اپنے قول کو تم پورا نہ کروگے دنیا مین دوسرا لکون ہی جو پورا کرے
اور سب لوگ تمھاری پیروی لڑائیون مین کرتے ہین افسوس ہی کہ آپ یہ
طریقہ اپنا ترک کرتے ہین اور جو یہ خیال ہی کہ رامچند کم عمر ہین اور زبردست
دشمن راچھسون سے کام پڑیگا تو یہ وسواس دل مین نہ کرو اسواسطے
کہ جب بشوامتر جیسے شجاع رامچند کی حفاظت کرتے ہین تو کیا خطرہ ہی جیسے
نام عارف کا ۱۲
گرڑ نے آبحیات کی حفاظت کی تھی جو سب جانورون کا بادشاہ ہی - رامچند نے
شاید نام سیمرغ کا ہی یا سردار طیور کا ۱۲
لڑائی کا علم سیکھا ہو یا نہین مگر اسکے سامنے راچھس قائم نہ رہینگے راجہ
دسرتھ نے جو یہ نصیحت بسشٹ کی سنی تو کسی قدر انکو تسکین ہوئی اور
نام مرشد رامچند و وزیر راجہ دسرتھ باپ رامچند کے ہین ۱۲
رامچند کے نوکر چاکرون کو بلا کر پوچھا کہ رامچند کہان ہین اور کیا کام کرتے
ہین نوکرون نے عرض کی کہ رامچند جب سے سفر کرکے آئے ملول رہتے ہین
اور ضروری کام چھوڑ کر کہتے ہین دولت اگر ہو کیا فائدہ نہو تو کیا نقصان ہی

[1] نام عارف کا ہی جسکے آنے کا ذکر راجہ دسرتھ کی ملاقات کے لیے پہلے ہو چکا ہی ۱۲

اور گھر کا سامان ہوا اور نہوا سب برابر ہی اور تمام عالم بالکل وہم اور خیال
باطل ہی اور جب کبھی بات کرتے ہین اور جو بات کہتے ہین اسی طرح کی کہتے
ہین نہین تو خاموش رہتے ہین کھانے پینے اور پوشاک پہننے کی طرف
رغبت نہین رکھتے سنیاسی اور تپسی کے موافق گذران کرتے ہین -
بروزن لسی ۱۲
سنیاسی تارک الدنیا کو کہتے ہین اور تپسی مرتاض کو ۔ راجائی کی چاہت اور
راجہ کے بیٹے ہونے کا گھمنڈ انہین نہین اور نہ کسی چیز کی پروا ہی اور نہ کسی
بری چیز سے کراہت ہی اور اکثر اوقات یہ کلمے دھیمی اور دردناک آواز سے
کہتے ہین کہ افسوس پچھلی عمر ایسے کامون مین تلف کی جو نجات کے وسیلے
نہین ہین اُنسے جو کچھ مانگیے دے دیتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ
محنت اور رنج کی مایا کس لیے چاہتا ہی اسے راجہ رامچند کی ایسی حالت
پُر درد ہوگئی ہی ہم نہین جانتے اُسکا علاج کیا کرین مگر یہ کہ راجہ اسکی
بابت فکر کرین ۔ کون اُستاد دانشمند اور طبیب حاذق دنیا مین ہی کہ رامچند کو
اچھی تدبیر سے حالت اصلی پر لائے ۔ بشوامتر نے یہ باتین جو رامچند کے
خدمتگارون سے سنین بولے کہ جب رامچند کا یہ حال ہی تم ہمجولی اُنکے ہو
پیار اخلاص سے فوراً میرے پاس اُنھین بلا لاؤ جیسے ایک ہرن دوسرے
ہرن کو لاتا ہی یہ رنج اُنکو نہ دنیا کی چاہتی چیزون کے نہ ملنے سے ہی بلکہ رکھنے
اُٹھانے چھوڑنے اور منگوانے کی فکر سے اُنکی یہ حالت ہوگئی ہی نادانی

انکی عین دانائی ہی جس سے بڑا نتیجہ حاصل ہوگا اور یہ غم اور درد انکا جسوقت
کامل استاد کے ارشاد سے جاتا رہیگا تو معرفت اور نجات کے مقام مین
آرام پائیگا اور بعد ازان انکو جمعیت اور سکون کے درجہ کو پہونچیگا راج کے
کاج مین جو باپ دادا کا طریقہ ہی کوئی طریقہ اٹھا نرکھیگا ابھی بشوامتر بات
کرہی رہے تھے کہ رامچند باپ کی خدمت مین آئے اول سلام باپ کو
کیا بعد ازان بسشٹ اور بشوامتر اور برہمن اور خاندان کے بزرگون کو اور
راجہ کے نیچ کرون نے رامچند کو سلام کیا تو سبکو مہربانی سے خوش کیا کسی کو
کن انکھیون سے اور کسی کو بات چیت سے اور پھر ادب کے ساتھ بیٹھ گئے
راجہ نے کہا فرزند اللہ نے تجھے عقل کامل بخشی اور خدا عظیم کے قابل کیا
یعنی معرفت عطا فرمائی سزاوار نہین ہی کہ نادان جاہل کی طرح محنت اور
غم مین جان دو بلکہ مناسب ہی کہ تمسا چتر سمجھدار دانا برہمن اور کامل
مرشدون کی ہدایت پر عمل کرے اور نجات کے درجہ کو پہونچے نہ یہ کہ غافل
اور غمگین رہے - اے فرزند غم دور کرنے کا یہی علاج ہی کہ غفلت دل مین
راہ نہ پائے پھر آنسے بسشٹ نے کہا کہ اے راج کنور بڑا دشمن تو
دل کا تعلق دنیا کے ظاہری سامان سے ہی جسکے جمع کرنے مین محنت
اور بچانے مین دقت اور جاتے رہنے مین حسرت ہی اور تو بڑا پہلوان
شیر دل ہی کہ اس دشمن پر فتحیاب ہوا ہی - پھر ایسے ہو کر کس واسطے

دریاے غفلت اور نادانی مین ڈوبے جاتے ہو جسکی لہرین جو اوپر تلے
آتی ہین دل کی پریشانی کی باعث ہوتی ہین بعد ازان بشوامتر نے
کہا اے رامچندر دلی درد جو چوہے کی طرح دل کے گھر مین سوراخ
کرتے ہین کیا ہین اور کتنے ہین اور کس چیز سے پیدا ہوتے ہین اور
کہان رہتے ہین اور اس حقیقت کے دریافت کرنے کا سبب یہ ہے
کہ ہمسے تمھین وہ چیز ملیگی جو تمھارا درد دکھ دور کرے جیسی آرزو تیری
ہو ویسی ہی تو دیکھیگا۔ رامچندر کا بشوامتر کی باتین سُننے سے سونچ اور
غم جاتا رہا جسطرح بادل کی آواز سُنکر مور کا غم برکھا کی جُدائی سے
دور ہو جاتا ہے۔ بشوامتر کی باتین آبدار جواہرات کے موافق تھین
اُنکے جواب مین رسا مین سے کہا اے حضور جو کچھ پوچھنا تھا وہ سب
مجھسے آپ نے پوچھا اور مین اگرچہ لیاقت اسکی نہین رکھتا کہ آپ کے
سوال کا جواب دون لیکن تمھارا حکم مان کر کہتا ہون کہ یہ جو بظاہر مجھے
دیکھتے ہو کہ باپ کے گھر مین پیدا اور بڑا ہوا اور علم حاصل کر کے
بزرگون کے طریقہ پر چلا اُس سے میرے دل مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ
دنیا ناپایدار ہے جو پیدا ہوتا ہے وہ مرتا ہے اور عدم مین نہین ٹھہرتا
پھر وجود مین آتا ہے اور مال اسباب جو دُنیا مین ہے ملا اور محنت کے سبب
ہین جب دُنیا اور دُنیا دارون کا حال یہ ہو تو دُنیا کی زندگانی کچھ خوشی

اور آرام کی چیز نہین ہر اچنبھے کی بات ہر کہ دُنیا دار اُسے دولت
اور آرام کا کام سمجھتے ہین عورت مرد مال متاع اور سب موجودات کہ
باہم جمع ہو گئے ہین ایک دوسرے سے میل نہین رکھتے جس طرح
لوہے کی سیخین کہ اکٹھی باندھی جائین اور اس خیال سے کہ یہ چیز
وہ چیز میری اور اسکا اور ڈھنگ کا میرا ہر آپسین ظاہری جوڑ ملجاتا ہی
اے استاد فرمائیے مجھے دولت اور سلطنت سے کیا نسبت اور کیا
اُس سے لگاؤ ہی مین نہین جانتا کہ کون ہون اور یہ تمام عالم جو
دکھنے مین آتا ہر کس چیز سے ظہور مین آیا ہر بالا انکی بے حقیقت ہر
کس طرح نظر آتا ہر اور اُس سے نفع نقصان کیا ہر ایک چمکتی
ریت کی حالت ہر کہ نہ پیاس کو بجھاتا ہر اور نہ کوئی آئین ڈھوتا ہی اے
برہمن ایسے فکر اور اندیشون نے میرے دل مین گھر کر رکھا ہر اور کسی
شی سے میری اُلفت باقی نہین اور سب سے بیزار کر دیا جیسے بار دار
کی راہ کا مسافر جو بنیان بانس دیکھ کر سفر سے بیزار ہو جاتا ہی میرا غم
مثل آتش کے ہر جو درخت کی جڑ مین لگی ہو اور وہ مجھے جلاتا ہر مین
نہین جانتا کہ اسکا علاج کیا کرون اور یہ شورش کس طرح بیٹھے
جو تفرقہ اور قبض کہ کثرت کے دیکھنے سے ہر اُس سے میرا دل ایک
مذمت مال و دولت ۱۲
منوس پتھر کی حالت ہو گیا کہ مسام تک باقی نہین یعنی اتنی کتے

بانس ٹھین نہین رہی کہ حقیقت کی بافت انہین آوے اسی سبب سے
دل مین روتا ہون اور قوم کی شرم سے آنسو نہین گرنے پاتا گھر جہین مال
اور اسباب دُنیا کا بھرا ہوا اور حقیقت اور معرفت کی مایا سے خالی ہی میرا
آرامگاہ ہرگز نہین جیسے ایک غریب کا گھر جسکے اولاد بہت ہو آرام کی جگہ
نہین لچھمی یعنی دیوتا کی عورت جو دولت کی موکل ہی سبکو ٹیلاتی ہے
آن فرشتہ ۱۲

عوام سے غافل جو تعصب مذہبی سے دوسرے مذاہب کے لطائف اور علوم شریفہ کی خبر
نہین رکھتے انکو ہند کے حکما اور عارفون کے رموز و اشارات کی خبر نہین ہی اسواسطے
اعتراض کا مقام ہی کہ فرشتون کو عورت سے کیا مناسبت کسی طرح ممکن ہی کہ جیسے
ہندوون کو عقیدہ ہی کہ ہر فرشتہ کی ایک عورت اُسکے جنس سے ہی اگر کسی کو ذوق
تحقیقات واقعی کا ہو تو جسے آسکا سر سماعت کرے کہ جسطرح حکماء اشراقیین نے عقل
کل کو باپ معنوی اور نفس کل کو ماں معنوی کہا ہی فعل اور انفعال کے ذریعہ سے کہ
عقل کل فیض دہ اور نفس کل فیض پذیر ہی اس گروہ نے بھی اسی صفت کے اعتبار سے
فرشتہ کو اُنکی ذات کی نسبت عورت نام رکھ لیا جسطرح لغت مین فرشتون کی عورات کو شکت
کہتے ہین اور شکت کے معنی قدرت کے ہین جسطرح لچھمی موکلہ دولت عورت بشن کی ہی اور بشن
اصطلاح مین انکی نام ہی صفت الوہیت حق سبحانہ تعالی کا اور ظاہر ہی کہ دولت سے پرورش
خلق کی ہی اسی طرح فرشتہ کی عورت جہان کہین ہو لیں قیاس کرنا چاہیے اور اس گروہ کے
عقائد پر اعتراض نہ کرنا چاہیے بقول مولانائے روم کے سے ہر کسے را اصطلاحے دادہ اند ۔ اور
بشن منجملہ تین صفات کمال حق تعالی کے ہی ایک برہما صفت ایجاد دوم بشن صفت ابقا سوم
مہیش صفت افنا اور تینون صفات کو وجود انسان مین کہ عالم صغیر ہی نفس ملکی و شہوی
و غضبی کا نام رکھا گیا ہی ۱۲

مگر کہین ٹھہرتی نہین اور در حقیقت کسی کو خوشحال نہین کرتی اور عیب
ہنر کے بغیر دیکھے جہان جی چاہا انعام کر دیتی ہی اُسکی مثل ایسے راجہ کی ہی کہ
اُسے تمیز نہو اور دانا لوگون سے اُسکے انعام اکرام مخصوص نہین اور دولت کا
ہاتھ لگنا نیک کام کرنے پر نہین موقوف رکھا۔ بسا اوقات اُس سے لڑائی
جھگڑا بکھیڑا زیادہ ہوتا ہی جسطرح سانپ کے دودھ دینے سے زہر اُسکا
بڑھتا ہی آدمی جب تلک مفلس ہی سب سے ملکر چلتا ہی اور نرمی سے
پیش آتا ہی اور جون ہی دولت پا گیا اپنے بیگانے سب سے بگڑتا ہی اور
پتھر کا دل بنا لیتا ہی جیسے ہوا نرم برف کو پتھر بنا دیتی ہی۔ اور دانشمند شکر گزار
خردمند اور سچے آدمی اسی وقت تلک زندگانی کا مزہ پاتے ہین کہ دولت کا
رُخ اُنکی طرف نہین ہوا دولت کی آمد اُنکو نادان ناشکر بے تمیز اور جھوٹا
بنا دیتی ہی اور دولت دل کی روشنی اور باطن کی صفائی کو گندلا اور میلا
کرتی ہی جیسے لعل یاقوت کو مٹی مین رکھ چھوڑین اور مٹی مین بھرنے سے
بے آب ہو جاے۔ دولتمند جو ناشایستہ کامون سے پرہیز کرے اور راجہ
جو اپنے تئین اور مخلوقات کے برابر سمجھے دونون دنیا مین نایاب ہین مثل
اُس بہادر کے جو اپنی تعریف نہ کرے اکثر دولت ایسی ہی کہ بُرے کام سے
ہاتھ لگجاتی ہی اور انجام اسکا اچھا نہین اور جلد زوال کو پہونچتی ہی جسطرح
ایک ہری بوٹی جو سانپ کی بانبی سے پیدا ہو اور سانپ کے زہر سے

پالی گئی ہو اور کمال نرمی اور تازگی کے سبب دم کے دم مین ٹوٹ جائے
عمر جسپر دولت کا مدار ہی خود آدمی کو چھوڑ کر چلی جاتی ہی جسطرح کہ پتے کی
نوک پر پانی کے قطرے کا حال ہو کہ اب گرا اب گرا اور جو کوئی عمر کا دراز
اور دنیا کی اینچا تانی اسکے ساتھ ہو اسکی یہ مثال ہی کہ جلنا نے مین مدت
دراز تلک ستار ہے اور فید اسکی با مشقت ہووے اسے دانائے زمانہ
ہرگاہ دل میرا دنیائے دون کے تعلق سے حلاوت نہین پاتا عمر سے
جو بجلی کی طرح ایک دم چمکے اور پھر نہ دار دمجھے کیا مزہ ملے اور کیا امید ہو
جیسے ہوا کو ہاتھ مین نہین پکڑ سکتے اور آکاش ہین آڑ نہین سکتے اور
جو اہرات کی موجون کو جسطرح ایک لڑی نہین بنا سکتے اسی طرح عمر کی
نگہداشت بھی نہین ممکن ہی عمر کو قیام نہین جیسے اخیر برسات کا دونگڑا
اور بغیر تیل کا چراغ ہو۔ جو لوگ عمر کے خواہشمند ہین لیکن معرفت آلہی کی
پناہ مین نہین آئے انکی عمر خود انکی وبال جان ہی جیسے گدھا جو گھوڑے کے

آکاش لغات علمی اہل ہند مین آسے کہتے ہین کہ حکمار اشراقیہ یونانی اسکو مکان
کہتے ہین اور مکان انکے نزدیک ایک بعد مجرد موجود ہی کہ جہات اسمین منقسم ہی اور بعد
ذی مکان کے ساتھ برابر ہو اس طرح کہ منطبق اور برابر ہو اسکے ساتھ اس طرح کہ
بعد مکانی کا ہر جز دسرایان کیے ہو ہر جز ذی مکان مین اور بعد امتدادی دو چیز کے
درمیان اور خلا کے معنی مین ابعاد کہ مجرد مادہ سے ہون اور حکمار ہند کے نزدیک
آکاش پانچوان عنصر ہی کہ تمام اجسام مرکب عنصری مین موجود ہی ۱۲

ملے جو نہیں آتی اور عمر و زندگی کا فائدہ یہ ہے کہ جو کچھ قابل حصول ہے
پاویں جسکی یافت ہمیشہ کی خوشی کا سبب ہے ظاہری زندگی نباتات
حیوانات بھی رکھتے ہیں مگر حقیقی زندگی انکی ہے جو حقیقت کے ساتھ
زندہ ہیں یعنی اور اچھی زندگی انھیں کے واسطے ہے جو دوسری بار دنیا
میں نہ آئیں ورنہ چاہے کتنی بڑی عمر کیوں کی ہو مگر ایک بوڑھے گدھے
کی مثال ہوگا کہ بوجھ لادنے کے بھی کام نہ آوے۔ علم اور کتابیں جسکو
معرفت نہیں سر بوجھ ہیں اور یہی حال ہے عقل اور ادراک کا اسکے
حق میں جو حواس کو اپنے قابو میں نہ لاوے۔ اور بدن اور زندگی اسکے
سر بوجھ ہے ۱۲
حق میں کہ جو حقیقت روح کی نہ سمجھے۔ جوانی آدمی کو جلد اپنے سے
الگ کر دیتی ہے جسطرح سمجھدار آدمی نکمی شی کو فوراً پھینک دیتا ہے۔ دنیا
میں کوئی چیز عمر کے برابر عیب دار نہیں ہے عمر موت کا گھر ہے جسکو ثبات
اور قرار نہیں اور نہ آرام کی شی ہے۔ اہنکار یعنے اپنے تئیں کچھ جاننا اور
منی اور انانیت ۱۲
یہ کہ ہم ہیں اور یہ کام ہمنے کیے آدمی کی دشمن ہے۔ میں اس سے بہت
یعنے منی و انانیت و خود بینی ۱۲
ڈرتا ہوں کہ بے حقیقت ظاہر ہوئی اور بے حقیقت قیام گیر ہے۔ اور

مرزا عبد القادر بیدل کا قول ہے ؎ تو گر خود را نہ بینی نیست عالم غیر دیدارش +
خودی آئینہ دارد کہ محو نیست اظہارش + نبودی اینقدر ہا گشتہ اے محفل امکان
کہ افتادی بچندین جا بہ در فکر خریدارش ۱۲

ہرگاہ مین سمجھ چکا ہون کہ اہنکار جانی دشمن ہی کھانا پینا مجھے نہاین بھاتا اور
پھرنے کا تو کیا ذکر ہی اپنے تئین کچھ سمجھنا ظاہر اور باطن کے رنج اور غم کا
سبب ہی اور وہ آن کرنے کا کام کراتا ہی لیکن جب تلک مین اسنے تئین
دیکھتا تھا جو کرتا اور پیتا تھا سب اکارت تھا جب مجھے یہ صفت جاتی
رہی سمجھا مین کہ بہبودی یہی ہی جب تلک خودی کا بادل برستا رہے
حرص کا پھول رنگین تازہ اور کھلتا ہوا ہی میرے اُستاد؟ ہرچند مین نے
اپنے مقدور بھر خودبینی کو چھوڑ دیا مگر درد اور پریشانی بدستور ہی جو علاج
مناسب ہو تبلاسیئے کہ آپ سب طرح سے تعلیم اور ہدایت کے مرتبے پر
ہین اور من جسکا نام دل ہی دنیا کے دھندھون کی الجھن سے
بزرگون کے طریق پر نہین ٹھہرتا جو مقام آزادی ہی جسطرح پرند کا پر راستے
مین ہوا سے بکھرتا ہی دل بھی ہر خطرہ (یا باسنا) کے ساتھ بیفائدہ دنیا کے
چوطرفہ گھومتا ہی جیسے کتا کہ جس طرف آواز سنی اور دوڑا جسکے دل مین

عرفی شیرازی کا قول ہی ز خود گردیدہ بربندی چگونہ کام جان بینی * ہان گر اشتیاق دیدن شہزادی جان بینی
بخواب خود در آتا قبائے روحانیان بینی * ببین در آئنہ تا آتش صد خان و مان بینی
مُراد آئینہ سے گوہر مقدس حضرت نفس ناطقہ ہی کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۱۲ اسن لغت
سنسکرت مین دل کو کہتے ہین لیکن تلفظ اسکا ان حروف سے نہین ہی اُسکے تلفظ
کا ادا کرنا فارسی حرفون مین صحیح طور پر ناممکن ہی اسلیے مَن لکھا ہی ۱۲

قناعت نہو خواہ ہزاروں پائے مگر بھی اُسکا نہین بھرتا جسطرح ایک چھبوا خواہ اُسمین کتنا ہی پانی بھر بن مگر وہ لبریز نہین ہوتا۔ اُستاد اِس دل نے مجھے کھالیا جو حرص کے پیچھے پیچھے جاتا ہی کتے کی طرح جو بادین کے پیچھے جاے۔ جہان مُردار پڑا پائے کھانے کے لیے دوڑتا جاے۔ اور وسوسہ دل کا مجھے اُڑائے لیے جاتا ہی کیا جانیے زمین پر کہین ٹپکیگا یا ہوا مین اُڑتا رہیگا جسطرح ہوا کا جھونکا سوکھی گھانس کی تیّی اُڑائے لیے جاے۔ ان دو حال سے باہر نہین۔ جو وہم اور خیالات کہ دل سے اُمڈتے ہین مجھے ایسے ڈراتے ہین کہ جیسے بچے کے خیال مین سایہ دیو کی شکل بنکر خوف دلاتا ہی۔ اے مہاراج وہم بھرا دل آگ سے زیادہ پر سوز ہی کہ اُسکو پکڑ نہین سکتے اور پربت سے زیادہ ملند ہی جسپر کوئی نہین چڑھ سکتا اور ہیرے سے زیادہ سخت ہی کہ ٹوٹ نہین سکتا۔ سمندر کی سطح پانی پر چل سکتے ہین اور سمیر ایسے عظیم الشان پہاڑ کو کھود کر پانی اُسکا نوش کر سکتے ہین لیکن دل کو مغلوب نہین کر سکتے۔ اے حضور ہر طرح کے خطرات اور واہی تباہی خواہشین سب دل کی بیماری کے سبب سے ہین۔ اور علاج اُسکا

جیسے تیز ہوا جو گھانس کو اُڑاتی ہی مثال درمیان دل تیع ہوئی دو حال سے خالی نہین یعنے زمین پر ڈالیگی یا ہوا مین سرگردان رکھیگی ۱۲

آپ کے ارشاد کی امداد پر منحصر ہی ترشنا یعنی حرص ہر طرح کے
بدرانون کو اسی طرح جمع کرتی ہی کہ متفرق چغدون کو اندھیری رات
اکٹھا کرتی ہی۔ ای اُستاد جتنے اچھے صفات ہین جنکا جمع کرنا دل کے
واسطے جمعیت اور آرام کا موجب ہو سُریلے راگون کے موافق جنکا و
سُنکر مزہ اور خوشی سے حاصل کرتا ہون فوراً حرص اُنکو خراب اور
پریشان کردیتی ہی جسطرح ایک چوہا رباب کے تارون کو بگاڑ ڈالتا ہی
حرصی کی مجال نہین ہی کہ اپنے اصلی مقام پر کہ معرفت ہی پہونچ سکے
اسواسطے کہ حرص کی اُلجھن اسکو روکتی ہی جسطرح ایک چڑیا کہ جال
مین پھنس گئی ہو اُسکو چھوٹنا اور اپنے گھونسلے تک پہونچنا میسر نہین آتا
حرصی آتش حرص سے ایسا جل گیا ہی کہ ہزار آبحیات سے اُسکو غسل
دین مگر حرارت اُسکی فرو نہین ہوتی۔ ای اُستاد جو شخص دنیا کے
سب کاروبار چھوڑ کر آزاد ہو گیا ہو اُسکے لیے حرص بہت کام پیدا
کرتی ہی۔ حرص نڈر آدمی کو اندھیری رات کی طرح ڈراتی ہی جسکی آنکھ
کھلی ہو بند کردیتی ہی۔ حرص انسان کو گھر گھر گھماتی ہی کسی کا دل
خوش نہین کرسکتی جیسے بھونڈی صورت کی بوڈھیا۔ حرص وہ ہو اہر کے
کام پیدا کرتی ہی اور ٹھکانے تک نہین پہونچاتی جسطرح ایک نکمی ناچنے
والی ناچ کے سارے بھاؤ ایک ہی دفعہ تبلانا چاہے اور پھر پورے

نہ کرسکے حرص بدن کے سب گر مندون سے کام کاج لیتی ہے جیسے
ظاہر کے تمام جوڑ توڑ اور بندھون سے اور باطن کے سب حواس اور
طاقتون سے کمینون کو نیستی اور ناداری کماسنے پر ناچار کرتی ہے اسی طرح
شریفون کے پاک صاف دل کو حرص اپنی طرف کھینچتی ہے جیسے متقی آدمی
کو حسین عورت اور نیلو فر کو سورج کی برآمد کشش کرتی ہے آدمی ہر چند
عقلمند اور سمیر پہاڑ کی طرح بھاری بھرکم ہو مگر حرص اسسے ایک چھوٹی سوکھی
گھانس کی بنادیتی ہے اے استاد بدن کا شکوہ کیا کرون کہ بالکل پاخانہ کا
گھر ہے تھوڑی ناموافق غذا مین بگڑ جاتا ہے اور ہمیشہ چاہتی چیزون کے
نہ پانے سے گھانس پھونس کی طرح جلتا ہے اور مین کوئی شہر اور سور

یعنی کمینہ شریفون سے خدمت لیتا ہے اسواسطے کہ عقل اور ادراک حضرت نفس ناطقہ
کی شان خاص سے ہے اور تدبیرات کا کام مین لانا یعنی خسیس کے مشتہیات کے
آثار کی قسم سے ہے کہ شریف خدمت کمینے کی کرے ۱۲ اندست جسم شیخ علی حزین کا تو لا
ہے ست کن دشوار از تن پروری آزادی جانرا + چہ نگم میکنی چون بلبلان دیوار زندانرا
پھر اسی استاد نے نفس ناطقہ عالی مکان کی حضرت مین خطاب کر کے کہا ہے بلکہ
اطلاق بلفظ مکان اسکی شان مین خطاے محض اسکے علو درجات کے لیئے ہے
سے تو رشک یوسف مصری فتادہ در چہ تن + تو باز کنگرہ عرشی بخاکدان چونی
نسستہ تراجبر جو دمیبوید + بر نگ بادیہ ای ماہی طپان چونی ۱۲

انہین نہین دیکھتا اور اسقدر ہلکا اور اوچھا ہو کہ تھوڑی سی آسودگی مین
تو ہیدا لکہ پھُلا کیا ہو اور تھوڑے دکھ مین بچین ہو جاتا ہو۔ آکر استاد مین اپنے
بدن کو خودی اور تکبر کا گھر جانتا ہون نہ اپنا آباد ہو یا اُجاڑ ہو مجھے
اُس سے سروکار نہین۔ یہ گھر جو گدھون کی پاگاہ ہی (اور مراد ان سے
حواس ظاہر و باطن کے ہین) بی بی حرص کے محلات ہین اور وہم
وخیال اُسمین مزے اُڑاتے ہین مین نہین چاہتا اسواسطے کہ
جس گھر کا دوار اڑھی کا ہو (داشت) اور اُسکے دروازے پر بندریا بیٹھی ہو
(زبان) میری نشست کے قابل نہین اور یہ بندریا کود پھاند چلت
پھرت مین ضرب المثل ہی کہ ہر ایک چنچل کو اُس سے تشبیہ دیتے
ہین اور وہ زبان ہی جو ہمیشہ جنبش مین ہی۔ مین نہین سمجھتا کہ یہ
جسم کیا کمال رکھتا ہی ظاہر مین مُردار گوشت اور باطن مین لہو اور
غلاظت ہی۔ اس حال کے ساتھ بھی اُسکو ثبات اور قرار نہین۔ اور
امیر و غریب عقل والے اور بیوقوف مین تمیز نہین کرتا۔ بُڑھاپا۔ مرض
اور موت جو اُسے لازم ہی سب کے سامنے پیش کرتا ہی اور کسی کو بھی
نہین معاف کرتا اور اس بے تمیزی اور بیوفائی کے باوجود دنیا بھر کا

چونکہ زبان ہمیشہ حرکت مین رہتی ہی اسواسطے تشبیہ اُسکی بندریا سے کی ہو اسلئے
کہ زبان اسم مونث ہی مادہ کے ساتھ تخصیص کی ورنہ مطلق بندر کہنا تھا۔

محبوب اور مرغوب ہی۔ نادان اُس سے بڑھکر کوئی نہین جو اسپر بھروسا کرے اُسکی مثل وہی ہی کہ جو کوندتی بجلی اور گوار کے مینھ پر اعتماد رکھے۔ آدم زاد لڑکائی سے ایسے حوادث کے دریا مین گرا ہی جسکی لہرون کی حد اور نہایت نہین ہی اور ہمیشہ محنت اور رنج مین بسر کرتا ہی علی الخصوص لڑکپن کے زمانے مین کہ روٹی پانی کپڑے کا محتاج ہی اور زبان سے بات نہین کر جانتا کہ اپنی حاجت دوسرے سے کہے۔ نہ اُسکو یہ عقل ہی کہ اپنی بہبود مین کچھ فکر کرے اور نہ ایسی حکمت ہی کہ اپنے کام کو آپ ہی پورا کرے۔ یون کہنا چاہیے کہ آدمی کوئی چیز نہین بلکہ ناتوانی اور سستی نے مجسم ہو کر آدمی کی صورت پائی اور بچہ اُسکا نام ہو گیا۔ آدمی جب تک بچہ ہی قرار اُسکو اور سکون نہین ہی اور آدمی کا خیال تو نہ دن کو ٹھہرے نہ رات کو یعنی نہ جاگتے نہ سوتے۔ جہان یہ دو اضطراب جمع ہون تو یقین ہی کہ کام بے انتظام ہو جائین اور یون سمجھنا چاہیے کہ معشوق کی آنکھ اور تڑپتی بجلی آگ کے شعلے اور دریا کی لہر نے بچے ہی سے بیقراری سیکھی۔ بچے کے خیال مین ہمیشہ یہی رہتا ہی کہ جتنی کھانے کی چیزین دُنیا مین ہین سب کو ایک دم سے منھ مین رکھ لون۔ چاند جو چمک رہا ہی اُسکو ہاتھ مین پکڑ لون جسکی فکرین یہ ہون اُسکی عقل سے

کیا اُمید فائدے کی ہو سکے - لڑکائی خوف کا گھر ہی ماں سے باپ سے اور جو اُن سے بڑا ہو ہر وہم سے اور ہر خیال سے سب سے ڈرتا ہی سب بچے نے جو چھوٹی عمر مین دکھ اور محنت برابر دیکھی ہی اسلیے جوانی کی اُسے اُمنگ ہوتی ہی اور آہستہ آہستہ جوانی کے پہاڑ پر چڑھتا ہی اور جب کہ بچہ جوان ہو گیا تو شہوت کا شیطان دل مین پہونچکر ہزارون نامناسب خواہشین پیش کرتا ہی اور اپنا تابعدار اُسکو بنا لیتا ہی آدمی کی عقل چاہے کتنی ہی لڑکپن مین تیز ہو مگر اُسکی عقل کو جوانی تاریک اور گدلا کر دیتی ہی جیسے کوئی دریا جسکا پانی موتی سا صاف ہو برسات کے موسم مین وہ لطافت اُسکی نہین رہتی - بدن کی مثال جیسے مارواڑ کی زمین جہان پانی کا نام نہین اور جوانی ایک دھوکے دکھلاوے کی چیز ہی اور دل کو ایک پیاسا ہرن تصور کیجیے کہ اس چمکیلے ریتے پر اُمید لگائے ہوے انجام کار مایوس اور ناکام رہجاتا ہی ناموری اور تعریف کے سزاوار وہ گروہ ہی جو کہ شباب کے تنگ کوچہ سے صحیح سلامت باہر نکل آئے ایسا جوان جسمین سیل مہر ہو اور وہ بوجھل بھی ہو ڈھونڈھے نہین ملتا جسطرح آکاش کا پھول ہو اور نو عمری کی سب آرزو سے عمدہ عورت

آکاش اُسے کہتے ہین کہ حکماء اشراقیہ یونانیہ اُسکو مکان کہتے ہین ۱۲

ہو اُسکے رُخسارے کا پھول تھوڑے دن تروتازہ رہا لیکن جلد مُرجھا جاتا
ہو اور اُسکی چھاتیاں موتی بھری اُبھری ہوئی سونے کے پربت تُمبرے
جیسے گنگا بہ رہی ہو ایک روز بوڑھاپے کی ہوا سے اُسی طرح پست
ہو رہا ہو اور کہ قیامت کی ہوا سے پہاڑ ہو جائینگے عورت بالکل آگ ہو کہ
اُس سے ملا اور جلد صحبت اُسکی پوشاک کو میلا کرے اور بال اُسکے
سر کے خیال کرو کہ ایک دُھواں ہو جو آگ سے اُٹھ رہا ہو عورت دوزخ
کی ایندھن ہو حالانکہ وہ تر ہو تیسر بھی دوزخ کی آگ کو بھڑکاتی ہو مطلب
یہ ہو کہ جسکے گھر میں عورت ہو وہ ابھی سے دوزخ میں ہو اور دوزخ کی
دہکانے والی عورت ہو اور کام یعنی شہوت ایک شکاری ہو کہ وہ
عورت کو اپنا جال بنا کر بڑے پہلوان شہ زوروں کو اپنا شکار کرتا ہو۔
دُنیا ایک حوض ہو کہ جسمیں اُسکی مرد ہیں اور گلا یہ اُسکا شہوت اور اُسکی
مچھلی کی بانسی دالی ہو شست عورت ہو۔ اور اس تعلق کا نام بنسی کی
ڈور ہو جو دل کو دنیا کی کسی چیز سے ہو اور عورت جو عیبوں کی گٹھری
ہو اور رنجوں کی بیڑی پانوں میں رکھے وہ ہمارے کام کی نہیں ہو
جو شخص عورت والا ہو سب فرزن کا وہ حرصی ہو اور جسنے عورت کا
دھیان چھوڑ دیا اُسنے گویا تمام جہان کو چھوڑ دیا اور جسنے جہان کو
ترک کر دیا وہ آرام سے ہو اور کامل ہو گیا۔ دنیا کے مزے پہلے پہل

اچھے معلوم ہوتے ہین اور انجام کو برے جسقدر مزے کے ڈھونڈھنے
والے ہین تین مکروہات اُنکے سامنے آتے ہین ۔ بیماری ۔ بوڑھاپا ۔ موت
ہین نے سب مزے چھوڑ دیے اور اعلیٰ درجہ کا مقام حاصل کرنے کے لیے
ہمت باندھی ہو الا میری ہمت مجھے ٹھکانے پر نہین لگاتی آپ کی
مہربانی سے میرا کام نکلیگا اور یہ مطلب آپ ہی کی عنایت سے مِل سکیگا
جوانی کے بل لڑکپن کے خیالات کو الگ کرتے ہین اور بوڑھاپے کی
دہشت جوانی کے بازار کو ٹھنڈھا کر دیتی ہو ۔ سمجھنے کی بات ہو کہ ایک کو
دوسرے سے کسقدر ضد ہو اور اِن مخالفون کی صحبت مین کوئی آرام سے
رہ سکتا ہو ۔ بوڑھاپے کے آتے ہی عقل تو رفو چکر ہو جاتی ہو بی بی
لڑکے بالے اپنے اور دوست آشنا نوکر غلام ضعیف العمر کے اعضا کو
لرزتے دیکھ کر ہنستے ہین اور اغیار کا تو ذکر کیا ہو ۔ چونکہ بوڑھاپے مین
سب عادتین بدل جاتی ہین اور اچھی شکل بھی بھونڈی ہو جاتی ہو
قوت اور قدرت کے بجاے ناتوانی اور سستی پیدا ہوتی ہو اور حرص
تو بہت ہی بڑھ جاتی ہو اِسلیے کسی کو بھلا نہین معلوم ہوتا کہ بوڑھا آدمی
اُسکی طرف دیکھے ۔ پیری حرص کی صورت ہو کہ احتیاج کو لازم ہو اور
خدائی بھر کی محنت حاجتمندی کے طفیل سے ہو ۔ بوڑھا آدمی ہمیشہ خوف
اور خطرے مین ڈوبا رہتا ہو کہ مجھے دوسرے عالم مین جانا پڑیگا ۔ اور

نہین معلوم کہ وہان کیا پیش آوے اور کیا کیا دکھ درد دیکھنے اور سہنے پڑین۔ بڑدھا آدمی حرص کے مارے چاہتا ہو کہ سب ارمان نکلجائین مگر ہاتھ پانون کے جواب دینے سے مطلب کو نہین پہونچتا۔ اِس سبب سے ہمیشہ سوز وگداز مین رہتا ہی۔ موت ایک بادشاہ قہار ہی جسوقت جی چاہا شہر وجود پر چڑھ دوڑتا ہی اپنے لشکر کو جسکا نام پیری اور لاغری ہی آگے بھیجتا ہی اور سفید بال اس لشکر کے جیسے گویا پھریرے نشان کے ہین۔ تین ارمان جو تمام عالم کو اپنا بندھوا اور تابعدار کیے ہوے ہین باآنکہ اُن ارمانون سے نشانی تلک باقی نہین رہتی۔ پھر بھی خلق اللہ کو ایسا گرفتار اپنا کیے ہین کہ دوسری کسی چیز سے خبر نہین ہوتے۔ بڑی ذلت اور ندامت اور عجب طرح کی پست ہمتی کی بات ہی کہ ایسی حالت مین کسی کو جیتے رہنے کی رغبت ہو دنیا مین خوشی اور آرام کا وجود نظر نہین آتا اور جسے دنیادار عادت کے موافق خوشی قرار دیتے ہین زمانہ اُسے تھوڑی دیر مین لوٹ لیتا ہی۔ زمانے کو انتہا کی اشتہا ہی کہ دُنیا مین کوئی شی نہین جسکو نوش نہ کرجاے مال اور اولاد اور آبرو تینون کے ارمان کو تسخیر کرلیا اور مثل اُسکی واڑوانل کی ہی جو سمندر کو نگل جاتا ہی اور واڑوانل آتش ہی جسکی خوراک سمندر ہی زمانہ بزرگ اور دانا دولتمند اور حسینون کے ساتھ جی

مروت اور احسان نہین کرتا اور لحظہ بھر کے لیے بھی سانس نہین لینے دیتا اور سب کا ایک لقمہ بنا کر چٹ کر جاتا ہی جسطرح سور تمامت سانپ کو ایک دم سے نگلجاتا ہو بلکہ زمانے نے دنیا بھر کو اپنے پیٹ مین کھر لیا تو کہنا چاہیے کہ دنیا خود وہی ہی چونکہ پیشتر ظاہر ہو چکا ہی کہ کال یعنی زمانہ سب کو فنا کرتا ہی تو چند تشبیہین اس باب مین مطلب کے واضح کرنے کے لیے ذکر کیجاتی ہین اسواسطے کہ ہندوستان کے بلیغ و فہمیدہ آدمیون کی گفتگو کا مدار تشبیہ پر ہی اور اسکو درشٹانت کہتے ہین پس فرماتا ہی کہ زمانے کی مثال ایک بڑے میوے دار درخت کی ہی اور برہمانڈ[1] جو پکڑ کر آتے ہین اس درخت کے میوے اور خلائق تمام میوے کے کیڑے ہین اور جو میوہ اس درخت سے گرتا ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہی اور کیڑے پڑ جاتے ہین یہ اشارہ مہا پرلے کی طرف ہی جسکو بڑی قیامت کہتے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ اس قیامت مین برہما اور برہمانڈ اور تمام مخلوقات ایک ساتھ فنا ہو جائینگے اور ایک مدت کے بعد پھر ظہور مین آئینگے۔ یہ بات تمام مذاہب اور

---

[1] انڈ بیضہ اور برہما خنت اصطلاح سنسکرت مین صفت ایجاد کا نام ہی مجموعہ لفظ مرکب برہمانڈ کے معنی ہین برہما کے انڈے اس اعتبار سے کہ انڈے مین مولود ہوتا ہی وہ شکل افلاک اور بسائط کرہ ہی ہوتی ہی اس مناسبت سے انڈا کہا ۱۲۔ اشارہ[2] ہی قدم و دوام عالم کی طرف ۱۲

شاستر دن میں ہی اور بعضے کہتے ہین کہ تمام مخلوقات ایسے فنا ہونگے کہ دوسری بار موجود نہونگے یہ بات نیاے شاستر اور سانگھ شاستر مین (یعنی علم بحث و ہندوان ۱۲) مذکور ہی۔ اور بعضے پنڈت بھی اس بات پر متفق ہین لیکن اکثر علما رمیلہ (اہل وحی و قضیا؟ اشراقیان ۱۲ خالمان ۱۲) یعنی فلاسفہ الہیات کا اسپر اتفاق ہی کہ اس قسم کی پرلے یعنی قیامت نہین ہوتی بلکہ یہ ہوتا ہی کہ ایک عالم جاتا ہی اور دوسرا عالم آتا ہی اور حق سبحانہ و تعالے ظہور سے خالی اور فارغ نہین رہتا۔ زمانہ دنیا کے اجزا کو انسان ہون یا جنات فرشتے ہون یا اور کوئی سب کو تسبیح کے دانون کی طرح ایک ڈورے مین کھینچکر اپنے گلے مین ڈال لیتا ہی پھر ایک عرصہ کے بعد اسکو تتر بتر کر موت کی ڈبیا مین چھوڑتا ہی اور تمام جہان ایک جنگل ہی کہ وہ زمانہ کا شکارگاہ ہی انسان حیوان نباتات اور جمادات اس شکارگاہ کے ہرن ہین اور سمندر اس شکارگاہ کا حوض ہی اور ڈاروانل کی آتش اس حوض کے لیے نیلوفر کا پھول ہی۔ بڑھاپا اور بیماری اور موت ہر ایک آئین سے شیر اور چیتا ہی جو اس شکارگاہ مین چھوڑ دیے اور ہرن کے شکار کا قابو ہاتھ سے نہین دیتے اور یہ کھنڈ پرلے کی طرف اشارہ ہی جسکو قیامت صغری یعنی چھوٹی قیامت کہتے ہین اور کھنڈ ٹکڑے کو کہتے ہین اور یہ قیامت دو طرح کی ہی ایک وہ ہی کہ برہما کے دن مین جسے کلپ کہتے ہین (یعنین مدت ایجاد ۱۲)

چودہ منوتر ہین اور چودہ قیامت قائم ہوتی ہین کہ ہر منوتر کے گذرنے کے
بعد ایک قیامت آتی ہو اور صرف پانی کے طوفان سے زمین اور مافیہا سب
فنا ہوجاتی ہو اور ایک منوتر تیس کروڑ اور سرسٹھ لاکھ سال کا ہو اور دونون
منوتر کے درمیان ایک حد ہو جسکو سندھ کہتے ہین اور مدت ہر سندھ کی
سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال کی ہو اور یہی مدت عدم مین دنیا کے رہنے کی
ہو۔ دوسری قسم سے مراد برھما کا دن رات ہو جسکا ایک دن چار ارب
اور بتیس کروڑ سال کے برابر ہو اور جب دن تمام ہوجاتا ہو اور رات
آتی ہو برھما عالم کے کام سے فراغت پاکر سوتا ہو اور اُس قیامت مین
سورج چاند تارے سبھی فنا ہوجاتے ہین اور برھمانڈ اور چند لوگ بالائی
بحال رہتے ہین اور برھما کے سونے اور عالم کے عدم مین رہنے کی
مدت مساوی ایک دن کی ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ برھما اور برھمانڈ
اور تمام مخلوقات کی فنا کبھی کھنڈ پرلے یعنی قیامت صغری کہتے ہین
اس سبب سے کہ ہر برھمانڈ جو فانی ہوتا ہو پیچھے اُسکے دوسرا برھمانڈ آئیگا
اور ظہور عالم کی انتہا نہین اور نہ وہ منقطع ہوتا ہو جیسے کہ پہلے ذکر اُسکا

(حاشیہ: تعین صفت ایجاد ۱۲ — تعین صفت ایجاد ۱۲)

برھما کہ تعین صفت ایجاد ہو اُسکے خواب سے مراد اثبات اور نفی صفات ہو اور توجہ علم
حق تعالیٰ کی ظاہر سے باطن کی طرف ہو ۱۲ یہی مذہب حکما اشراقین یونانیہ کا قدم
عالم کے باب مین ہو اور قدما عجم بھی قائل قدم کے ہین ۱۲ سندھ بسین مہملہ کے
زیر اور نون کی تشدید سے فصل بین الطرفین ۱۲

ہوچکا اور یہ دونون قیامت زمانے کی دو دعوت کی مثال ہین قیامت
کبری طعام کلان ہی اور قیامت صغری ناشتے کے موافق ہی کہ جیسے
دودھ روٹی اور دہی فجر کے وقت کھاتے ہین عالم ایک بیابان ہی
دوسری تشبیہ ہی ۱۲
کہ اسمین میوہ دار درخت بہت ہین آسمان مین اسکے باشندے
اندر وغیرہ اور زمین مین اسکے باشندے آدمی پری وغیرہ اس
درخت کے میوے ہین اور زمانہ جسکی سورج اور چاند آنکھ ہین
اور دن رات اسکی آنکھ کا کھولنا اور جھپکنا ایک ریاضت کرنے والے
شخص کی مثال ہی کہ اس بیابانی میوے کو دیکھ بھال کر نوش کرتا ہی
اور غذا اپنی بناتا ہی یعنی جسکی موت آگئی ہو جان بوجھ کر مار ڈالتا ہی اور
یہ اشارہ چھوٹی قیامت کی طرف ہی یعنی جو شخص مرگیا اسکی قیامت قائم
ہوگئی اے دانا سے بزرگ سنسار گذرنے والی ہی اور زمانہ عالم کو جو عناصر سے

زمانہ حکماء ہند کے نزدیک ایک جوہر ہی قائم بالذات اور ایک روحانی ہی قدسی صفات
اور ماضی حال و استقبال ہوتا اسکے اعراض ہین جو معرض تغیرات مین ہین چونکہ حکیم مطلق
کے افعال منظوم اور تمام کائنات کا کون فساد زمانہ کے حوالہ ہی اور کل کائنات کا ظہور
علم حق کی توجہ کے فیض سے ہی جو باطن سے ظاہر کی طرف ہی پس جسوقت ایک مظہر کے
ظہور کا زمانہ ختم ہوتا عالم شہود سے عالم فنا مین جاتا ہی گویا زمانہ اسکو نوش کر گیا اور فنائے
کائنات کا زمانہ بھی فانی ہوجاویگا اور بجز وجود موجود حقیقی کے کچھ باقی نہ رہیگا کل
شیء ہالک الا وجہہ ۱۲

اور پیدائش اور جن و انسان فرشتے پہاڑ اور سمندر سے بنا ہوا ہے اور زمین آسمان کے درمیان پیدا ہوتا ہے اور اندر و برہما و شن و مہادیو سب کو فنا کرتے ہیں اور انجام کو آپ بھی فنا ہو جاتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ ہم ایسوں کو ہستی سے کیا امید ہو اور کیا بہبود ہوگی اگر کہیں کہ سنا ہے اپنے بقا کی تدبیر کر دیا یہ کہ سمجھو کہ جو کچھ جسم اور جسمانیات سے دکھائی دیتا ہے اور فنا ہوتا ہے تیرا غیر ہے نہ تو خود یعنی تو روح مجرد ہے کہ اسکو فنا نہیں اور زوال کو اسکی طرف راہ نہیں ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ جاننا حواس کی مدد پر موقوف ہے یعنے منشا اسکا ضبط حواس کا ہے اور حواس خود دشمن بقا اور حیات ابدی کے ہیں اس سبب سے کہ پریشان ہو کر طرح طرح کی خواہشیں رکھتے ہیں اور ایک مطلب پر انکو اتفاق نہیں ہے اور حواس بھی آب و آتش خاک و باد کے تابع ہیں اور ان عناصر سے ہر ایک عنصر اپنے ذاتی مکان کا عاشق ہے اور اس ترکیب بدنی کے ٹوٹ پھوٹ جانے کی راہ دیکھتے ہیں پس یہ سب فنا اور زوال کے خواہشمند ہیں نہ بقا اور حیات دوامی کے مددگار اور اگر کہیے حواس کا سردار من یعنی دل ہے اور ہرگاہ دل تیرا رہنما

زمانہ خود بھی فانی ہو جاتا ہے کل شئے ہالک الا وجہہ ۱۲ سنسکرت میں من دل کو کہتے ہیں مگر تلفظ اسکا ان حرفوں سے نہیں ہے صحیح تلفظ اسکا فارسی حروف سے

ہو تو حواس کی دشمنی سے تجھے کیا غم ہی اسکے جواب مین کہ سکتے ہین کہ
کہ ان تمام تفرقون اور خطرون کو دل ہی اُگاتا ہی اور غیر واقعی کو واقعی
دکھلاتا ہی چنانچہ ہر شخص بدن کے سب کام کو اپنے ساتھ منسوب کرکے
کہتا ہی کہ مین نے کیا اور مین لانبا اور مین ناٹا ہون سفید ہون سیاہ ہون
شادی کی اور لڑکے پیدا کیے بھوکھا ہون اور پیاسا ہون اور کبھی ایسا
ہوتا ہی کہ رسی کو سانپ خیال کرتا ہی اور آپ ہی اُس سے ڈرتا ہی

۱۲ و شدوار ہو اسلیے ناواقفان زبان سنسکرت کی پہچان کے لیے ترجمون نے من لکھا
اور من سے مراد دل ہی اور دل سے مراد مزوہ گوشت کا ٹکڑا ہی کہ بائین طرف ہوتا ہی جسطرح
حضرات صوفیہ دل سے تعبیر ساتھ نفس ناطقہ کے کرتے ہین وہ بھی اُسکے مفہوم اور
اعتبار مین نہین ہی جو دل سے ہندی تعبیر کرتے ہین اور کتاب کے متن مین بھی اُسکی
تعریف آئیگی مین یہان لکھتا ہون یہ مقولہ ہی کہ لطیف ساتھ کثیف کے بے واسطہ
متعلق نہین ہو سکتا جسطرح عقل اول کہ واسطہ واجب و ممکنات کا ہی ایک برزخ
ہی وجوب اور امکان مین رجانب راست اُسکے وجوب ہی اور جانب چپ اُسکے
امکان ہی اور عقول عشرہ ترتیب نزول تک وسائط کثیرہ واقع ہوئی ہین تاکہ مادیات
تک ملین اور ہر چند جزئے کل سے جو کچھ واقع ہوتا ہی مدبر اور آمر عقل کل ہی ہو بالتر
متصرف ہی وسائط مین اور فعل عقل اول کا حضرت حق سبحانہ تعالی کا ارادہ ہی اسی طرح
نفس ناطقہ کے ارادہ کی حرکت کو دل کہتے ہین اور برہما کو بھی عالم کبیر مین دل کہتے ہین
اور ہندی حواس خمسہ باطنہ کے قائل نہین اور حکماء یونان نے جو افعال حواس
باطنہ کے نکالے ہین اُنکو منسوب اسی دل سے کرتے ہین ۱۲

عجب کمال دل اس قسم کا ہو تو دل سے مجھے کیا امید ہو کہ وہ حقیقت کو
پہونچے اور پہونچائے اور جانے اور سمجھائے اگر اعتراض کرین کہ تلاش
تیری دو حال سے خالی نہین اگر تجھے کامل یقین ہو کہ جو فنا ہوتا ہو وہ
دوسرا ہو نہ کہ تو پس اصل مطلب حاصل ہوا اور حواس اور دل کی مدد
کی حاجت نہین چاہئیے کہ خاطر کا بھٹکاؤ تجھسے بالکل دور ہوا اور اطمینان کلی
جمعیت اور اطمینان ملے اور جو حواس تیرے اوپر حکم لگائے کہ جو کچھ
ہمنے دریافت کیا ہو اور تصدیق اسکی تو کرتا ہو چاہیے انکے حکم پر
قانع ہو اور خاطر جمع رکھے پس بے جمعیتی اور بھٹکاؤ کے تیرے کیا
معنی ہین اسکا یہ جواب ہو کہ خدا نے میرے دل مین یہ القا کیا ہو کہ
آتما باقی رہتی ہو فانی نہین ہوتی اور حواس کے دم چھانے ہونے سے
بھی مین نے آزادی پائی مگر اب تلک یقین اور مشاہدہ پورا نہین
حاصل ہوا جیسے کوئی چراغ کا خیال کرے یا چراغ کا نام زبان سے
کہے تو اتنے مین گھر کے اندر اُجالا نہین ہوتا اور بھی جو کچھ حواس
پاتے ہین جب فنا ہو جائین جانتا ہون کہ انکا حکم خلاف واقع ہوتا ہو
مین جو فنا اور نیستی سے خوش نہین ہون اور خلاف واقع سے راضی
نہین تو حواس کی اطاعت اور متابعت کیونکر کر سکتا ہون اور کسطرح
اُس سے تسلی پاؤن امر بڑے داتا ہست اور نیست کے درمیان

مین پڑا ہون حیران ہون اور یہین تمنا ہو کہ خوشی اور آرام ملے اور جب تلک یہ تمنا نہین حاصل ہوگی دل کی پریشانی بھی رفع نہوگی ایسا شخص جو اپنا آرام نہ چاہے دُنیا مین ناپید ہو سب مجھے حیرت اور تعجب یہی ہو کہ جو کچھ ہو نظر نہین آتا اور جو کچھ نہین ہو دکھلائی دیتا ہو پس حق ہست نیست نما اور عالم نیست ہست نما ہو اور یہی سبب ہو کہ ہند کے علما حق کی نسبت اور کثرت کے ظہور مین وحدت سے اختلاف رکھتے ہین اور چند مثالین اپنی کتاب مین ذکر کی ہین۔ نیایکان یعنی متکلمین اُنکے کہتے ہین کہ مٹی سے واجب آبخورا بنا ہو مطلب یہ ہو کہ مٹی تھی واجب اور آبخورا نہ تھا ممکنات پھر آبخورا موجود ہوا پس ممکنات مٹی اور ہوا اور آبخورا اور دونون موجود ہین اور ایک گروہ حکیمون کا قول ہو کہ ہمیشہ آبخورا مٹی مین کھپا اور چھپا ہوا تھا جسطرح کہ بیج مین درخت نسبت

حکماے متکلمین اور حکماے اشراقین کے مذہب مین اختلاف مخصوص ہند نہین ہو ظاہر ہو کہ حکیم الٰہی فلاطون اور ارسطو کے عقائد مین اختلاف ہو حالانکہ فلاطون تنہا تھا اور اُسکی بصیرت کاملہ کا معتقد تھا لیکن بحکم وہ مسائل جنمین اُنکو یقین نہین ہوتا اعتقاد سے نہین قبول کرتے اسواسطے کہ وہ مذہب ناقص ہو نقش مدرک کا انتقاش موقوف یقین پر ہو۔ اکثر مسائل دقیق رسائی عقل کی حد سے اور استدلال کے پایہ سے باہر اور بلند ہین۔ اور بدون اتفاق اور خلوص تامہ جوہر پاک نفس ناطقہ کے نہین دریافت ہوسکتے حضرت مولوی معنوی کا قول ہو۔ پاے استدلالیان چوبین بود + پاے چوبین سخت بے تمکین بود

آبخورے نے صورت پکڑی مٹی آبخورے مین چھپ گئی جسطرح درخت
ممکنات ۱۲ واجب ۱۲ ممکنات ۱۲
مین بیج چھپ گیا اور فرق ہست اور نیست کا ظہور اور خفا مین ہی پس
مٹی اور آبخورا ملے جلے ایک دوسرے مین ہین ہر ایک کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ اور
واجب ۱۲ ممکنات ۱۲
بیدانتی[1] یعنی متصوفین لنکے کہتے ہین کہ اب بھی جو آبخورا نمودار ہوا ہی
موجود حقیقی مٹی صرف ہی اور آبخورا محض اور خیال باطل ہی اور راجچندر کا
کلام اس مذہب کی حقیقت کی طرف اشارہ ہی اور اگر کہین صبر کر
یہان تلک کہ مُرشد کامل سلے میرا جواب ہی کہ تلاش اور دوڑ دھوپ کا
وقت جوانی ہی جو گذری جاتی ہی اور مُرشد کامل کا دیدار دور نظر آتا ہی
اور اگر کہین دوسری تدبیر کرتا کہ مطلب حاصل ہو یا جو کچھ دریافت
کرتا ہی آپ سے حاصل کر کہ سب کچھ تجھ مین ہی مین کہتا ہون کہ دوسری
تدبیر میرے اختیار مین نہین ہی اس سبب سے کہ کوئی چیز ثابت
اور قائم نہین دیکھتا ہون کہ اُسپر دل نہاد ہو کر آرام اور قرار ہم پہونچاؤن
اور آتما کی صورت مین نہین دیکھتا کہ اُس سے اس بلند مطلب کو
نفی ناطوق[?]
حاصل کرون اور اگر کہین چار چیز جو مقصد کے حصول کی باعث ہین
اور معرفت کا نتیجہ دیتی ہین وہ حاصل کرتا کہ یقین کا مرتبہ ملے۔ اول
سب کسی کو ایک نسبت کے ساتھ دوست رکھنا تا کہ ایک چیز جو دوسرے

[1] ایک بزرگ کا قول سہ در نیابد بہ نظر ہر چہ درآید بہ نظر + نہ پذیرفتہ بجز عکس تو آئینہ ما + ۱۲

پاس ہو اور تیرے پاس نہین ہو اسکی حسرت تجھے نہو دوسرے سب
کسی کے اچھے کام سے خوش ہونا تاکہ اس بات سے تو محفوظ رہے
کہ دوسرے کے اچھے کام کو تو برا نہ ظاہر کرے۔ تیسرے ہمیشہ دکھ
مصیبت والے پر مہربانی کرنی تاکہ دوسرے کسی کو اپنی طرف سے
تکلیف تو نہ دے۔ چوتھے بدکارون کے عمل سے انجان بنا تاکہ
برا کام تو نہ کرے اسکا جواب مین دیتا ہون کہ یہ تین چار چیز نہین رکھتا
اور اپنے تئین اس سے کمتر جانتا ہون کہ یہ باتین مجھ مین ظاہر ہون
ہرگاہ بے ثباتی عالم کو لازم ہو اور جسقدر اسمین چیزین ہین انکو
ثبات نہین اسی وجہ سے زور اور شیطان ایک وقت کمزور ہونگے
اور دیوتا جنکا نام امر ہو مر جاینگے اور قطب[۱] جو قائم ہو اپنی جگہ سے
ٹل جائیگا پورب پچھم اتر دکھن کو تبدیل تغیر ہو پورب اپنے پوربی کی نسبت
کو پچھم ہو اور پچھم اپنے پچھاین کے لحاظ سے پورب ہو یہی حال اتر دکھن کا
ہو اور عالم کی کوئی چیز نہ اونچی ہو نہ نیچی ایک اونچی چیز دوسری اونچی سے نیچی
ہو اور نیچی کی نسبت اونچی۔ اونچے پہاڑ زمین کے برابر ہو جاینگے اور زمین
غبار ہوکر اڑ جائیگی سعر تاضون کی ریاضت ختم ہو جائیگی جب عمل کا اجر ملگیا
اور بہشتی اور دوزخیون کو اعمال کی جزا حاصل ہوگی تو وہ فنا ہو جاینگے

[۱] قطب بسکون اور ثبات مین مشہور ہو ۱۲

اور برھمانڈ جسکی بقا اور ثبات پر دُنیا والے مغرور ہین زیر زبر ہو جائیگا اور
برھما اور بشن اور مہادیو کا نشان نہ رہیگا اور زمانہ سب کو نگل کر آخر کو
خود بھی فنا ہو جائیگا۔ اس حال کے ساتھ تمام دُنیا والون نے وہم اور خیال
کو جو نمودار ہوا مضبوط پکڑ رکھا ہو اور نہایت غرور اور جہالت سے کہتے ہین
کہ آج اس گھر مین شادی ہو اور کل فلانے کے گھر پر جشن ہوگا پرسون
دوست اور یگانون کا جماؤ ہوگا اور اُس ذات سے جسنے یہ وہم اور خیال
ظاہر کیے بلکہ آپ اُسنے یہ رنگ رنگ کے لباس پہنے ہین خبر نہین
ہوتے اور اپنی عمر عزیز کو تلف کرکے سچّے عزیز کی یاد نہین کرتے اُسکی حسرت
اور ندامت کسی کو نہین ہوتی کہ دن بھر کوئی تلاش مین سرگردان ہوکر
رات کو طالبان حق کے دیدار سے مایوس اپنے گھر واپس آوے
مین نہین جانتا کہ اس حالت سے کس کو نیند رات کو آتی ہو جو کوئی
عارفون کی باتین سُنکر خیال کرتا ہو کہ عارف ہو گیا اُسکی وہی مثل ہو کہ
عالم خیال مین کوئی شخص سمجھے کہ ہمنے بیاہ کیا اور اولاد ہوئی اور خوش و
خرّم ہو یا کوئی کیمیا کے قاعدے سُنکر سمجھ لے کہ مین کیمیاگر ہون اور جس وقت
یہ معلوم ہوا کہ اُسکا خیال اور تصوّر کام مین نہین آتا گذری عمر پر افسوس
کرتا ہو کہ زہر کھا کر مر جانا اس سے بمراتب بہتر ہو بسا اوقات بعضے دشمن کو

در شہر چشم دیدہ ام نمودار بودہ + اے نا خوردہ رنج تو چہ بسیار بودۂ ۱۲

قتل کر راج کرنے کے لیے مستعد ہوتا ہی ایک ہی دفعہ موت اُسکو
بیچ مین سے اُٹھا لیجاتی ہی جسطرح کوئی چیل گوشت کی بوٹی کو جھپٹ
لیجاتی ہی۔ اگر کوئی برحما کی عمر پائے جسکا ایک دن چار جگ شمار کرتے
ہین ممکن ہی کہ یہ پوری عمر دوسرے کی عمر کے ایک لحظہ کے برابر ہو جسطرح
برحما کی کل عمر بشن کے ایک پلک مارنے کے مساوی ہی پس بڑی عمر
اور کم عمر مین تفاوت وہمی ہی اور اُس سے خوش ہونا اوچھا پن ہی۔
(اور جگ زمانے کی ایک خاص تعداد ہی کہ مختلف چار قسمون مین تقسیم ہی
پہلی قسم کا ست جگ نام ہی جو سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہی

ہندوؤن کی قدیم کتابون مین منقول ہی کہ ست جگ مین جو پہلا جگ ہی خلائق کے
اعمال اور افعال کل نیک ہوتے ہین اور دوسرے جگ ترتیا مین تین حصہ نیک
اور ایک چوتھائی بد اور دواپر جگ مین آدھے نیک اور آدھے بد اور کلجگ مین
ایک حصہ نیک اور تین حصہ بد اور لوگون کی عمرین بھی مختلف ہونگی اور یہی اعتقاد
قدیم حکماء اشراقین عجم کا مہ آبادیون سے لیکر زردشت تک رہا ہی اور اُستاد اور ژند
پاژند مین درج ہی گروہ اس حساب سے کہتے ہین کہ ساتون ستارہ سے ایک ستارہ
مالک اور بادشاہ دور کا ہوتا ہی اور ایک ایک ہزار سال ثوابت سے ایک ایک
اُسکی وزارت کرتا ہی جب کہ وزارت سبکی ختم ہوجاتی ہی آسمان کی ترتیب سے
دوسرا ستارہ بادشاہ ہوتا ہی اسی پر قیاس کرنا چاہیے چاند تک جو آخری فلک پر ہی
اِن دونون پُرانے گروہ یعنی ہندی اور عجمی کے حساب سے یہ دور آخری ہی۔
ہندیون مین خود ظاہر ہی کہ اس جگ کو جسمین ہم موجود ہین کلجگ کہتے ہین ۱۲

دوسرا ترتیا جو بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا ہی - تیسرا دواپر آٹھ لاکھ
چونسٹھ ہزار سال کا چوتھا کلجگ چار لاکھ بتیس ہزار سال کا اور ان چارون
جگ کی مدت کُل تینتالیس لاکھ اور بیس ہزار برس ہی جب چار جگ کا
دورہ ختم ہوتا ہی تو دوسرا اور اسی ترتیب سے آتا ہی جب یہ دورے
ہزار بار دُہراتے ہین ایک دن برہما کا ہوتا ہی جو چار ارب بتیس کرور
سال کا ہی) لوگ سب گرفتار اپنی خواہشون کے ہین اور اپنی تمناؤن کے
پورا کرنے مین تو ہم تلاش کرتے ہین اور کرنے ان کرنے سب کام
کرتے ہین اور اس محنت اور جستجو کا ثمرہ بجز بلا اور وبال کے نہین ہی
اس بیماری مہلک کو صحت جانتے ہین لوگ کہتے ہین کہ عمر کے
دو حال ہین کبھی عافیت اور راحت سے گذرتی ہی اور کبھی محنت اور
بلا مین اور مین کہتا ہون کہ تمام عمر ایک طرح محنت اور بلا کے سوا
نہین ہی مین نہین جانتا کیونکر گذریگی - بالمیک رحمہ اللہ کا قول ہی کہ جب لوگ

---

۱۲ اور حافظ کا قول ہی سے اینچہ شوریست کہ در دور قمری بینم + ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شری بینم + دختر از ما
ہمہ جنگ است و جدل با مادر + پسران ہمہ بدخواہ پدری بینم + مقطع تک تمام غزل مین ایسی ہی مذمت
اعمال و افعال اخیر زمانے کے لوگون کی لکھی ہی - اہل اسلام کے تاخت تاراج مین کہ اس
دَور کے تقاضا سے خروج کیا کوئی نشان تواریخ قدیم اور کتب حکمت عجم سے باقی نہین رہا
اگر کوئی اہل تحقیق و انصاف ترک تعصب اور عناد کرکے انکے قدما کے عقاید کو تلاش
کرے تو جانے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا ۲ انام رحمہ اللہ عارف مصنف اس کتاب کا ہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا
ہی

بڑی عمر کے ہوتے ہین تو آخر عمر مین کہتے ہین کہ ہماری گذشتہ عمر ایک داستان ہوگئی ہو جسے یاد کرنا چاہیے اور ہم گذرنے والے ہین رامچند جنھون نے پندرہ ہزار سال کی عمر پائی سولہ برس کے سن مین یہ بات کہتے تھے کہ برہما اور بشن[1] اور مہادیو[2] اور تمام مخلوقات اپنے پانون سوت کے منھہ مین جاتے ہین جسطرح سمندر کا پانی کہ خود داڑوانل[3] کے منھہ مین جاتا ہو (واڑوانل) ایک آتش ہو گھوڑی کی صورت اور یہ رکھیشر کے منھہ سے نکلی تھی اور بھوکھ کی شدت سے چاہتی تھی کہ تمام دنیا کو کھاجاے برہمانے اسکی بھوکھ مارنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ہر روز سمندر سے چار جوجن پانی جو سولہ کوس ہوتا ہی پی لیا کرے (اور جوجن چار کوس کی مسافت کو کہتے ہین) دُنیا مین ایک وقت محنت اور بلا ظاہر ہوتی ہو اور دوسرے وقت راحت اور نعمت ایک لحظہ مین پیدایش ہو اور آنا اور دوسرے لحظہ مین موت ہو اور جانا۔ اے رود آفت اسرار بید[4] یہ کیا کام ہو اور کیا اسرار اور

[1] تعین صفت ایجاد ۱۲
[2] تعین صفت افنا ۱۲
[3] عابد مرتاض ۱۲

سلسلہ بیہ رقم واڑوانل کی تاویل طلب ہو سمندمین بھی ایک آتش ہو واڑوانل کہ ہندکے بید لوگ عذا اکا ہضم اسی سے جانتے ہین ۱۲ بید علم الٰہیات حکماے ہند کا ہو اور اسکو کتاب آسمانی کہتے ہین برہما کی وساطت سے انکو پہونچے چار بید ہین جنکے یہ نام ہین اول ایک سیام بید دوم اتھروان بید سوم ججر بید چہارم رگ بید (بید اور وید) ایک ہی ہو ۱۲

کیا بناوٹ ہی اور کیا آثار ہین - مردانگی اور سپاہ اور دولت کا کیا اعتبار - بارہا دیکھا گیا کہ ایک نامرد مردانہ کو مار ڈالتا ہی اور اکیلا ایک مرد ایک غول کو بھگا دیتا ہی اور ایک سفلہ دولتمند ہو جاتا ہی زمانے کے تمام کام اُلٹے اور بے بنیاد ہین میرا دل غم کے دریا مین ایسا ڈوبا ہوا ہی کہ مزے اُسکو یاد نہین آتے جسطرح کوئی حوض کے پانی مین ہو اور چمکیلی ریت کا دھوکا اُسے یاد نہ آئے - موت کو مین نہین چاہتا کہ شاید دوسری جون مین کمال کو پہونچونگا اور زندگی بھی نہین چاہتا اِس اُمید سے کہ بڑی عُمر پاکر عیش کرون جس حالت مین ہون ہون نہ یہ چاہتا ہون نہ وہ ای برہمن اسوقت کہ میرے
خطاب بسشٹ اور بشوامتر کی طرف ہی ۱۲
بدن مین طاقت اور قدرت ہی اور عقل مین صفائی تیز اور لطافت اگر علاج اپنے مرض کا نہ کرون تو کب کرونگا زہر اتنا نقصان نہین کرتا جتنا تعلق دل کا محسوسات سے کرتا ہی - زہر کی تاثیر ایک عمر مین ہی اور تعلق کے زہر کا اثر کئی عمر رہتا ہی - عارف[1] کے لیے جینا مرنا شادی غم اپنایت اور بیگانگی دشمنی اور دوستی باعث رنج و راحت دل کی لگاوٹ

[1] ان کے نزدیک ثابت ہی کہ جب تک محسوسات سے قطع تعلق بالکل نہو جاے اور نفس مجرد آلودگی ہیولی سے پاک نہو وصول بمبدء نہین ہو سکتا پس ضرور نا قابلیت کے سبب سیر اور انتقال کرتا رہیگا اس واسطے کہتا ہی کہ زہر سے ہلاکت ایکبار متصور ہی اور تعلق ابدان سے ہزارون بار ہلاک نفس ہوگا ۱۲

اور وحشت کی نہین ہوتی ۔ جب عمر اسطرح گذرتی ہی جیسے تیز ہوا بادل کو
اڑا ئے لیے جاتی ہی اور جوانی دریا کی تیز دھار کی طرح جاتی ہی تو لذت
اسکی کوندتی بجلی کے مثل مین نے دیکھی ہی اپنے دل کے گھر پر قفل اور
مُہر لگا دی ہی کہ خطرہ کوئی اسمین نہ آوے ۔ اگر کہین کہ دل پر اپنے مُہر
لگا دی کہ خطرہ اسمین نہ آوے تو بس کام پورا ہوا اور مطلب ہاتھ آگیا
اسکا مین یہ جواب دیتا ہون کہ ہر چند عقل کو زبردستی دل کے خلوتخانے
مین بٹھلایا ہی کہ وہان سے جنبش نہ کرے لیکن وہ بالطبع خواہشمند ہی
کہ ہر طرف دوڑے جسطرح ایک بدکار عورت نیک آدمی کے گھر مین جبراً
ٹھہرا بیٹھتی ہی مگر اسی تاک مین رہتی ہی کہ قابو پاکر باہر نکل جاوے پس
فرمائیے کونسا مقام ہی جہان عقل قرار پاکر رنج اور راحت کے اندیشے
اور وہم و شک کی رفاقت سے خالی اور بچی رہے اور کونسی تدبیر ہی کہ جس
کوئی خطرون کی آگ مین گرا ہو اور نہ جلے جسطرح پارا کسی آگ سے نہین
جلتا مگر یہ بات میرے نزدیک دور نظر آتی ہی کہ دُنیا مین رہنا اور دُنیا کی
رسومات مین گرفتار ہونا ایسا ہی کہ دریا مین کوئی ہو اور تر نہو[1] ۔ ای برہمن
وہ راہ مجھے دکھلاؤ جسپر بزرگ لوگ چلے اور منزل مقصود پر پہونچے ہین
اور اپنے وہم سے چھٹی پاکر اصلی مطلب اور ہستی کی حقیقت کو پہونچے ہین

[1] در میان قعر دریا تختہ بندم کردۂ ✦ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش ۱۲

اور جو مقصود کی راہ نہو پایا کہ ہوا اور مجھے نہ سوجھاؤ تو کھانا اپنا اشنان کرنا
پوشاک پہننا یہ سب کام ایک دم سے چھوڑ دونگا اور مرنے کی چاہت سے
ایسا چپ بیٹھون کہ پری اور دیوار کی صورت مین کچھ تفاوت نہو بالمیک
کا قول ہو کہ جب کنور رامچند کم عمر نے یہ تقریر کی جسکے سننے سے سامعین
کی نادانی دانائی سے بدل گئی تو اہل مجلس کی آنکھین کھل گئین
اور رونگٹے انکے بدن کے کھڑے ہوگئے اور عالم ملکوت سے واہ واہ
واہ واہ کی آواز آئی جس سے حاضرین کے کان موتیون سے بھر گئے
اور ملاء اعلی سے رنگا رنگ پھولون کی نچھاور برستے دیکھی اور مردان
غیب کو کہتے سنا کہ ہم عالم کے چو طرفہ پھرتے ہین اور کاملون کی بہت سی
جماعتون سے صحبت رہی کسی شخص سے اور کسی مقام پر ایسی میٹھی اور
نفیس باتین جو آبحیات سے بھی زیادہ جان بخش ہین اور ہمکو سوتے سے
جگا دیا نہین سنین اور وہ سب کے سب ان باتون کے نہایت فریفتہ
ہوکر اتر آئے جس سے مجلس جگمگانے لگی اہل مجلس ایکساتھ انکی
تواضع تعظیم کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے اور بشوامتر اور بسشٹ اور رامچند نے
(نام مہارشی ۱۲) (نام پسر رامچند ۱۲)
بھی اس جماعت کا اعزاز و اکرام کیا۔ بشوامتر نے اپنے دل مین کہا ہر گاہ
راج کنور اس چھوٹی عمر مین نہایت سمجھ اور شعور کے ساتھ ایسا سوال
کرنے اسکا جواب اگر باصواب نہ دین تو ہماری عقل کا قصور ہو اسلیے

بشوامتر کہا چلا ای رامچند تیز عقل جسقدر کہ حقائق سے معرفت اور نجات
کی راہ ملسکتی ہو وہ تمام اپنی عقل اور ذہن صافی سے آپ نے دریافت
کرلی ہین جیسے سکھدیو بیاس کے بیٹے نے جسپر لڑکپن مین طلب
حق کی راہ کھلی تھی۔ ای رامچند معرفت کے مدارج سے کوئی چیز باقی نہین (نام عارف نامدار)
جسکو تیز عقل تمھاری نہین پہونچی اب اسی قدر درکار ہو کہ جو آپ سمجھے
ہین اسمین ثابت قدمی بہم پہونچایئے رامچند نے کہا ای بزرگ ہرگاہ
سکھدیو نے سب کچھ جان لیا جو چاہیئے پھر جمعیت خاطر اسے کیون حاصل
نہ تھی بشوامتر نے کہا سکھدیو کا حال تمھارا ہی سا تھا اور انتہا اسکی ہمت
کی یہ تھی کہ موت اور حیات دوبارہ اسے نہو اور فنا عالم جو اسکی نظر مین
سما گئی تھی اسکے سبب سب سے آزاد اور بے تعلق ہو گیا تھا جیسے
آپ مگر وہ اپنی عقل پر بھروسا نہ رکھتا تھا اور اسکا دل سب لذتون سے

موت اور حیات دوبارہ نہ پائے یعنی طالب مرتبۂ فنا و بقا کا ہوا ہو واسطے کہ جبتک تمیز
اعلی حاصل نہو ان لوگون کے نزدیک یہ امر ثابت ہو کہ نفس ناطقہ تعلقات ابدان عنصری
سے موافق اپنے اعمال اور اخلاق مستعملہ کے نجات نہ پائیگا کیونکہ اگر قوت غضبی افراط سے
ہو شیر اور چیتے کا جامہ پائیگا اگر ریاکار ہو تو روباہ یعنے لومڑی کا اسی پر اور قیاس کرنا
چاہیئے یہانتک کہ اگر اودیا یعنے نادانی سے اسفل السافلین تک پہونچے تو نباتات
وجمادات تک تنزل کریگا اس مذہب سے ہندی اور عجمی متفق ہین الا مشائین
اور متکلمین عدم بصیرت سے اس مسئلہ مین راہ نہین پائے ہوے ہین ۱۲

فارغ تھا اور معرفت الٰہی کا آبحیات مانگتا تھا جسطرح چاتک[1] کہ بعضے اُسے پپیہا کہتے ہین کہ سوج کے مینھ بغیر دوسرا پانی نہین مانگتا آپ بشوامتر شکدیو کی حکایت بیان کرتا ہی کہ ایک دن شکدیو اپنے باپ سری بیاس کے پاس سمیر پہاڑ کی کھوہ مین بیٹھا تھا باپ سے پوچھا کہ عالم کسطرح ظاہر ہوا اور کسطرح فنا ہوگا اور اُسکی لنبائی چوڑائی کسقدر ہی اور رنج اور راحت اُسکی کسکو ہی باپ نے متنی حقیقت حال تھی تمام وکمال شکدیو سے کہہ سُنائی ہکدیو باپ کی بات کو جیسے چاہیئے نہ سمجھا اُسکے دل مین خطرہ آیا کہ اسقدر تو مین بھی واقف ہون بیاس اُسکے خطرہ پر مشرف[اگاہ ۱۲] ہوکر بولا کہ ترہت مین ایک راجہ ہی جنک نامے وہ سب حقیقت جانتا ہی اگر اُس سے ملاقات تم کرو تو اُسکے دیدار سے تمھاری خاطر کو تسکین ہوجائیگی شکدیو باپ کی یہ بات سنکر سمیر پہاڑ سے نیچے زمین پر اُترا اور بدیہ نگری مین پہونچا جہان راجہ جنک کا پایۂ تخت تھا اور راجہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا راجہ کو دربان لوگون نے خبر پہونچائی کہ بیاس کا فرزند سکدیو

[1] ایک پرند ہی ہندوستان مین عرف عوام سے اندر خواہ کچھ نام اُسکا ہو معلوم نہین بعضے عوام کا قول ہی کہ یہی پپیہا ہی کہ گرمی کے موسم مین آم کے درختون پر بولتا ہی پیو کہان پیو کہان اور اُسکی آواز مسلسل نہایت دردآلود عشق انگیز ہوتی ہی شاید قول عوام صحیح ہو ۱۲

آیا ہی اور دروازہ پر کھڑا ہی راجہؒ نے فرمایا کہ وہین بیٹھے اور سات دن تک
خبر نہوا زان بعد خلوتخانے مین اُسے بلایا اور آپ وہان نہ گیا سکھدیو
خلوتخانے کی انگنائی مین سات دن تک کھڑا رہا پھر اُسے محل کے
اندر بلوا کر دوسرے ہفتہ تک نہ ملا مگر خوبصورت عورتون کو حکم دیا کہ
ناؤ سنگار کر اُسکے سامنے جلوہ کرین اور گانا گادین اور انواع اقسام
کی نعمتین اُسکے لیے تیار رکھین عورتون نے رام کے حکم کے موافق
اُسکے بُھلانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا مگر اُسکو حُسن وجمال سے
اُسکے سروکار نہ تھا۔ اور نہ اُن پریون کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور نہ
راجہ کے تغافل سے برا مانا اُسکی خاطر حق طلب مین ان لذت اور
راجہ جنک ۱۲
تلخی کے اسباب سے فرق نہ آیا جسطرح پہاڑ ہوا سے متاثر نہین ہوتا
جب راجہ نے اُسکی ارادت اور اعتقاد کو دیکھا تو ایک روز بعد اپنے
راجہ جنک ۱۲
پاس آنے کی اجازت دی نمسکار اور خیر وعافیت پوچھنے کے بعد
سکھدیو ۱۲
ملاقات کی اور کہا ای صاحب تم دنیا کا سب کام پورا کر چکے ہو اب تمھین
کیا چاہیے اور کون مطلب تمھین پریشان رکھتا ہی سکھدیو نے کہا
بتلایئے کہ عالم کس چیز سے ظہور مین آیا اور کیا مقدار ہی یعنی مدت
اُسکے بقا کی کسقدر ہی اور کسطرح فنا ہوتا ہی اور رنج وراحت عالم کو

راجہ جنک خسر راجہ رامچندر جی عارف عمدہ تھا ۱۲

کسکو ہوتا ہی یعنی روح کو یا دل[1] کو راجہ جنک نے جواب دیا کہ ایک وجود دائما موجود ہی جسکی طرف عدم کو راہ نہین ہی اور باقی سب وہم اور خیال ہی اور یہ عالم اول سے آخر تلک وہم سے جمع ہو گیا ہی جب تلک وہم ہی عالم باقی ہی اور جب وہم برطرف ہوا وہ بھی فنا ہو گیا اور خلق ہے کے دل اپنے وہم رنج و راحت سے بندھے ہوے ہین سکھدیو نے کہا کہ یہ بات مین پہلے سے جانتا تھا اور میرے باپ نے یہی بات کہی تھی اور کتابون مین بھی لکھا ہی اور مین جانتا ہون کہ عالم وہم اور خیال سے موجود معلوم ہی اور وہم کے جاتے رہنے سے وہ بھی نیست و نابود ہو جاتا ہی مجھے اس بات کا یقین ہی لیکن یہ فرمائیے کہ ایسا کیون ہی اور اسکا سبب میری خاطر نشان کیجیے راجہ جنک نے جواب دیا کہ الٰہیات کے رموز اور متصوفین کی تحقیقات اور اپنے باطن کے کشف سے ایسا ہی مین نے دریافت کیا ہی کہ یہ تمام رنگ برنگ کے ظہور جو نظر آتے ہین ایک حقیقت کے سوا نہین ہین

[1] ہندوون کے نزدیک دل عبارت ارادہ اور حرکت نفس سے ہی حکماے ہندو جسم لطیفی کے قائل نہین ہین اور کہتے ہین کہ نفس ناطقہ نے جسکو جیو آتما کہتے ہین ارادہ اور حرکت کی اسی کا نام دل ہی جب تک محسوسات کی طرف اسکی توجہ ہی دل اور محسوسات سب موجود ہین اور جب حرکت دل کی محسوسات سے معدوم ہو گئی

اور یہ جو تم ایک شے کو بہت دیکھتے ہو اور اسکا نام عالم رکھا ہی تمکو تمھارا ہی
وہم ایسا دکھلاتا ہی پس عالم کثرت کی نمود تمھارے وہم کے سوا نہیں ہ
ہی جب تمھارا وہم علم الیقین سے بدل جاے وحدت حقیقی تمھارے
سامنے جلوہ کرے اور کثرت وہمی فنا ہوجاے پس ثابت ہوا کہ نمود
عالم کی تمھارے ہی وہم سے ہوئی اور وہم کے دفع ہونے سے
وہ بھی معدوم ہوجائیگا اور تم وہم مین مقید اور مبتلا ہو اور وہم کے
دور کرنے سے مکت[۱۲] پاؤگے اور آزاد ہوجاؤگے - ای بہاس کے
صاحبزادے میرے اعتقاد مین تم انتہا کی معرفت کو پہونچے ہو اور
جو کچھ جاننے کے قابل ہی اسکو جان چکے ہو اسکی دلیل یہ ہی کہ تمام
مزے جو دنیا بھر مین ہین مٹتے جاتے رہے اور سب سے بے تعلق
ہوگئی ہی یہ معرفت کی نشانی ہی بلکہ آزادی کے مقام پر پہونچنا یہی ہی کہ
تمھاری خاطر محسوسات کی طرف رجوع نہین اور غیر حق تمھاری نظر

۱۲ چونکہ اسکا وجود اعتباری ہی نفس ناطقہ مین فانی ہوگیا برہما کو بھی عالم کبیر مین
دل کہتے ہین ساتھو پرم آتما یعنے حق کے جسطرح عالم صغیر مین دل ہی ساتھو جیو آتما
یعنی نفس ناطقہ کے ۱۲ [۱۲] نظر آتے ہین کالے کو جیسے خود نما آستے + یہ حسن
اتفاق آئینہ میرے روبرو ٹوٹا ۱۲ [۱۲] مکت آزادی اور رستگاری محسوسات سے
اور واصل ہونا اپنے مبدء سے ۱۲

حق بین مین نہین آتا اب تردد اور شبہہ کو اپنی طرف نہ آنے دو اور جو کچھ سمجھے ہو جیسے ہو اسپر ثابت قدم رہو راجہ جنک نے جو یہ ارشاد مبارک فرماکر سکھدیو کے دل کو وہم اور وسوسہ سے نجات کر جمال مطلق کے مشاہدہ سے جمعیت اور آرام بخشا تو اسکا ایسا حال ہوگیا کہ جو دنیا کے جو کام تھے سب بے اختیار چھوٹ گئے اور دنیا کی راہ اور رسم سے مثلاً ہاتھ سے گئی چیز کے رنج اور کسی چیز کے نہ ملنے کے غم سے درگذرا اور اس خاص نسبت کی ورزش اور پرورش کی خاطر سمیر پہاڑ کی طرف رجوع کی اور دس ہزار سال وہان سمادھ یعنی مراقبہ مین بسر کیے اور انجام کار اپنی کلیت کے مقام مین تمکین ہوکر قطرہ کی طرح دریا مین ملگیا اور وحدت حقیقی کے نور نے اسکی عقل کو روشن کردیا اور وہم کی کارستانی چراغ بے روغن کی طرح ختم ہوئی اسوقت مشو امتر نے راجہ سے کہا کہ جیسے سکھدیو نے آزادی کے تمام مراتب کو سمجھا تھا اور اسکی تکمیل کرنے مین ایسی قدر چاہیے تھا کہ جو کچھ جانا تھا پایہ اثبات کو پہونچادیا تمھین بھی یہی مناسب ہے کہ جو کسی قدر وہم تمھارا حجاب ہے اپنے آپ سے دور کرو اور آپ کی آزادی اور وارستگی لذات دنیاوی سے آپ کی معرفت اور دانائی کی علامت واضح ہماری آنکھون کے سامنے ہے خوب سمجھ لو

بدریا قطرہ چون وصل شود دریاست در معنی حباب و موج ہم آب اند شگاف این ہمہ را ۱۲

کہ سب صفات نفسانی سے بدترین صفت حُبِّ جاہ اور عزت ہی اور
اسکو بلند ہمتی کے ساتھ دل سے نکالنا دلیل وصول حق کی ہی جسکو
جیون مکت کہتے ہین جسوقت حُبِّ جاہ سے درگذر سے یقین
جانو کہ جیون مکت کے مقام کو پہونچ گئے بعد اسکے بشوامتر نے علمار
مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای محققان علم آہریا تہ میرے دل
مین آتا ہی کہ بسشٹ جو مالک دین اور دنیا کے ہین اور تمام رگھو بنسی قوم
رامچند پر حکم انکا چلتا ہوا ہی اور باپ دادا سے انکا استاد اور اوضاع و
اطوار کا انکے واقف کار اور دنیا بھر کے اسرار کا خواہ پچھلے ہون یا آیندہ
جاننے والا ہی وہ ذمہ دار رامچند کی ہدایت کے ہون اور تربیت و
مہربانی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں اور بسشٹ کی طرف بھی متوجہ ہو کر
کہا کہ آپ خیال رکھین جسوقت ہمارے تمھارے درمیان تفحص اور

ٹ جیون مکت اُسے کہتے ہین کہ جسم عنصری کی حالت بقا مین واصل بیدار ہو جاے
اور بدیہ مکت مرتبہ فناے مطلق کا ہی کہ اُسمین بدن باقی نہین رہ سکتا اسواسطے کہ
تصرف نفس ناطقہ کا اس حالت مین بالکل محسوسات سے منقطع ہو جاتا ہی اور جب
بدن کی تدبیر منقطع ہو گئی بقا وجود جسم محال ہی اور ظہور جسم کا سبب توجہ خاص اُسکی ہی
جب تک کہ متوجہ محسوسات ہی ہزار جسم پیدا کرتا ہی جیسا کہ تقاضا ملکات رغبت کا اُسکے
ہو صورت پیدا ہوتی ہی ۱۲ علم رگھو ایک بڑے راجہ کا نام تھا اور بنس نسل کو کہتے ہین
اور رگھو بنسی اولاد رگھو کی ہی ۱۲

عداوت تھی اور ہم دونوں لڑائی پر طیار رہتے اور برہمانے آکر ایک
ہدایت فرمائی کہ ہمکو ہماری خودی سے نکال دیا اور ہمارے تفرقہ اور
عداوت سے کچھ باقی نہ چھوڑا اور ایسا حال ہوا کہ ہماری تمھاری دشمنی
دوستی کے ساتھ تبدیل ہوگئی وہی انجیر جو برہمانے تشبیہ کیے مستحقے
رامچندر شاگرد اپنے کو تبلانا اور دانشمندی کا یہی چلن ہی کہ رامچندر جیسے
سچے طالب کو جو دنیا اور مافیہا سے بے تعلق ہوگیا ہی ارشاد اور تربیت
کیجیے اور جسکو سچی طلب نہو اور وہ دنیا کے دھندے نہیں چھوڑتا اسکو
تعلیم اور تلقین کرنا گویا گئو کا دودھ کتے کی مشک مین بھرنا ہی جب وست
گادہ کے بیٹے بشوامتر نے یہ تقریر تمام کی بیاس[1] اور نارد[2] اور مجلس کے
تمام حاضرین نے اسکی راے کو پسند اور اسکو تحسین اور آفرین کی
بسشٹ خلف[3] برہمانے جو اپنے باپ کے مثل صاحب کمال تھا
جواب دیا کہ اے بشوامتر فرمانا آپ کا قبول کرنا لازم اور لوازم عقل اور

[1] عارف شدہ کا نام ہی وہ بیٹا پراشر عارف کا اور باپ سکھدیو کا تھا ۱۲ [2] نام ایک عارف کا ہی کہ ملائکہ مقربین کے شمار مین ہین ۱۲ [3] تمام افراد کائنات کو برہما کے بیٹے ہونے کی نسبت ہی اسلیے کہ برہما سے مراد تعین صفت ایجاد ہی اور بسشٹ زیادہ تر ادا راس نسبت کا ہی اسواسطے کہ تمام کمالات اور اوصاف برہما باپ کے رکھتے تھے جسطرح حکیم خاقانی نے بد کار آدمیون کی نسبت کہا ہے بنگر چہ ناخلف پسرے زد چو تو + دار الخلافت پدرست ایران سرا ایوان سرا سے نام مراد ہے کہ تم کہتے ہین اور دار الخلافت اسکا جہان آباد ہے ۱۲ ۔

فہمید سے ہی برہما نے مگدھ پہاڑ مین جو کچھ کہ بیرست کے وہم اور خطرات کے
دور کرنے کے لیے فرمایا تھا سب تفصیل وار بالمیک کا سست ہیرے کے
ذہن مین ہی بالمیک روایت کرتا ہی بعد اُسکے بسشت نے رامچندر کی تعلیم
اور تلقین اپنے ذمہ لی اور حکایت بشوامتر اور بسشت کی مہابھارت[1] کتاب (مصنف اس کتاب کا ۱۲)
مین مفصل لکھی ہی خلاصہ اسکا انتخاب کے طور پر اس کتاب مین
لکھا جاتا ہی حکایت بشوامتر راجہ گادھ کا بیٹا شکار کی خاطر باہر نکلا تھا
دفعتہً بسشت کے عبادتخانے پر اُسکا گذر ہوا بسشت نے چاہا کہ اُسکی
ضیافت کرے بشوامتر نے ہنسکر کہا کہ تم فقیر ہو ہماری ضیافت
کیا کروگے بسشت بولا کہ جو شخص ہمارے یہان آتا ہی حیثیت کے
لائق اُسکی مہمانداری کرتا ہون پھر سامان اُسکی ضیافت کا بہت سا کر
اچھے کھانے افراط سے اور مٹھائی اور خوشبو اور تازے میوے
پیش کیے اور ہر قسم کی چیزین اس تعداد سے بڑھکر حاضر کین جو بادشاہون
کی ضیافت مین ہوتی ہین بشوامتر کو یہ حال دیکھکر بڑا اچنبھا ہوا اُسکے
نوکرون مین سے بعضون نے کہا کہ بسشت کے گھر مین کامدھین ہی

[1] مہابھارت ایک تاریخ مبسوط ہندؤن مین حقائق اور معارف پر مشتمل ہی جلال الدین اکبر شاہ
نے جو تقلید اور تعصب سے علیحدہ تھا اور تمام مذہب کے شرائف اور لطائف کا
محقق تھا اُسنے کتاب مہابھارت کا ترجمہ فارسی زبان مین کرایا ۱۲

اسکی خاصیت ہی کہ جو کچھ اس سے مانگین وہ دیتی ہی وشوامتر نے
رخصت کے وقت کامدھین بسشٹ سے مانگی بسشٹ نے فرمایا کہ
تو اسکی راضی سے لیجاؤ وشوامتر نے کہا تم دو ہم لیجائین۔ کامدھین نے
بسشٹ سے کہا مجھسے کیا تقصیر ہوئی جو مجھے اپنے گھر سے باہر کرتے ہو
بسشٹ نے کہا کہ مین اپنی خوشی سے تجھے نہین نکالتا مگر وشوامتر
زبردست راجہ ہی تجھے جبراً میرے پاس سے لیے جاتا ہی کامدھین
بولی اگر تو اپنی راضی سے مجھے نہین دیتا مین اس سے سمجھ لونگی
جب کامدھین کو بسشٹ کے گھر سے باہر لیگئے راستے مین ہوا کی
گرمی سے اور غصہ کی حرارت سے پسینا سلے آئی۔ جو قطرہ اسکے پسینے کا
زمین پر ٹپکا ایک جوان دلاور اس سے پیدا ہوا اور ان دلاورون نے
وشوامتر کے تمام لشکر کو ایک پلک مارنے مین مار تباہ کردیا۔ وشوامتر
بھاگا اور کامدھین بسشٹ کے گھر پھر آگئی۔ وشوامتر نے نہایت قہر
وغضب سے دو تین بار بسشٹ پر چڑھائی کی ہر دفعہ کامدھین نے
اسکے لشکر کو مار تباہ اور برباد کردیا۔ وشوامتر نے آخری شکست مین کہا
چھتری پر لعنت ہو جسپر برہمن غالب آئے۔ یہ بات قرار دی کہ مین
برہمن ہوتا ہون اس ارادے سے ریاضت اور مجاہدے مین مشغول
ہوا اور ساٹھ ہزار برس بڑی سخت محنت کھینچی اس عرصے مین دو تین بار

برھما اسکی ملاقات کو آیا اور کہا کیا مانگتا ہی وہ بولا کہ مین چاہتا ہون کہ
برہمن ہو جاؤن برھما نے کہا پیشتر تم چھتری سے راجہ رگھ ہو جاؤ
قبول کیا اور پھر ریاضت مین مشغول ہوا (اور رگھ مردم نامش ہی جو ریاضت
کے سبب اگلے پچھلے حالات سے واقف ہو جاتا ہی راجہ رگھو راجہ مرنامش
ہی جو یہ صفت رکھتا ہو) آخر کو برھما نے فرمایا کہ جو تیری یہی خواہش ہی کہ
تو برہمن بنے برمہو ہو کہا اگر بسشٹ مجھے برمہو رکھ کہے تو قبول ہی بسشٹ نے
بھی برھما کے حکم سے اسکا اقرار کیا پھر ایک مدت کے بعد راجہ ہرچند نے
جو رامچندر کے اجداد مین سے ہی جگ راجسو کیا (اور خاصیت اس
جگ کی ہی کہ ملک مین خلل پیدا کرے) چنانچہ ایک روز راجہ ہرچند شکار
کو گیا تھا جنگل مین فریادی عورتون کی آواز سُنی کہ ہمین زور اور ظلم سے

کہتے ہین کہ برھما نے اپنی مخلوقات کو چار قسم کیا اوّل برہمن اور اُسکے لیے تحصیل علوم
اور ترک و تجرید اور ریاضت اور جہد آزادی اور رستگاری مین مقرر کی فرقہ دوسرا
چھتری اور انکا پیشہ ہتھیار بندی اور شجاعت و عدالت اور ملک داری اور رعیت پروری
اور حُسن عہد اور صدق قول اور سخاوت اور احسان جو اپنے نوع پر ہو اور تمام
جانداروں پر اور جو کچھ شان سلاطین کے لائق ہو تیسرا گروہ بیس انکا پیشہ تجارت
ہر قسم کی ہر جنس کی اور اسباب ہر ملک کے خلائق کو پہونچانا خلق کے ساتھ اور
خرید و فروخت مین صداقت چہارم سودر اس قسم مین حجام کسان لوہار وغیرہ تمام
اقسام اراذل کے ہین انکا پیشہ خدمتگاری تینون قسم اول کی اور انکا کام مذہبی کھانے
پینے رائج اور عبادات و معاملات و معاشرت مین چارون صنف کے علٰحدہ علٰحدہ ہین ۱۲

قید رکھتے ہین راجہ ہرچند نے کہا مین تمام روے زمین کا راجہ اور چھتری
دھرم ہون میرے عہد سلطنت مین یہ کیونکر ممکن اور کسکی مجال ہے کہ کسی پر
ظلم ہو آواز کی طرح گھوڑا دوڑا کر گیا دفعۃً بشوامتر کے عبادتخانہ پر پہونچا
کوئی عورت وہان نہ دیکھی وہی روحانیان آٹھ سدھ کی تھین کہ
بشوامتر انکی تسخیر کرتا تھا (یعنی آٹھ گونی طاقت تصرف کی کہ بعضی ریاضتونکا
پھل ہے۔ اور یہ جس کسی کے تسخیر ہو جاتی ہین خوبصورت عورتون
کی شکل بنکر خدمت اسکی کرتی ہین ایک انمان یعنی جسقدر چاہے
چھوٹی بنجاے دوسری مہمان جسقدر چاہے بڑی ہو جاے تیسری
لگمان جسقدر چاہے سبک بنجاے چوتھی گرمان جسقدر چاہے
بھاری ہوجاے پانچوین پرمان جہان چاہے چلی جاے چھٹی پراکامی
جو چاہے کرے ساتوین ایشوجیر چاہے حکومت کرے آٹھوین وشتو
جسکو چاہے اپنی تسخیر مین لاے) راجہ ہرچند نے بشوامتر سے ملاقات
کی بشوامتر نے بڑی شورش اور نہایت غضب سے کہا تو ہی تھا کہ
دھرم چھتریون کی شیخی مارتا تھا کہ دھرم چھتری کیا ہے یہ لا مظلومون کی
فریاد کا سننا اور لڑائی مین متوجہ پھرنا اور جو چیز کوئی مانگے اسکو دینا
کہا ہین جو تجھسے مانگون وہ دیگا بولا کہ دونگا کہا ہوا تیرے ایک تیری
ذات اور تیری بی بی اور بیٹے کے جو کچھ ملک اور مال ہے تیرے

قبضہ مین ہی سب مجھے دیدے راجہ بولا کہ مین نے دیا بشوامتر نے
کہا اب یہ زمین اور ملک میرا ہو گیا تو یہان ست رہ راجہ اپنی رانی اور
بیٹے سمیت بنارس مین آیا اس سبب سے کہ بنارس کو مہادیو نے
راجاؤن کی سلطنت سے بچا رکھا تھا اور اسمین عمل اور تصرف کی قدرت
انکو نہ تھی پھر بشوامتر نے راجہ کے پاس آکر کہا کہ تو نے جگ راجسو کیا
ہی مجھے دچھنا یعنی خیرات دے راجہ نے کہا کہ اسقدر صبر کرو کہ مین
اپنے آپ اور بی بی کو فروخت کرون پھر تمھین دچھنا دون بولا جلد
دے کہ مین جانا چاہتا ہون نہین تو سراپ (یعنی بددعا) دونگا راجہ نے
سراپ کے خوف سے اپنے تئین ایک مہتر کے اور بی بی اور بچے کو
دوسرے کسی کے ہاتھ بیچا اور روپیہ بشوامتر کو دیا چونکہ یہ بات مقرر تھی
کہ مرے آدمی کو دریا مین ڈالتے اور کپڑے اسکے مہتر کو دیتے ہین اس
مہتر نے مردون کی اترن راجہ کے ذمہ مین تحصیل کرنی قرار دی ایک
مدت بعد راجہ کا بیٹا مر گیا ماں اسکو دریا کنارے لائی کہ پانی مین ڈالے
راجہ نے موافق لڑکے کی اترن اس سے مانگی اس ردوبدل کے
درمیان ایک نے دوسرے کو پہچانا اور دونون بہت روئے اور
یہ ارادہ کیا کہ دونون اپنے کو جلادین دفعۃً برحمت الٰہی شامل حال
ہوئی بشست کے چوکیدار جاپہونچے اور بولے تمھارے واسطے

حکم ہی کہ بہشت مین داخل ہو انھون نے کہا ہم تنہا بہشت مین نہین جائے
جب تلک اودھ کے تمام آدمی اور حیوانات جمادات کو اپنے ہمراہ نہ
لیجاوین حکم مقدس نازل ہوا کہ راجہ کی درخواست کے موافق شہر
اودھ کو اسکے باشندون سمیت داخل بہشت کرین اور راجہ ہرچند کا قصہ
اسوقت کا ہی کہ بسشٹ پانی کے درمیان عبادت کرتا تھا اور عہد کیا تھا
کہ بارہ برس تک پانی سے باہر نہ آئیگا جب مدت مقررہ کے بعد
پانی سے نکلا تو معلوم ہوا کہ راجہ ہرچند کو ایسا قضیہ پیش آیا ہی چونکہ وہ
سورج بنسی یعنی رامچند کے بزرگون کا مربی تھا راجہ ہرچند کا قصہ
درد کا بھرا سنکر بہت مغموم ہوا اور اس ملال کے غبار نے اسکی خاطر کو
تکدر کیا ملامت کی راہ سے بشوامتر سے کہا جو کام تمنے کیا ہرگز مناسب
حال تمھارے نہ تھا کیا ثمرہ ریاضت اور زہد کا یہی تھا کہ ایک بندۂ خدا
کو بیوجہ خانمان سے آوارہ کرد اور ایسا خاندان جو عزت اور بزرگی مین
یکتا زمانے کا تھا برہم کر واب تمھاری ریاضت کا کام تمکو دکھلاؤنگا کہ کیونکر
ہوتا ہی ہر ایک عمل کا انجام کو ایک عوض ہوتا ہی اور یہ گفتگو بڑھ گئی اور
نوبت بہ عداوت پہونچی دونون بزرگوار ایسے مغلوب غضب ہوے
کہ ایک دوسرے کے ہلاک مین ہمہ تن آمادہ ہوگئے ازانجا کہ لطف
الٰہی شامل حال تھا برہما اُنکے مصالحہ کے درپے ہوا اور نزاع اُنکی

برطرف کی برہماکی توجہ سے آنکے درمیان کمال دوستی ہوگئی اور جھگڑا دُور ہوا

بیراگ پرکرن تمام ہوا اور دوسرا باب یعنی پرکرن مجمبھو ہار یعنی تدبیر قطع تعلق شروع ہوا

بالمیک کہتا ہو کہ جب رامچندر اول مرتبہ نِت اور انِت کی تحقیقات کرنے لگا (نت آن موجودات سے مراد ہو کہ ہرگز فنا اور زوال اُسے نہو انِت اُسکے برخلاف ہی) اور یہ تحقیقات اُسکے بیراگ کی باعث ہوگئی جو دنیاوی کاموں سے قطع تعلق کو کہتے ہین اور بیراگ مقام معرفت کی خواہش کا سبب ہوا اسواسطے بسشٹ نے وہ کام بیان کرنے شروع کیے جو طالب فنا کو کرنے چاہیین اور جس طریقے سے کہ مطلب حاصل ہو کہ اے رامچندر دنیا مین ہر ایک شخص ہر مطلب کو جس زمانے مین چاہتا ہو جد وجہد کے ساتھ پا سکتا ہو جد وجہد دو قسم ہو ایک جو شاستر یعنی دینی کتاب کے موافق ہو دوسرے شاستر کے برخلاف جو نفس کی خواہش کے موافق عمل کرتا رہے

ملہ یعنی وجود انانیت ذہنی خیال من و تو کہ موجب عداوت اور کدورات کے ہوتے ہین برہما نے پردہ کثرت وہمی کو ان دونون بزرگون کی چشم بصیرت سے دور کیا اور حقیقت وحدت وجود کے مشاہدہ سے انکو بہرہ یاب کردیا اور نزاع اور دشمنی کے عوض دوستی کرادیا اشارت اسکی طرف ہو کہ منافرت اعتباری اٹھ گئی اور اتحاد معنوی حقیقی دلنشین ہوگیا ۱۲

پہلی قسم مطلب تک پہونچاتی ہی اور دوسری قسم بفائدہ محنت ہی
جسکے نصیب دینی کتابون کا مطالعہ اور مرشد کامل کی صحبت اور
خوش آیندہ کامون کا محاورہ لڑکپن سے ہوا اُسے مطلب حقیقی کو
پہونچنا نہایت آسان ہی راچھندر نے کہا کہ میرے ہاتھ اختیار نہین ہی باسنا
یعنی خطرہ جس طرف کھینچے لیجاتا ہی جاتا ہون بسشٹ نے فرمایا کہ
باسنا کے دو کام ہین کبھی اچھے کامون کا وسیلہ ہوجاتا ہی اور کبھی
بُرے کامون کا اور تمھارے سب کام اچھے ہین پس باسنا تمھین
نقصان نہین پہونچاتا ہی بلکہ مطلب تک پہونچائیگا اور اتفاقاً اگر
دوسری طرف باسنا کا رخ دیکھو تو خواہ نخواہ اسباب سعادت کے حصول
یعنی اسے باسنا کی طرف مائل کرو
کی طرف لاؤ اور باگ اُسکی ڈھیلی نہ چھوڑو کہ دوسرے کام کو کرے اگر
درحقیقت باسنا شک مین ڈالے تو دینی کتاب اور اُستاد شفیق کی جانب
رجوع کرنی چاہیے کہ خیر و شر کی پہچان اُنھین دو طریق سے ممکن ہی
اور باسنا چاہے کیسا ہی خیر کا راستہ دکھلائے مگر اُسکی تاک بہتر ہی
اُسوقت تک کہ وصول کے مقام تک نہین پہونچے موجب کہ

دل جو محسوسات مین بسا ہوا ہی اُسے خطرہ کو باسنا کہتے ہین یعنی متمکن اور جاگزینہ ۱۲
یعنی اعمال ذمیمہ کی طرف جو مقتضیات خراب باسنا کے ہین ۱۲ یعنی معرفت ذات
واجب مین یا نسبت خود حق تعالی کی طرف جیسا کہ ہی شک پیدا ہو ۱۲ یعنی مرشد
کامل اور استاد مہربان کی راہبری سے یا کتب دینی سے ۱۲

بعنایت الٰہی اُس مقام تک پہونچو اُسے بھی اپنے آپ سے دور کرو اسواسطے کہ باسنا زنجیر کی مثال ہی کہ دل کے پانوٗن مین پڑی ہی زنجیر لوہے کی ہو خواہ سونے کی تکلیف کی چیز ہی۔ ای رامچند علم الٰہیات کے اول اور آخر کو ذہن کی صفائی اور صرف ہمت باہم سے تمنے برابر کیا ہی اب وہ کلام کہ برھمانے کہا اور اُسکی یہ خاصیت ہی کہ عالم کے تمام غم لحظہ بھر مین دل کے صفحہ سے جاتے ہین سے کہتا ہون کان دھر کے سُنو۔ رامچندر نے پوچھا کہ برھمانے حقیقت کا کلام کس کیفیت کے ساتھ بیان فرمایا اور آپ کو کسطرح پہونچا یعنی بواسطہ یا بیواسطہ بسشٹ نے جواب دیا کہ یہ ہستی محبت حقیقت اُسکی ہی اور جہان نامتناہی صورت اُسکی ہی اور وہ سب جگہ ہی

یعنی جب تک کہ پایۂ شریعت اور طریقت مین ہی اور گردار و افعال کا مقید ہی سوقت تک سدرہ باسنا یعنی خطرۂ افعال محمود عالم محسوس کا درکار ہی جب کہ مرتبہ حقیقت اور معرفت کو پہونچا سدھ باسنا دور کرنے کے قابل ہی اسواسطے کہ زنجیر تقیید ہی زنجیر اگر لوہے کی ہو یا سونے کی دونون موجب قید کی ہین اور طالب اطلاقی کو آزادی محسوسات سے لازم ہی ۱۲ چونکہ قول مرشد کی تاثیر مرید کی خاطر مین موقوف ہی اس بات پر کہ اُسکے کلام کی صداقت کرے لہذا ضرور ہوا کہ راہ حقیقت کے ہادیان کا طریق مختار ارشاد مین یہی ہی کہ اپنے قول کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر مرید سے کہین چنانچہ اس مقام پر ذہین لوگ معلوم کر سکتے ہین کہ سری بسشٹ نے جو ارشاد کہ رامچند کو کیا اسکو فرمودہ برھما کا اپنی طرف بیان کیا ۱۲

اور سب کا قوام اُسی کے ساتھ ہی اور وہ آکاس اور پرکاس سروپ
یعنی ذات پاک اُسکی عین دانائی اور نور ہی اور وہ نور تمام کائنات
کا ہی اور عدم اور فنا کو اُسکی ذات مقدس کی طرف راہ نہین اور
ذات اُسکی اشیاء کے ظہور کے وقت اور نیز بطون نکے وقت
جسکو قیامت کہتے ہین یکسان ہی اُس سے ابتداءً بشن ظاہر ہوا
اور بشن کے باطن سے جو صفائی اور لطافت مین نیلوفر کے
مشابہ ہی برھما وجود مین آیا اور برھما تمام دنیا کو وجود مین لایا جسطرح
قوت متخیلہ ایک عالم کو ذہن کے اندر لحظہ بھر مین موجود کرتی ہی اور

۱۴ اور رامچندر نے اپنی طبیعت حق جوے کی کاوش سے پوچھا کہ یہ کلام سری
برھما سے آپ کو کسطرح پہونچا اُسکے جواب مین بسشٹ نے اپنی حق گوئی
اور رامچند کی حق شنوی کے ملاحظہ سے حقیقت نفس الامری ظاہر کی اور بیان پر
سری بسشٹ کے طرز بیان سے ذکی لوگ تاڑ جائینگے کہ برھما نے اپنے وجود
کو عین حق اور قول و فعل اپنے کو عین قول اور فعل حق کا بیان کیا یعنی
تغایر وجود قائل و سامع کا لازم موجودات جسم دار کو ہی اور رد اصلان حق کا اشارد
القا اور الہام کے طور پر ہو سکتا ہی جیسا قول مولانا کا ہی ؎ گرچہ قرآن از لب
پیغمبر ست + ہر کہ گوید حق نگفت آن کافر ست + اہل حقیقت کے کلام مین
ہر جگہ رمز اور اشارت ہی کہ اگر بلا تفکر اور تعمق اُسپر گذر ہو اُس امر کے
اسرار سے محروم رہنے اور اگر بحر معانی مین غوطہ لگائے تو گوہر نایاب
ہاتھ آئے ۱۲

برہما نوع انسانی کو تمام پیدائش سے زیادہ ناتوان اور دردمند
دیکھ کر مہربان اسپر ہوا اور فکر کی کہ کسطرح اُسکے درد کا علاج کرے
اور کس راہ سے اُسکے غم کو تسکین دے اگرچہ ریاضت کا کرنا
اور دعا کا مانگنا اور خیرات کا دینا اور متبرک مقامات کی زیارت کو
جانا بعض اوقات درد اور غم کو دور کرتا ہی مگر نہ ایسا کہ بالکل ستیصال
کردے اور برہمانے یہ بھی کہا کہ مین چاہتا ہون اس گروہ کو رنج
اور غم کے گرداب سے نکالنے کے لیے معرفت مین کلام کرون
اور یہ شیرین ٹھنڈا پانی ان پیاسے دکھی آدمیون کے منہ تک
پہونچاؤن سری بسشٹ کا بیان ہی بعد ازانکہ یہ ارادہ برہما کی خاطر

یہ ایک اعلام ہی اس بات کا کہ نیک اعمال مشروع ہرچند اجر اور ثواب کے منتج
ہوتے ہین اور سالکان نو آموز کو اُسکا ورد کرنا ضروری ہی اور وہ موجب قبول
و نجات بہشت کے ہین لیکن جب تک اعمال و افعال اگرچہ نیک ہون
درمیان ہین اور محسوسات سے تقید او تعلق باقی ہی اور اپنی نسبت مبدء کے
ساتھ نہین پائی اور اپنے تیئن کماحقہ نہین پہچانا سعادت حقیقی جو اتحاد مبدء کل ہی
حاصل نہین ہو سکتا اور اس مقصد اعلی پر ظفریاب ہونا اسپر موقوف ہی کہ محسوسات
سے تعلق کو قطع کلی کرے اور انانیت اور آہنکار کی نفی ہو جتنے کہ ایک ذرہ بھی
مادہ مین سے باقی رہے ہیولے اور مادہ کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اور جب تک مادیات کی
استعمال ہی بالضرور جسم ہوگا اور بھوک پیاس اور قسم قسم کے عوارض جو جانی اور تحمل مصائب
دشمنان اور اقسام حاجات کا تقاضا اور پریشان تمنائین جو لوازم ذوی الاجسام سے ہین
گرفتار رہیگا ۱۲

پاک ہین ٹھہر گیا مجھے اپنے دل سے پیدا کیا تاکہ اِس کلام کو تعلیم تلقین کروں جب کہ مین پیدا ہوا لنگوٹ اور رودراجہ کی مالا میرے ہاتھ مین تھی چنانچہ نہایت ادب اور عاجزی سے مین نے برہما کو نمسکار کی اُسنے بڑی شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھلایا اور دعا کی کہ ایک ساعت دل تیرا جو بندر کی طرح ہمیشہ جنبش کرتا اور پھرتا ہر دھوندھلا اور معدوم ہو جسطرح منہ کی بھاپ سے شیشہ دھندھلا ہو جاتا ہو دعا دیتے ہی مین اپنے آپ کو اور سب چیز کو بھول گیا اور غمگین ہوا برہما نے مجھسے پوچھا کہ بیٹا اُداس کسواسطے تو ہوا اپنے غم کا علاج مجھسے پوچھ تاکہ تو خوش ہو پس اُس بزرگ سے مین نے علاج عالمگیر غم کا دریافت کیا کہ یہ غمخانہ یعنی عالم کسطرح ظہور مین آیا اور کس طور سے فنا ہوگا برہما نے ایک کلام معرفت

ایک درخت کے پھل کے دانے ہین جو ہندوون کے نزدیک اُنکی مالا پاک اور لطیف ہر ۱۲ معدوم کرنا برہما کا اپنے فرزند یعنی نوع انسان کو یہ ہر کہ ظلمت بشری کا پردہ چھوڑ دینا اور اُس غفلت اور جہل دامن کا برطرف ہوا اُسکے بیان حقایق سے اس بات کا اشارہ ہر کہ پھر حجاب جسطرح دور ہو جائیگا ۱۲ غم عالمگیر سے مُراد پندار و خود بینی ہر کہ اُسکا منشا جہل اور غفلت ہر اور یہ جہل و غفلت غم و الم کی مبدء اور تمام عالم اس غم و الم مین مبتلا ہر اور اپنی نسبت مبدء سے معلوم نہین کی اور اسی بدن کو اپنی ذات کی حقیقت سمجھا ۱۲ غفلت حافظ درین سرا چہ عجب نیست ہر کہ بہ میخانہ رفت بیخبر آمد ۱۲

اور اسرار حقیقت کا مجھسے بیان کیا کہ اُس غم کا اثر تک باقی نہ رہا اور
جو کچھ جاننا چاہیے مین نے جانا تب جو کچھ تھا وہی ہو گیا برہما نے کہا
کہ اے فرزند تجھے نادان اس سبب سے دعا دیکر کیا تھا کہ مجھسے معرفت
کا سوال تو کرے اور مین تجھے تبلاؤن اور مقصود یہ ہے کہ سوال کا
سبب جو طریق ارشاد مین کامل فائدہ رکھتا ہے جہان اور جہان کے
رہنے والون مین پھیل جائے اب جو میری دعا کی مدت تمام ہوئی
اور تو معرفت کے مقام پر پہونچا مخلوقات کی ہدایت کے لیے
بھرت کھنڈ کو جا کہ سب مقامات سے خیر و برکت مین ممتاز ہے اے
فرزند بھرت کھنڈ یعنے ہندوستان کی آبادی مین جو آدمی کام کے
نیک اور عقل کے درست اور سمجھ کے تیز ہون اُنکو ہدایت اور تلقین
کر اس طریقے سے کہ پہلے نیک کام اور حواس کی تسخیر اور دنیا سے
آزادی اور دائمی فکر بنٹ اور دانش مین اُنکو تعلیم کرے یقین کر جو
ارشاد کہ ان مراتب کی نگاہداری پر واقع ہوگا اُنھین دوام حضور حق کے
درجے کو پہونچائیگا اور مین سرور ہونگے اسلیے مین باپ کے فرمانے
سے بھرت کھنڈ مین آکر رہا اور قیامت تلک رہونگا اور میرے لیے
یہان بھی کوئی کام اور پیشہ نہین جسمین مصروف ہون ایک مدت مجھے
رہنا چاہیے سو گذرانتا ہون اور آپنے آپ کو مین نے ایسا کر رکھا ہے

کہ کام کرتا ہون اور نہین کرتا مراد یہ ہی کہ کرنا اور نہ کرنا میرے نزدیک برابر
ہی اگر کرتا ہون کچھ خوش نہین ہوتا کہ خوب کیا اور جو نہین کرتا ہون
تو کچھ ملال نہین ہوتا کہ کاہیکو نہ کیا میری عقل گویا نیند مین ہی کہ اُسکو
جنبش ہی نہین ای رامچند جو کوئی حقیقت کو پوچھے اگر اُسکا اعتقاد
درست ہی کہ اُستاد اُسکا دانا ہی اور عقل اُسکی باعمل اور سائل بھی علم
آتمیات سے خبردار ہی اور اِس علم کی ابتدا و انتہا کو خوب سمجھکر باہم
مطابق کیا اور شریعت کا بھی اُسپر اعتراض نہو یعنی کام اُسکے خلاف
نہ کرے ایسے شخص کو بلا توقف اپنی طرف راہ دینی چاہیے اور جو کوئی
بدکار شہوتی حیوان کی خاصیت ہو اُسکے جواب کی طرف متوجہ نہونا
ای رامچند مُکت یعنی نجات ایک راجہ ہی جسکے چار دربان ہین ایک
شم[1] یعنی حواس کو اپنا تابعدار کر لینا دوسرا بچار[2] یعنی ست اور اَست کی
تحقیق تصوف کے موافق تیسرا سنتوکھ[3] یعنی مال و رزق و عزت وغیرہ کی

[1] یعنی حواس خمسہ کو اپنا تابع رکھے تاکہ بقدر شخصی کی حاجت کے موافق اُنکی خواہشون کو پورا کرے اور اُنکی لذات سے دور رہے ۱۲ [2] بچار سمجھنا اور تحقیق کرنا ست اَست یعنی باقی اور فانی کا ہی اسی سبب سے کہتا ہی کہ جب اُسکی تحقیق مین آئیگا تمام آسمان اور ستارے اور فرشتے فانیات سے دیکھیگا کل شئی ہالک الا وجہہ پھر خوب اُسکی خاطرنشان ہوجائیگا کہ اللہ پاک کے سوا کسی کو ہستی حقیقی نہین ہی اور اِس سبب سے خود عرفان حاصل ہوگا ۱۲ [3] قناعت یعنی سیری اور آسودگی اُس چیز سے ۱۲

کمی وزیادتی پر دل کا سکون وآرام ہو چوتھا سادہ سنگم یعنی نیک صحبت اور جو اس راجہ کو دیکھنا چاہے ان چار دربانون کو اپنا بنالے اور جو سب نہو سکین تین یا دو۔ یا ایک ہی کو اچھی طرح قابو مین لائے امید ہو کہ چارون مطیع ہو جائین۔ معرفت کے طالب کو مناسب ہو کہ اپنی عقل کو دین کی کتابین دیکھنے اور نیک صحبت اور ریاضت سے جیسا کہ سلف کے لوگون کا طریقہ ہو اور خطرات کی روک سے قوی کرے ای راجچند دنیا کے تعلقات بڑے زہر ہین جسکی تاب کوئی نہین لا سکتا جیسے باسی بھات یعنی جنج کا استفراغ کہ اسمین سمیت ہوتی ہو اور فوراً رگ پٹھے مین اثر کرتی ہو اور مار ڈالتی ہو ایسا اُستاد جو اس زہر باسی بھات سے بچائے پاک جوگ کے سوا نہین ہو

۱۲ جو موجود ہو جسکی زیادتی کا انتظار یا رغبت نہو ۱۲ سادہ سنگم سے مراد عارفون کی صحبت ہو اور سادہ عارف کو کہتے ہین اور سنگم صحبت اور مجالست اور مصاحبت کا نام ہو ۱۲ چونکہ دربان حجاب اور مانع ملاقات کے ہوتے ہین اور مکت یعنی رستگاری اور آزادی ان فضائل کے بے حصول ناممکن اسلیے مکت کو راجہ اور ان چار فضیلت کو چار دربان مقرر کیا ہو ۱۲ چونکہ نفس ناطقہ کو نہایت صفا اور لطافت سے ایک خاصیت حاصل ہو کہ جس چیز سے تعلق پیدا کرتی ہو اور اسمین آلودہ ہو جاتی ہو اسکی عین ہو جاتی ہو اور اسی کی صورت قبول کرتی ہو اسی واسطے کہا ہو کہ دنیا کے تعلقات زہر قاتل ہین جیسے ہلاہل کہ اسکی سمیت رگ پٹھے مین سرایت کرکے ہلاک کرتی ہو اسی طرح تعلق محسوسات کا نفس ناطقہ کے لیے ہلاک کا سبب ہو ۱۲

جیسے کوئی منتر کے زور سے باسی بہات کے زہر سے اچھا کر دے
جوگ کی تفصیل اس کتاب مین آئیگی جوگ پاک وہ ہے کہ محض
خدا کے واسطے ہو نہ دنیا کے مطلب اور غرض کے لیے اور اچند
جس کسی کے باطن مین ظاہر کی لذتون نے گھر بنا لیا ہو اس کا
چھٹکارا مشکل ہے۔ اسکا علاج اگر نہ کرے تو دوزخ کو لیجائینگی
اور وہان ایسے عذاب سامنے آتے ہین جسکے مقابلہ مین
تیر اور تلوار کے زخم ایسے ہین گویا نیلوفر کا پھول کسی نے

جوگ کی تعریف جو قدیم ہندوون کی ریاضات سے ہے اسقدر مشہور ہے کہ بیان
کی محتاج نہین ہے اور سلوک جوگ مین بہت کتابین مبسوط اس گروہ مین
موجود ہین۔ امرت کنڈ جو ایک معتبر کتاب جوگ مین ہے اسکا ترجمہ فارسی مین
اہل اسلام مین سے بعضے عارف نے کیا ہے اور اسکا نام حوض الحیات رکھا
امرت آب حیات اور کنڈ حوض۔ جسطرح بیدون کو برہما کی زبان سے بیان
کرتے ہین جوگ کے طریقہ کو مہادیو سے نقل کیا ہے اور بالاجمال جوگ کی
تعریف اس کتاب مین بھی آویگی میرے نزدیک اس مجاہدے سے یہ غرض
ہے کہ شہوتین جو ہر ایک کے باطن مین محرک بلکہ مبدا ان حواس خمسہ کی ہین
انکا ضبط ہو جاوے یعنی انکا استعمال اندر سے اور باہر سے حواس کو نقصان
اور استعمال مشتہیات سے بیکار کر دینا اور دل کو جو جسم اور پانچون حواس کا
سیدہ اور منشا ہے جسطرح اسنے خود نفس ناطقہ سے پیدا ہو کر اس جسم و حواس کو
اپنے سے پیدا کیا ہے تو اسکا رخ اشتغال محسوسات سے پھیر کر نفس ناطقہ مین

بدن پر مارا اور آگ مین جلنا گویا خس کی ٹٹی مین بیٹھنا اور جوڑون کا
کاٹنا جیسے صندل کا ملنا اور سر کا اڑجانا میٹھی نیند مین سونا ہی اَی رامچند
دینی کتابون کا چھوڑنا نہین چاہیے کہ یہ غفلت کا سامان ہی اور اُسکے
بموجب عمل کرنا معرفت پیدا ہونے کا باعث ہی جو شخص ان تین چیزونکو
اپنے اوپر فرض کرلے یعنی دینی کتابون کا سمجھنا اور اُستاد کی بات کا
سُننا اور ابھیو یعنی اپنی عقل کو سلوک کے مراتب مین ذکر اور شغل کی
مداومت اور کثرت کے ساتھ مستقیم رکھنا ایسا شخص آتما یعنی جمال
الٰہی کے مشاہدے سے بہرہ یاب ہوتا ہی گویا آنکھ سے اُسکو دیکھ لیا
اگر یہ کوئی اعتراض کرے کہ علوم و شاستر بہت ہین مطالب حقیقی کے
حصول مین کسکی پیروی کرے اُسکا جواب یہ ہی جسکی عقل کامل اور
فکر درست ہو اُسکو بیدانت یعنے علم الٰہیات سے بڑھکر اور کوئی علم
فائدہ بخش نہین ہی اَی رامچند بھیک کا ٹھیکرا ہاتھ مین لینا اور چنڈالون
کی گلی کوچون مین ٹکڑے مانگنا اس سے بہتر ہی کہ غفلت اور نادانی کے
ساتھ زندگی بسر کرے اور مال کے بخشنے اور دوستون یگانون کے
سلوک اور اعمال کے سنوارنے اور سب کام سے دست بردار ہونے

اُسکو فنا کرنا ہی جب کہ ایسا ہوگا تو نفس ناطقہ حق مین فنا ہوجائیگا اسواسطے کہ
تعین اور تفرقہ یہی تھا جو کہ جاتا رہا ۱۲ یعنی درد و زخم مقابل تعلق محسوسات کے مثل
راحت کے ہین ۱۲ اِن اشارات سے مُراد یہ ہی کہ جب تک کہ افعال و اعمال حسّی کا اگرچہ

اور گوشہ مین بیٹھنے اور متبرک مکانون کے تیرتھ کرنے سے معشوق حقیقی کو نہین پاسکتے بلکہ یہ مقصود دل کے راضی کرنے سے ہاتھ آتا ہی۔ پہلے ذکر ہوچکا ہی کہ نجات ایک راجہ ہی جسکے چار دربان ہین شم۔ بچار۔ سنتوکھ۔ اور ساد سنگم۔ اور ہر ایک کی حقیقت ان چارون صفات سے جنکو دربان ٹھہرایا مجملاً لکھی گئی ہی اب چاہتا ہی کہ تفصیل سے بیان کرے پس کہتا ہی کہ ان صفات سے پہلی صفت شم ہی اور شم کا ثمرہ یہ ہی کہ جسمانی دکھ اور اندرونی غم اور بیفائدہ ارمان سب ایک دفعہ صاحب شم سے اس طرح دور ہوجائین جیسے اندھیرا سورج کے نکلنے سے جاتا ہی اور سب لوگ چاہے دل کے نرم ہون یا سخت ہون صاحب شم کے معتقد ہوجاتے ہین جسطرح بچہ ماں کو مہربان جانتا ہی جو طاقت اور خوشی کہ طالب معرفت یعنی سالک کو شم کی صفت سے حاصل ہوتی ہی کسی کو پارے کے کشتے سے جو ضعف اور بیماری کو دور کرتا ہی اور دولت کے ملجانے سے جو سرور کی باعث ہی حاصل نہین ہوتی۔ سروپ شم سے یہ مراد ہی کہ جو کچھ سننے یا چھونے

شم قوای کو نعقل ۱۲ — قناعت ۱۲ — صحبت عارفان ۱۲ — بصورت وجمال تسخیر حواس ۱۲

یا دیکھنے سے مرتکب ہو آزادی کلی اور توصل بمبدء ہوگا یہ بڑا مقصد دل کو قابو مین لانے سے مل سکتا ہی اسواسطے کہ جب تک دل کو فنا نفس ناطقہ مین اور محسوسات سے انقطاع نہوگا تب تک نفس ناطقہ کو اپنے مبدء مین فنا ہونے کی قابلیت حاصل نہوگی ۱۲

نکھیے چکھیے یا سونکھیے اگر مزاج کے موافق ہو صاحب شُم اُس سے خوش وقت نہو اور ناموافق ہو تو آزردہ نہو صاحب شم کی شان (صاحب تسخیر حواس)
ہی کہ دل اُسکا چاند کے مثل صفائی اور جلا رکھتا ہو صلح اور لڑائی
خوشی اور غم اُسے یکسان ہوا ای رامچند صاحب شُم ریاضت کش
دانا اور زاہد اور بہادر اور زور آور اور راجاؤن مین شان دار اور
ہیبت ناک نظر آتا ہی ای رامچند شم ایسا ہی کہ اُسے کوئی طاقت سے
دور نہین کرسکتا اور بزرگ لوگ اُسکی محافظت کرتے ہین اور اُسکے
ذریعے سے معرفت کو پہونچتے ہین تم بھی حفاظت کرو۔ دوسری
صفت چارون صفات سے بچار ہی جب عقل نیک کام کرنے
کے لیے نور اور صفائی حاصل کرتی ہی بشرطیکہ وہ کام محض خدا کے
واسطے ہون نہ دنیا کے کسی اور مطلب کے لیے تو ایسی عقل کو آتا
کے تصور مین تصوف کے طریقے سے کام مین لانا حقیقت بچار کی
ہی بچار کی آنکھ کی روشنی مین کبھی فرق نہین آتا ہان سر مین جو آنکھ
ہی اُسکی روشنی کبھی ہوتی ہی اور کبھی نہین ہوتی وہ اندھیرے مین
دیکھتی ہی اور یہ نہین دیکھتی اور وہ سورج کے سامنے جون کی تون
رہتی ہی اور یہ چوندھیا جاتی ہی بچار اسکا نام ہی کہ تو جانے مین کون
ہون اور عالم کا موجود معلوم نہونا جو سخت مرض ہی اور تشویش مین

ڈالتا ہی۔ کیونکہ یہ تشویش دور ہوگی اور علم آلہیات کے حکم سے
جانے کہ موجودات جو نظر آتی ہی اسکی اصل حقیقت کیا ہی تیسری
صفت چارون صفات مین سے سنتوکھ ہی اور اسکو سمجھنا چاہیے
کہ کمال کی صفت اور بڑی مسرت کی باعث ہی اور سنتوکھ والیکے
تمام اوقات کمال آسودگی ہی اے رامچند سنتوکھ کے آب حیات سے
جو شخص سیراب ہو دنیا کی لذتین اسکے نزدیک زہر قاتل ہین
سنتوکھ کے یہ معنی ہین کہ انسان اس چیز پر قناعت کرے جو
اسکے پاس ہی کم ہو یا زیادہ اور خوش رہے اور زیادتی پر
آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے جو دل کہ دنیا کی شہوات مین پھنس گیا ایک
زنگ آلودہ آئینے کے مانند ہی کہ معرفت کی صورت اُسمین نہین
دکھلائی پڑتی اے رامچند سنتوکھ سمتا کی صفت دنیا ہی یعنی ستو اور
اور بہت کی برابر جاننا کہ اہل ہنر اسکو پسند کرتے ہین اور وہ
زیبائشی زیور ہی جسنے دل کی دلھن کو پہنچایا بڑے لوگ اسکے
تابعدار ہوجاتے ہین۔ چوتھی صفت منجملہ چارون صفات کے
سادہ سنگم ہی کہ عالم کے دریا سے سنگم کی ناؤ کے سوا اتر نہین سکتے

حاشیہ: قانع ۱۲ — بمساوات ۱۲ — یعنی قناعت ۱۲ — صحبت عارفان ۱۲

از غیرت نازست کہ آن حسن جہان تاب ٭ داکند نقاب از رخ وبر روی جہان بست
اس مقام کا مطلب بھی خوب سمجھنا چاہیے کہ وحدت وجود سے خبر دیتا ہی ۱۲۵

جہان کہین اچھی نیت خصوص علماء الٰہیات کی میسر آئے ویرانہ آبادی ہی اور افلاس دولتمندی ہی اور موت اسکے لیے شادی اور جشن ہی جنسے نیک صحبت کی گنگا مین اشنان کیے جسکا پانی بہت ٹھنڈا اور صاف ہی اسکو اور نیک کام اور متبرک مقامات کی زیارت اور جگ[1] کی حاجت نہین ہی اے رامچندر یہ چار تدبیر سب تدبیرون سے بہتر ہین جنسے طالب حق دنیا کے دریا سے پار ہوں یہ دولت چار قسم کی جو تیرے پاس ہی اور تیری مددگار وہ سخن کہ نادانی اور غفلت کو

---

[1] جگ سندرون کی ایک قسم کی عبادت ہی جسمین دعاؤن کے پڑھنے اور خوشبوؤن اور قربانی سے فرشتون کی دعوت کرتے ہین اور انسے دین و دنیا کے مقاصد چاہتے ہین ۱۲

[2] یہ اشارہ اسکی طرف ہی کہ جو شخص ترک و تجرید سے اپنی جستجو مین ہو اور طلب حق مین اپنے تئین گنوا دیا وہ شرعی تکلیفات سے فارغ ہی جو عبادات کہ شرعی ہین ان حضرات کے اشغال سے مرتبہ مین کم ہین اہل اسلام سے جو اعتراضات ان اولیاء و اہل پر کرتے ہین جو طائر سے آنکھ بند کیے باطن کی طرف متوجہ ہین بیجا ہین نہین جانتے کہ یہ جسم اور جسمانیات سے گذر گئے ہین اور نماز عبادات ظاہری جسمانی سے ہی جسوقت کہ نفس مدرک کا تصرف عالم محسوس سے منقطع ہو گیا نماز کے اوقات سے انکو خبر کہان جو شخص کہ زمان اور مکان کی قید مین ہین وہ صبح دوپہر اور شام کی خبر رکھتے ہین اور جو لوگ اس قید سے خلاصی پا گئے اور اطلاق کے مرتبہ پر پہونچ گئے اہل مکان و زمان بیچارے انکے حال سے کیا واقف ہین کہ وے کس لذت اور سرور مین مستغرق ہین ۱۲

دور کرنے والا ہی مین تجھسے بیان کرتا ہون کان لگا کر سنو اہی رام چند

نکمت مقام کی بات اور مرض غفلت کی دوا اگر بے ارادت بھی سُننے

آسے بھی فائدہ ہوتا ہی اور اُسکو معرفت کے مقام تک پہونچا دیتی

ہی اور نفس کے عیبون سے پاک کرتی ہی مثلاً حرص ہو یا غفلت

یا اِسکے سوا اور کچھ ہو اور دل اِسکا صاف اور روشن ہو جاتا ہی اور

ضعف اور بُڑھاپا بیماری اور افلاس جو سب کو ستاتا ہی اُسکو تکلیف

نہین پہونچاتا جسطرح زرہ بکتر پہنے بدن مین تیر نہین کام کرتا۔ اور

دنیا کے خوف اُسکے دل کو نہین ہلاتے اِس بات کا سُننے والا سمتا

یعنی سنتوکھ حاصل کرتا ہی قرار اور چین پاتا ہی جیسے سمندر بن مندر

سیری ۱۲

پہاڑ کے (اور یہ وہ پہاڑ ہی کہ دیوتاؤن نے اُس سے دریا کو پاٹ یا

کر چودہ موتی نکالے ایک لچھمی جو بشن کی عورت ہی دوسرا کوستھ من اور ریہ موتی

نیین صفت البقا یعنی ربوبیت کو کہتے ہین ۱۲

آزادی و وصول سدہ کہ صوفی اُسکو فنا کہتے ہین ۱۲ لچھمی دولت کو کہتے ہین اور یہ

ربعانیت بشن کی گھر والی ہی اور سابقاً بابا اقنوم کی آگاہی کے لیے تفصیلوار

حاشیہ پر تعریف لچھمی کی تحریر ہو چکی ہی کہ ہندو لوگ مثل حکما اشراقیین یونان اور

عجم کے کہتے ہین کہ کوئی شی اشیا سے بے نفس نہین ہی حتی کہ ہماری کا رب اور

رب النوع بھی مانتے ہین اور قول اشراقیان کا مصداق کہ عقل کل کو پدر معنوی

اور نفس کل کو مادر معنوی عالم کا کہتے ہین فعل و انفعال کے اعتبار سے

کہ عقل کل مفیض ہی اور نفس کل مستفیض حکما ہی ہند بھی ہر فرشتے کی

نہایت ہی روشن اور آبدار ہی کہ بشن نے اسے زیور اپنا بنایا
تیسرا پارجاتک یعنی درخت طوبیٰ چوتھا شراب پانچوان دھنتر اور وہ
طبیب ہی جو دریا سے برآمد ہوا ایک ہاتھ مین اسکے جونک اور دوسرے
مین ہڑ ہی چھٹا چاند ساتوان کامدھین گاے جسکی صفت پہلے
بیان ہو چکی آٹھوان ہاتھی ایراپت نوان گھوڑا اُنچیشروا اور یہ ہاتھی
اور گھوڑا دونون اندر کے ہین دسوان رنبھا اور وہ ایک کنچنی عورت
نام ایک مستغنیہ ہی ۱۲ رقاصہ ۱۲
ہی جو اندر کی خدمت مین رہتی ہی گیارھوان سارنگ دھنک اور وہ
بشن کی کمان ہی بارھوان سنکھ یعنی مُہرہ سفید یہ بھی بشن سے
مخصوص ہی تیرھوان آبحیات چودھوان زہر قاتل سچا طالب
کھرے سمندر کے موافق ہی اور سمیر پہاڑ کے مثال قرار اور آرام
کے ساتھ اور چاند کی طرح ٹھنڈا جو کسی چیز سے گرم نہو اور ہمیشہ اچھے
کامون کی طرف مائل ہو جیسے نیکبخت عورت جو خاوند کے گھر مین اپنی
خوشی رہے اور اچھے کام دھندے کرے اور اچھا کام وہ ہی جو
شاستر اور گرو کے ارشاد کے مطابق ہو اور یہ کال کی صفات جنکا بیان ہوا

صفات کو اُنکی خاصیت سے منسوب کر زوجہ اُنکی کہتے ہین اور دونون کی جداگانہ تعظیم
اور پرستش کرتے ہین لچھمی جو دولت سبب پرورش افراد عالم کی ہی اور یعنی
تعین صفت ابقا اور بوسیلہ مستی کی ہی اسواسطے اُسکو بشن کی زوجہ تعبیر کیا پچھلے
اوراق مین مفصل لکھا ہی جسکو رغبت ہو اُسے ملاحظہ کرے ۱۲

جسوقت کہ حاصل ہوتی ہین یہی جیون[1] مکت ہی جسکی بزرگی بیان سے باہر ہی اے رامچند جس کسی نے جیون مکت پائی ہی چند عوام کی طرح زندگی بسر کرتا ہو مگر ہمیشہ خوش وخرم رہتا ہی اور کسی سے عداوت نہین رکھتا اور دوبارہ جنم نہین لیتا جو کوئی معرفت کے راستے پر جسمین یہہ نعمت موجود ہی وہم اور خوف سے (یعنی تناسخ سے برطرف ہو گا ۱۲) نہین آتا اُسکا نام آدمیون کے اندر شمار نہ کرنا چاہیے وہ ایک کیڑے کی مثال ہی جو بیٹ سے نکلتا ہی شاستر کا پڑھنا اور سمجھنا شادی اور غم دولت اور افلاس مین یکسان رہنا اُستاد اور گرو کی خدمت مین نہایت ادب اور انکسار کے ساتھ حاضر ہونا علما اور خداشناسون کے دیدار اور صحبت سے زائد فائدہ اُٹھانا عالم کے بقا اور فنا مین فکر کرنا نیک اعمال

---

[1] جیون مکت کے معنی ہین آزادی اور رستگاری اور مبدء سے ملنا کہ حضرات صوفیہ اُسکو فنا کہتے ہین لیکن مرتبہ جیون مکت کا زندگی دنیا تلک ہی اور بدیہہ مکت فنا سے مطلق ہی اسلیے کہ فنا سے مطلق مین بدن کا باقی رہنا محال ہی اسواسطے کہ جسم کا وجود اُسی وقت تلک ہی کہ نفس ناطقہ اپنے ظہور کے ساتھ توجہ تصرف کرے اور کثرت کی طرف مائل ہو جب کہ اُسکی توجہ مدبرانہ منقطع ہو گئی اور اہنکار یعنی انانیت جاتی رہی تو وہ مثل قطرہ کے پانی مین اپنے مبدء سے جا ملی جسطرح قیامت کبریٰ مین علم حق ظاہر سے باطن کی طرف متوجہ ہوگا اور کل عالم فنا ہو جائیگا اسی طرح جسم انسانی بدیہہ مکت کی حالت مین کہ وہ فنا سے مطلق ہی فانی اور معدوم ہو جائیگا یہہ مشابہت ہی عالم کبیر و عالم صغیر مین ۱۲

کی عادت سے باطن کی صفائی کرنی اور قوت کے لیے کسب
کمال کرنا سالک کے لیے شرط ہی مگر اِن مراتب کا بجالانا اُسی وقت تک
ہی کہ ترشٹی اوستھا کے مقام کو نہیں پہونچا اور وہان پر متمکن نہیں ہوا
(اور ترشٹی اوستھا دوام استغراق اور کمال آرام ہی اسمین کہ مطلوب
حقیقی کے جمال کو دیکھا کرے اور رجوع کرنی اس مقام مین ٹھہر گیا دنیا
اور دنیا دارون سے منھ موڑ لیا اور رجوع تا حدے کہ ہندو اور سمرت یعنی
بزرگون کے کلام مین زیست اور موت اور گرہست یعنی خانہ داری
اور سنیاس یعنی ترک و تجرید کے قرار پائے ہین اس مقام والے
تعلق نہیں رکھتے اور وہ ان تکلیفات شرعی سے مرفوع القلم ہی بسشٹ نے
فرمایا۔ اے رامچندر اب تفصیل معرفت کے ابواب اور عارفون کی فکر
کا خلاصہ تجھسے بیان کرتا ہون کان رکھکر سنو اور جو بات دلیل کے
ساتھ ثابت ہو اگر بچے سے سنے مان لینی چاہیے اور جو بے دلیل ہو
اگر برہما کہے تو بھی خیال نہ کرنی چاہیے۔ اے رامچندر جتنی تشبیہین اور
مثالین کہ حقیقت کے سمجھانے کے لیے بیان کی جاتی ہین وہ
سب حادث ہین اور جو مطلب اصلی قابل حصول ہی قدیم اور باقی ہی

یعنی وہ شخص تمام طریق کے سلوک سے گذر گیا یعنی سلوک ایک مقصد اصلی کے حصول
کے لیے ہی اور وہ مقصد اعلیٰ کو پہونچا شرع اور وید کے آداب بجالانے کا مکلف نہین ہی ۱۲

پس مشبہ اور مشبہ بہ مین مناسبت نہین ہو چاہیے کہ اس راہ سے اعتراض نہ کرنا اور تشبیہ تامہ من جمیع الوجوہ نہین ہوتی اور اعتراضات کا کرنا منطقی لوگون کا کام ہو اور طالبان حق سے نازیبا ہو اور طلب کو نقصان پہونچاتا ہو اور عالم کے ظہور اور اسکے مراتب مین فکر اور بزرگ پیشواؤن کے قدم بقدم چلنا دونون شرط سلوک کی ہین ایک دوسرے بغیر بیفائدہ ہو پس مناسب ہو کہ دونون کو ہمیشہ کی کثرت اور پورے استعمال سے ضبط کرو ای رامچند جو تجھسے کہتا ہون اگر اچھی طرح تو سُنے اور سمجھے خود معرفت کے مقام پر تو پہونچیگا اور یہ سماعت نیکنامی اور عمر کی درازی اور تمام حاجات کے برآمد کی سبب ہوگی اور معرفت کی صفت ہرگز تیرے ہاتھ سے نجائیگی

آغاز اُتپت پرکرن یعنی تیسرا باب عالم کی نمود اور ظہور کی ابتدا مین

پیدائش ۱۲ باب ۱۲

اور رامچند جس کسی کو نجات کی خواہش ہو اسکو جو کرنا چاہیے پہلے پرکرن مین بیان ہوا ہو اس پرکرن یعنی باب مین پیدائش کی شروعات کا ذکر ہوگا اُتپت ملدن وسرب پت یہ تینون لفظ سنسکرت ایک ہی معنی رکھتے ہین اور پرتچھ کے بھی اصلی مین ادراک حواس کے ہین اور بیان مراد اُس سے روح ہو جو برہم آتما کے نام سے

باب ۱۲ شعور ۱۲ نفس ناطقہ ۱۲ حق عز و جل ۱۲

مشہور ہی ہمارے یعنی گروہ صوفیہ کے نزدیک اسی پرم آتما کو باین وجود
کہ سب شی کے ساتھ موجود ہی برمھ کہتے ہین اور اِس وجہ سے پرش
بھی اُسکا نام ہی کہ تمام مکان اُس سے پُر ہین اور اِس وجہ سے اہنکار
بھی اُسکا نام ہی کہ سبکو اپنی طرف منسوب کرتا ہی اور اِس وجہ سے چیتن
بھی اُسکا نام ہی کہ تمام اشیا سے علم ازلی کا تعلق ہی ہر چیز کا نام اُسکا نام
ہی وہ ہیت اُسی کے نام پر جسکا نہین نام + وہ بول اُٹھے کسی کا لیجیے
نام + اور وہ علم چونکہ بے انتہا اور طرح طرح کا ہی اپنے آپ کو اوہام کے
آئینون مین جہان اور اہل جہان کی صورت نمودار کرتا ہی جسطرح
پانی لہر اور بلبلہ اور برف اور اولے کی صورت مین جلوہ گر ہی پس
درحقیقت پانی ہی اور وہم مین لہر بلبلہ وغیرہ - اے رامچندر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ برمھ صانع عالم ہی اور پرکاش سروپ وگیان سروپ ہی اور
بعض صانع عالم نہین ہی اور کوئی صنعت انہین سے نہین رکھتی پھر یہ دونون
کسطرح ایک ہون برمھ ازل مین صانع عالم نہ تھا اُسنے چاہا کہ اپنے
آپ کو بہت اور وحدت کو کثرت کرکے دکھلائے یہ حب باعث ہوئی
کہ بصورت عالم جو اُسکی ذات مین کھپا ہوا تھا ظہور کرے اور مرتبہ وحدت
مین بجز نور اور سرور کے جتنی صفات کمال ہین سب ذات حق مین
مخفی تھین جسطرح ہوا مین جنبش ہو یہی سبب ہی کہ ہوا مین کبھی

حاشیہ: انانیت ۱۲ — علم ۱۲ — صورت نور مطلق ۱۲ — صورت عالم حقیقی ۱۲ — نفس ناطقہ ۱۲ — حق ۱۲

جنبش ہوتی ہے اور کبھی سکون۔ اے رامچندر اگر کوئی اعتراض کرے
کہ عالم اگر عین حق ہو تو چاہیے کہ عالم کے اجزا انسان۔ حیوان۔ نباتات
جمادات وغیرہ کو بھی حق کہیں اور حق جانیں اور نیز جو کچھ موجودات سے
خاص زمان اور خاص مکان میں ظاہر ہو چاہیے کہ ہر زمان اور
مکان میں موجود ہوا کرے جسطرح حق ہر زمان اور مکان میں ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالی ہر زمان اور ہر مکان میں جو لباس پہنے
ہوے ہے غیر اس لباس و زمان و مکان میں نمودار نہیں ہوتا اور
اس زمان اور مکان میں اس لباس کے سوا نام نہیں رکھتا ہے
عالم شہود قبل از وجود ظاہری مثل حق تعالی کے اکارن سے یعنے
(مثل علت اولی ۱۲)
غیر معلول تھا یعنی صانع اسکا کوئی نہ تھا اسواسطے کہ وہ مرتبہ علم کے
اندر تھا اور صور علمیہ حق تعالی جنکو اعیان ثابتہ اور حقائق شیٔ کہتے ہیں
کسی کی پیدا کی ہوئی نہیں ہیں اور جب ارادہ ازلی نے چاہا کہ یہ
علم ظہور کرے حق تعالی پرتچھ یعنی شہود کے نام سے اسکا صانع ہوا
اور خصوصیت اس نام کی اسلیے ہے کہ پرتچھ اصل میں حواس ظاہری
کے ادراک کو کہتے ہیں اور عالم میں جو کچھ نظر آتا ہے وجود نور حق ہے اور

شعر: موج ہر قطرہ ہے رومی دریا کا + اسم پردہ ہوا مسمی کا + ہے نمود از غیر اسم نہیں + فہم کر شانہ
منقاکا و حسن نیرنگ کے ہیں سب جلوے + دیکھتے ہو جو رنگ اشیا کا + عصمت بوستی

عالم نہین ہی الا وہ چیز کہ عقل اور تصور مین آتی ہی اور وجود نہین رکھتی
پس ظہور عالم کا سبب کیا ہی حق تعالی کا اپنے ظہور کو دوست رکھنا
ہی فقط اگر کوئی سوال کرے کہ مین نے قبول کیا کہ جسکو حواس ادراک
کرتے ہین عین حق ہی لیکن وہ علم کیا چیز ہی جو ادراک کے وسیلے سے
حاصل ہوتا ہی جیسے شبد اور انمان (شبد سے مراد دلیل نقلی ہی جسکی
اصل علم الٰہیات اور کلام بزرگون کے ہین اور انمان دلیل عقلی کو
کہتے ہین مثلاً دھوین کو وجود آتش پر دلیل لانا) جواب اسکا یہ ہی

چاک کیا + پردۂ ننگ سوز لیخا کا + ذات ہی جو ظہور سے فارغ + اُس سے جلوہ ہوا ہی
ہما کا + ہر جگہ دیکھیے ہر اک ذرہ + دعوی ہی کر رہا ثریا کا + سانس لیکے اڑا رہا ہی دھوان
سوز دل جاسے کھل وہ شیدا کا + کھینچ ڈالی ذری نقاب سحر + چاک سینہ ہوتا کہ دریا کا + ہی
نسیم بہار سے روشن + معجزہ حضرت مسیحا کا + شاخ سے ہر گل اور بوٹے کی + کھل گیا بھید
دست موسیٰ کا + شوق حیران ہوا کہ حد ہی ظہور + رہ گیا بھرم ہی اخفا کا + کتنے لالہ کے
دل مین ہی آخر + رکھ دیا ایک داغ سودا کا + کوہ سے کتنے بعید حیرت کا + کہ دیا خون کیا
جو خار کا + جادہ کھولے ہوے ہی جو آغوش + کیون گریبان ہی چاک صحرا کا + دیکھ غیرت کے
جلوے حیرت نے + کھو دیا نور چشم بینا کا + چشم تر نے بجھا دیے شعلے + ابر سے بیٹھا جوش
دریا کا + تھی قیامت کی قلقل بادہ + غل مچاتا گلا ہی مینا کا + معرفت کا ہی سب کرشمہ نا
کر دیا بند لب ہی گویا کا + قفل ہی گنج دل کا خاموشی + سبب کہ حال اس معمہ کا
گر تجھے معرفت ہی اے بیدل + کہہ ہو تقصہ یہ سب من وما کا + کیا ہی دنیا جل رخ یار
من وما ہین اضافت اے دلدار + ۱۲

شبد اور انمان چونکہ پرتچھ سے پیدا ہوتے ہین پرتچھ مین داخل ہین اور حاصل تقریر کا یہ ہو کہ پرتچھ شبد اور انمان سب حق ہو اور علم حق خواہ حق کی طرف منسوب ہو خواہ خلق کی طرف عین حق ہو غفلت مین پہنسا رہنا ماسوی اللہ کے دیکھنے کے سبب سے ہو اور حاصل ہونا مکت[1] کا ماسوی اللہ کے نہ دیکھنے سے جسطرح خواب مین چیزین نظر آتی ہین اور سکپت کی حالت یعنی خواب گران مین نیست ہو جاتی ہین اسی طرح عالم کی موجودات کثیر جو نظر آتی ہین معرفت[2] کے مرتبے مین جو قیامت کے موافق ہو فانی ہو جائینگی پھر اگر یہ سوال کرین کہ ہرگاہ تمام اشیا سکپت کی حالت اور قیامت مین نیست نابود ہو جاتی ہین حالانکہ وہ سب حق ہین اس صورت مین فنا اور عدم کی صفت بوجہ من الوجوہ حق سے تعلق پیدا کرتی ہو یا نہین اُسکا جواب یہ ہو کہ حق تعالی ہستی محض ہو اور عدم اُسکا نقیض ہو

---

[1] مکت ابد اکو پہونچنا ۱۲

[2] ہندوالے خواب کی حالت دو طرح بیان کرتے ہین جس حالت مین کہ واقعہ کوئی نظر آئے اُسکو خواب کہتے ہین اور جو غفلت مین ڈوبے ہونے کی حالت مین دیکھا ہو اُسے سکپت کہتے ہین ۱۲ چونکہ عالم محسوس کا مشاہدہ اس سبب سے ہو کہ نفس ناطقہ کی توجہ اور اُسکا تصرف محسوسات مین ہوتا ہو جب اُسنے توجہ اس طرف سے اُٹھائی اور اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوا عالم محسوس فانی ہوگا اور یہی صورت قیامت کی عالم کبیر مین ہو کہ علم حق ظاہر سے باطن کی طرف متوجہ ہوگا ۱۲

اور کوئی مفہوم اپنی نقیض کے ساتھ جمع نہین ہوتا پس عدم اور فنا
کسی طرح حق عزوجل کی ذات پاک کی طرف راہ نہین پاتا بلکہ اُسکے
صفات اعتباری کے آثار کی طرف کہ عالم اُسکا نام ہی راہ پاتا ہی اور
صفات کے آثار ہمیشہ معرض فنا اور زوال مین ہین اے رامچند حق
دنیا اور برزخ اور قیامت وبہشت اور دوزخ مین سب جگہ ہی حرکت
اُسکی اور انتقال ایک جگہ سے دوسری جگہ غیر ممکن ہی جیسے پہاڑ اپنی
جگہ سے نہین ہلتا ہستی محض ایک سمندر ہی جسکا کنارہ نہین مل سکتا
اور اُسکا نام ونشان نہین ہی اور ادراک عقل وحواس کا اُسے نہین
پہونچتا اسکے سوا اور کھوج اُسکا نہین ملتا کہ ہی اور بڑی قیامت مین
بجز ہستی ذات کے کوئی چیز نظر نہین آتی اگر اعتراض کرین کہ حق تعالی
کی تنزیہ مین بیان ہوچکا ہی کہ اُسکا نام نہین ہی پھر اتنے نام جو بید مین
مذکور ہین اور خلق اللہ کی زبان پر جاری ہین کیا چیز ہین اُسکا یہ جواب
ہی کہ یہ نام ضرورت کے لیے بولے جاتے ہین یعنی اگر چاہین کہ ہستی
مطلق سے تعبیر کرین بغیر اسکے کہ اُسکے لیے کوئی نام مقرر کرین ممکن
نہین۔ اور تحقیق کلام کی یہ ہی کہ ہرگاہ کنہ ذات حق سبحانہ تعالی یعنی
حقیقت اُسکی نہین دریافت ہوسکتی اور نسبت علمی ہرگز اسکا احاطہ
نہین کرسکتی تو اُسکا ایسا نام کہ حقیقت سے خبر دے نہوگا اور نام

اُسکے لیے منسوب نہ کرنا اسی وجہ سے ہی نہ یہ کہ اُسکا ہرگز نام نہو اگر
سوال کیا جائے کہ عالم کا حال قیامت کے بعد کیا ہوگا آیا ہمیشہ معدوم
رہیگا یا پھر صورت وجود اُسکو ملیگی جواب اُسکا یہ ہی کہ ہستی محض قیامت
کے بعد ہرن گربھ کی صورت ظاہر ہوتی ہی (اور ہرن گربھ ایک روح
کلی ہی کہ وہ تمام لطیف ابدان سے تعلق حاصل کرتی ہی اور ابدان
کثیر کے میل جول کے سبب کثافت اُسمین آجاتی ہی اور یہ روح کلی
اگرچہ درحقیقت سمندر کے موافق برقرار ہی لیکن جب چاہے اپنے
آپ کو بہت کر دکھلائے یہ خواہش حرکت کی صورت کو اُسمین پیدا
کرتی ہی جسطرح لہرین کہ سمندر کو متحرک دکھلاتی ہین اور اُس
حرکت سے من حاصل ہوتا ہی جو کلیت مین ہرن گربھ کے مناسب
ہی یعنی ایک دل کلی کہ جامع تمام دلہاے جزئی کا ہی اور یہ دل برہما
ہی اور اُسکی وساطت سے تمام ہونہار چیزین کلی ہون یا جزئی پھر
بیابان بطون سے ظہور کے شہرستان مین آتی ہین اگر یہ اعتراض
کرین کہ جب حق اور خلق ایک ہین دو محال یعنی دو امر غیر ممکن
ہین سے ایک محال لازم آتا ہی یا فنا کی صفت حق پر روا ہو یا خلق
ہمیشہ کو ابدالآباد باقی رہے جواب یہ ہی خلق اگرچہ درحقیقت عین
حق ہی مگر تعین کے معنی مین اُسکی غیر ہی اور خلق مین سے جز وہ

اور فنا کے قابل ہو تعین اسکا ہی نہ حقیقت اگر یہ اعتراض ہو کہ
ہرگاہ دل وہمی موجود ہو جسطرح ایک دیو کہ سایہ سے خیال مین
آتا ہو اُس سے کیا کام نکل سکتا ہو اور کسطرح اس تمام کثرت کا
خالق ہو سکتا ہو جواب اُسکا یہ ہو کہ وہمی موجود سے دوسرا وہمی موجود
بن سکتا ہو جسطرح چمکیلی ریت مین سے جسکو دھوکا کہتے ہین
لہر اٹھتی نظر آتی ہو حالانکہ دونون نبود بے بود ہین اور یا سنسرت
موہ۔ نبدھ۔ ایا۔ مل۔ تم۔ سب نام دل کے ہین ای راجند گرفتاری
کی حقیقت جو دنیا کی دکھلاوٹ کا نام ہو تمسے بیان کرتا ہون تاکہ
حقیقت نجات اور رستگاری کی تیر کھل جاے اسواسطے کہ

تعین اور ظہور اول یعنی برہما کو جو صفت ایجاد کا تعین ہو دل کلی کے ساتھ
تعبیر کیا اسواسطے کہ دل مبداء اور منشاء سب کامون کا ہو اور اُس دل کو موجود
وہمی کہتے ہین اسواسطے کہ اُسکے وجود کی حقیقت فقط ارادہ اور خواہش
اظہار ہو اور عین حق ہو خارج مین اُسکا وجود نہین ہو گویا موجود وہمی ہو اور
چونکہ تمام عالم ان بلند نظرون کے نزدیک جود احد نہین ہین یعنی طلبا رحید کے
نزدیک موجود وہمی ہو اور حق کے سوا ان پاک نژادون کی چشم بصیرت مین کچھ
نہین آتا اسلیے سائل کے شبہہ پر جواب مین کہا کہ ممکن ہو کہ ایک موجود وہمی سے
دوسرا موجود وہمی پیدا ہو جسطرح دھوکے کے دریا سے لہر دکھلائی دیتی ہو یعنی دھوکے کی ندی
وہ لہر بھی ایک نبود بے بود ہو غرض سراب سے برہما یعنی دل کلی کو اور لہر سراب کے
ساتھ عالم کو تشبیہ دی ۱۲

چیزین اسکی ضد سے پہچانی جاتی ہین ای رامچند محسوسات کو ہستی حقیقی ٹھہرانا گرفتاری ہی اور ان سب کو معدوم جاننا مکت اور نجات ہی اور دشٹ کے معنی دیکھنا من و تو اور تمام کائنات کا ہی جب تلک یہ خیالات پیش ہین تو مکت نہو گا اور ان وہم و خیال کا جاتا رہنا مکت کا آنا ہی اگر اعتراض کرین کہ ہرگاہ عالم کا نظر سے غائب ہونا مکت ہی چاہیے کہ سکھپت کی حالت یعنی غفلت کی نیند مین اور قیامت مین بھی جہان کچھ سجھائی نہین دیتا مکت حاصل ہو اسکا جواب یہ ہی کہ عالم صغیر یعنی بدن مین دو قیامت ہین ایک غفلت کی نیند اور ایک مرنا اور عالم کبیر مین ایک آخر ہونا برھما کے دن کا ہی اور دوسری برھما کا مرنا۔ سو برس اسکی عمر کے بعد پرلے یعنی قیامت ہی کہ اثبات حق اور نفی عالم سے مراد ہی اگرچہ عالم سکھپت کی حالت اور قیامت مین نہین ہوتا مگر باستنا جو کہ عالم کی لطیف صورت ہی دیکھنے والے کے اندر سجالہ موجود ہی جیسے کڑوی اور بازیاب سبزی جو نیلوفر کے بیج مین ہوتی ہی اسمین بوٹہ اور ڈالی اور پتی نیلوفر کی پوشیدہ ہی ای رامچند اکا بیج کی

یعنی علم ضد کا مستلزم دوسرے ضد کے علم کو ہی یعنی محسوسات کی حقیقت مین ذکر کرتا ہون تا کہ حقیقت ہستی بحث کی روشن ہو یہ سال مشہور نہین ہین اسکا حساب جگ کی تفصیل مین بیشتر ہو چکا ہی ۱۲ ایک سائل نے یہ سوال کیا کہ جب مرتبہ فنا کا حصول اور اپنے مبدا سے اتحاد اسپر منحصر ہی کہ محسوسات سے قطع تعلق کرے پس غفلت کی

حکایت اگر تو سُنے آیت بَرکرن کی حقیقت کو تو خوب سمجھیگا

بید آپش ۱۲ باب ۱۲

۱۲ اننید ہین اور قیامت کے بعد کہ عالم محسوس اور شہود سے نشان باقی نہین رہیگا چاہیے کہ حکمت حاصل ہو مرشد اسکو جواب دیتا ہو کہ باسنا ایک سبز اور باریک ریشہ کے موافق کہ کول گٹا یعنی نیلوفر کے تخم مین ہوتا ہو اور تمام بوٹا اور ڈالی اور پتی اُسی سبزی مین پوشیدہ ہو کہ ہر وقت اُس سے نکلتی ہو اسی طرح صورت لطیف اجمالی عالم محسوس کی نفس عین جسطرح کہ تھی حالات مذکورہ مین باقی رہتی ہو اور اسکا دور ہونا قصد اور ارادہ کے ساتھ حیات فانی کی حالت مین منحصر ہو کہ حضرات صوفیہ نے اسکی طرف اشارہ اس قول سے کیا ہو۔ موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرو تم پہلے مرنے سے یعنی مُردہ کرنا خواہشون کا اور خطرون وما ومنی کی نفی اس قول سے مُرادلی ہو اور جب تلک کہ بالکل خطرے دور نہون اور ما ومنی برطرف نہو جاے فنا کے مرتبے کا حصول محال ہو تو بانفور خطرہ محسوسات نفس کو جانب محسوسات لیجائیگا ۱۲ حقائق اور معارف خواہ دقائق حکمت کو داستان کے پردہ مین بیان کرنا حکماء ہند کا خاص ایجاد ہو جس عہد سے کہ نوشیروان کتاب کلیلہ دمنہ کو جو حکمت عملی کے باب مین تالیف ہوئی تھی تدبیر اور حیلہ کے ساتھ ہندوستان سے عجم مین لیگیا اہل فارس وغیرہ مین بھی یہ طرز شایع ہوگیا شیخ سعدی نے تہذیب اخلاق مین گلستان اور بوستان اور مولانا جلال الدین اور فریدالدین عطار نے حقائق اور معارف الٰہی مین مثنویات تالیف فرمائین اور اُنکے علاوہ اور بہت لوگون نے اس راہ مین قدم رکھا خلاصہ یہ ہو کہ اکاس برہمن کی داستان جس سے مراد برھما ہو اُس حضرت کی تقدیس اور تنزیہ کے بیان مین اُسی قسم کی خیال کرنی چاہیے چنانچہ اُسکی صفحہ داستان کے درمیان لکھا ہو کہ خدا سے نزدیک اور حاضر اور خلق خدا کے ساتھ دوست یعنی خود صفت ایجاد کا تعین ہو۔ راجہ نے بھی

حکایت اکاسج ایک برہمن صالح خدا تعالی کا مقرب اور آگاہ تھا
اور حق تعالی کی خلق کا دوست اور بھلا چاہنے والا۔ بڑی عمر اسکی
ہوئی ایک دن موت نے جو ملک الموت کے خدمتیون سے ہو
اُسے دیکھکر کہا کہ مین تمام عالم کو چرندم خورندم کرتی ہون ۔ اِس برہمن
مین میری طاقت اور قدرت اثر نہین کرتی جسطرح پتھر مین تلوار کاٹ
نہین کرتی اپنی قدرت کے جلانے کے لیے اُسکے مارنے کے
قصد مین پھرتی تھی اور اُسکی دہشت سے بغیر کام کیے واپس آتی تھی
ایک دن پکا ارادہ کر جون ہی آسکے دروازے پر پہونچی ایک آتش
گھر سے باہر نکل کر چاہتی تھی کہ اسکو جلادے موت اُسسے بچا کر گھر مین
داخل ہوئی اِس قصد سے کہ اکاسج پر غالب آئے ہر چند جد و جہد کی
اور سو ہاتھ سے اُسپر حملہ کیا مگر غالب نہ آسکی اور تصرف اُسمین نہ کر سکی
موت کو بڑا اچنبھا ہوا حقیقت حال اسکی ملک الموت کے سامنے
پیش کی ملک الموت نے کہا تو کسی کو نہین مارتی بلکہ سب کو اُسی کا
عمل مار رہا ہے۔ جا اور اُسکے عمل کی تلاش کر کہ کیونکر ہے موت نے اُسکا

۱۵ داستان کے خاتمہ پر اِس رمز کو ظاہر کیا ہے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہوگا
بلند نظران صاحب بصیرت کو داستان کے اشارات اور رموز مندرجہ سے
پوشیدہ مطالب کے نفس کو پہونچ جانا مشکل نہین ہے ۱۲

عمل دریافت کرنے کے لیے تینوں لوک سیر کی اور سب کسی سے
احوال اسکا پوچھتی پھری کہین اسکے برے بھلے عمل سے خبر نہ پائی
دوسری دفعہ ملک الموت کے پاس آئی اور کہا مین نے تمام عالم مین
گشت کیا اور اس باب مین تکاپو کی ہرگز اکاسج کے عمل کا پتہ نہ لگا
ملک الموت نے کہا کہ دراصل اسکا کوئی عمل نہین ہے وہ جدا آکاس سے
بنا ہے جیسے کہ جدا آکاس نہایت نرمل یعنی لطیف ہے کرم اور عمل نہین کرتا
وہ بھی نہین رکھتا مثلاً صورت جو پانی مین نظر آئے نرمل ہے اور پانی سے
علیحدہ نہین اب کوشش اسکے ہلاک مین نہ کر کہ یہ فعل عبث ہے
اور تیرا ہاتھ اس تک نہ پہونچیگا موت اپنی سعی کو بیجا دیکھ کر اس سے
دستکش ہوئی۔ رامچند نے بسشٹ سے کہا کہ اکاسج کے احوال او

حکماء یونان نے عقل اول کو برزخ وجوب وامکان کا قرار دیا ہے اسکے داہنی طرف وجوب
اور بائین طرف اسکے امکان ہے اور سچ ہے حضرت قدس سے ایسا ہی پاک گوہر پیدا
ہونا چاہیے تھا عاقل دقیقہ رس سمجھتا ہے کہ ہیولی اور صورت ملک کس قدر وسائط کثیرہ
درمیان مین واقع ہوئے ہین اسواسطے کہ لطیف بے وسائط کثیف کے ساتھ نہین
ملسکتا اگرچہ ہیولی اور صورت کو بھی غیر نہین سمجھ سکتے ہر صافی کو دُرد لازم ہے جسطرح
نفس ناطقہ انسانی اپنے تقدس ذاتی کے سبب حواس ظاہری سے متعلق
نہوسکا بلا واسطہ حواس باطنہ کے جو ملائک مقربین کے موافق ہین ۱۲ اسواسطے پرداز
داستان کے ایسی صاف اور صریح صورت برہما کو دوسرا نہین دکھلا سکتا خوب
تصویر اتاری ہے ۱۲

صفات جو آپ نے بیان فرمائے اُنسے پایا جاتا ہی کہ مراد اکا سچ سے
برھما ہی کہ یہ صفات بعینہ اُسکی ہین بسشٹ نے کہا کہ اے رامچندر تم ٹھیک
سمجھے یہ برھما کی حکایت تھی کہ جسے کنایۃً مین نے بیان کی برھم کی
ذات کہ عین علم اور تمام اشیا پر حاوی ہی اور عین نور ہی اور اُسکا اول
آخر اور وسط نہین ہی بمقتضا اپنے علم اور حکمت کے وجود حادث کے
تعین مین ظاہر ہوا اور اُس وجود نے سونہیو اور برھما نام پایا اور اُسکے
درحقیقت صورت شکل اور جسم نہین بلکہ ایک حالت صورت کے
مشابہ اُسپر چھا گئی ہی یعنی ایک روح مجرد ہی کہ جسم اُسکے نہین اور اگر اعتراض
کرین کہ روح جسم بغیر کسطرح قرار پاتی ہی اُسکا یہ جواب ہی کہ برھما کا جسم
ہمارے کثیف اجسام کے مثل نہین ہی لیکن لطیف جسم اُسکا ہی رامچندر نے
پوچھا کہ تمام ارواح دو طرح کے جسم رکھتی ہین ایک لطیف دوم کثیف
اور برھما کا صرف ایک جسم لطیف ہی یہ کیونکر ہی بسشٹ نے فرمایا جو موجود
کہ عناصر سے پیدا ہوا ہو جسم کثیف اُسکو لازم ہی اور جسکی پیدائش ان
عناصر سے نہین ہی اُسکے جسم لطیف کے سوا اور جسم نہین ہوتا برھما کا
وجود عناصر سے نہین بنا اگر اعتراض کرین عناصر سے دل پیدا کیا گیا
اور چونکہ تمام عالم شکیپ سے دل کے ظہور مین آیا تو عناصر بھی دل سے
غیب ۱۲
پیدا ہوے اور یہ محال اور غیر ممکن ہی اسکا جواب یہ ہی کہ دل یہان کرجیے
روح اعظم ۱۲

نکلا ہی نہ عناصر سے آئی رامچندر برہما مثل آدم کے تہصوری یعنی خیالی
اور وہی ہی عناصر سے مخلوق نہین عین ذات ہی کہ پیدا کرنے والا اور
نگاہدار کائنات کا ہی اور اس لحاظ سے اسکو دل کہہ سکتے ہین رامچندر نے
سوال کیا کہ ہرگاہ دل صانع عالم ٹھہرا تو دل اور حق مین کیا فرق ہی چاہیے
کہ دل بھی مثل حق کے موجود اور مستقل ہو بسشٹ نے فرمایا کہ دل
نام ہی نام ہی ایک نور ہی کہ حق سے ظاہر ہوا حق سے جدا نہین اور
وہ سب جگہ ہی اور خارج مین اُسکا وجود نہین ہی اگر یہ اعتراض کرین
جب دل کا وجود خارجی نہین ہی تو جوگ اور ریاضت مین کسواسطے
اُسکی تسخیر اور تطہیر کا امر فرمایا ہی کہ معدوم شی کے لیے ضرورت قابو مین
لانے کی نہین ہی اِسکا جواب یہ ہی کہ یہ امر اُسکے واسطے ہی کہ اِس حقیقت کو
نہین سمجھا ہی اور جو سمجھ گیا وہ اِس تکلیف سے بری ہی سنکلپ دل
کی حرکت سے مراد ہی باین ارادہ کہ مین اپنے کو بہت کر دکھلاؤن اور
اودیا ـ سمرت ـ چِت ـ مل ـ بندہ ـ تمہ سب نام دل کے ہین کہ سنکلپ

دل [عند علم الٰہی] کے وجود کو امر معدوم اس سبب سے کہا کہ اُسکے وجود کی حقیقت نفس ناطقہ
کے ارادہ کی حرکت جانب ظہور و شہود کے ہی جب نفس ناطقہ اس ارادہ سے باز
رہا تو وہ اپنی ذات کی حقیقت کو جو عین نور اور سرور اور علم محض ہی پہونچ جاتا ہی
اور دل خود بخود فانی ہوجاتا ہی اور جسم و حواس دل کے لوازم اور
توابع سے ہین ۱۲

اُس سے حاصل ہوا (سنکلپ ایک طرح کی شعبدہ بازی ہی یعنی ایک بیجان مٹی کا کھیل ہی جب یہ کھیل یا تماشا سامنے سے اُٹھ گیا خالی بر محو رہجاتا ہی کہ اصلی مطلب ہی) اگر کوئی اعتراض کرے کہ برہما کی ریاست کس راہ سے ہی جبکہ پورب پچھم اُتر دکھن زمین آسمان اور سب مخلوقات فنا ہوجائینگے اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ برہما تب اسطرح رہتا ہی جسطرح فنائے معلوم کے بعد علم اور آئینہ کے زوال صورت پر صفائی اور مرئیات کے دور ہونے پر ضوء شمس رہتی ہی اسی پراچند نکت یعنی فنا فی اللہ کا ہارج اور روکنے والا دل کے سوا کوئی نہین ہی اچنبھے کی یہ بات ہی کہ خود داخل موجودات نہین اور

نیت اور ارادہ ایک کام کا کرنا اور خطرہ اور اندیشہ اپنے آپ کرنا ۱۲ حق رہجاتا ہی اور بس یعنی عالم کبیر مین جب کہ دل یعنی برہما جو عقل اول ہی فانی فی اللہ ہوجائے کل عالم اور کائنات فنا ہوگی اور عالم کبیر کی طرح جسوقت دل انسانی حضرت نفس ناطقہ مین فنا ہوجاے اس طریقہ سے کہ شاغل محسوسات سے روکا جاے اور خطرات و انانیت دور ہو اسوقت حواس اور حواس کے جملہ خواص اور جسم و جسمانیات فوراً معدوم ہوجائین اور اسی کی طرف اشارہ ہی کہ موتوا قبل ان تموتوا پس مبدء کے ساتھ کہ اسکا عین ہی متحد ہوجاتا ہی۔ تفرقہ اور تعین اسی قدر تھا کہ رفع ہوگیا اور یہی حجاب تھا جو دور ہوگیا

موج دریاے ہوس اینجا غبار سینہ است	چون شود این آب ساکن تختۂ آئینہ است
نہین دشمن جان ڈھونڈھ کے اپنا خود نکالا	سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے
منزل معشوق کو کوئی نہین ہی جانتا	ہان مگر اتنا کہ آواز جرس ہی گونجتی ۱۲

دنیا کی محسوسات کہ وہ بھی وجود نہین رکھتی ایک قسم کی موجودات
معلوم ہوتی ہی کہ کسی عاقل کو شک اور تردد کے سوا انہو جسطرح کوئی
خواب مین دیکھے کہ مین خواب سے بیدار ہوا اور ایسا خواب دیکھا اور
تعبیر اسکی ایسی اور ویسی ہی پس دوسرا خواب جسکو بیداری خیال کرتا
ہی خواب اول کی تصدیق کرتا ہی اور ایک خیال دوسرے خیال سے
ثبات اور قیام پاتا ہی دل باآنکہ اسکو وجود نہین اپنے آپ کو موجود
دکھلاتا ہی اور قوت ناطقہ اسکو نہین اور بسیار گو ہی پاؤن اسکے نہین
اور دم کے دم مین ایک عالم سے دوسرے عالم مین جاتا ہی اور محتاج
نہین اور ہمیشہ ایک چیز مانگتا ہی اور خوش نہین اور چرخ مارتا ہی اور جسم
نہین اور غرق ہوتا ہی ہتھیار نہین اور ایک جہان کو قتل کرتا ہی بوقلمون
دنیا کے موافق دمبدم رنگ بدلتا ہی اور ایک حال پر نہین رہتا بقرار
ہی اور بچین اور جب یہ بیقرار درمیان سے گیا آفتاب باقی رہگیا کہ
دل ۱۲ دیکھیے رجوع بلندی الجلال و الاکرام
ہرگز اسکو غروب نہین ہی اور وہ سرور کہ ہرگز غم سے نہین بدلتا اور وہ
ہستی کامل القدرۃ کہ تمام اوقات کام کرتی ہی اور وہ خداوند عظیم الشان
کہ عظمت اور کبریائی اسکی تقریر اور بیان مین نہین آسکتی اور احاطہ
علمی اسکے ارد گرد نہین پھٹکتا اور جو کوئی اعتراض کرے کہ جب حق تعالے
سب کام کرتا ہی تو وسے کام رد و خال سے خالی نہین اگر انہین کوئی

مطلب اور مصلحت نہین تو عبث محض ہے اور اگر ہے تو غیر سے استکمال لازم آتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وہ خداوند جسکا احاطہ علم الٰہیات نہین کر سکتا اور اسکی ذات کی کنہ کو بیان نہین کر سکتا اسکو عارف لوگ بجز اسکے نہین پاتے حقیقت مین اسماء اور صفات اور افعال نہین رکھتا اور یہ جو برہمہ آتما کرتا وغیرہ نام اسکے ہین وہ اعتباری امور ہین کہ اغراض اور مصلحتون کی خاطر مقرر اور مشہور ہوئے ہین اور ان اسماء کے معانی صفات ذاتی حق سے نہین کہ اسکی تکمیل کے موجب ہو سکین ری اور جو یہ اعتراض کرین ہرگاہ علم الٰہیات اسکے احاطہ اوصاف کو نہین پہونچتا پھر جسکو عقل اور معرفت نصیب نہین ہوئی ہو وہ کس دلیل سے پھر وسا کرکے اسکی ہستی کا یقین حاصل کرے جواب اسکا یہ ہے کہ علم الٰہیات اور تمام شرایع اور شاستر اور تمام مذہب اور ملت ہرچند ذات پاک کی حقیقت کو نہین پہونچتے مگر اسکی ہستی پر آواز بلند سے گواہی دیتے ہین اور ہزارون زبان سے اسکی حقیقت کا اقرار کرتے ہین کل روشنی کی اصل حق ہے اور ہر ایک روشن سے وہ روشن تر ہے چیزین آفتاب کے نور سے دکھلائی دیتی ہین اور آفتاب کا نور کیا ہے معنی کا سراغ لگانا الفاظ کے وسیلے سے اور الفاظ کی طرف راہ کا پانا عنایت حق سے ہے دل علم اور معرفت کی دلیل ہے اور دلیل دل کی حق ہے اگر سوال

کیا جاسے کہ ہر گاہ حق اپنی روشنی اور ظہور کے ساتھ ہو تو اہل حق اسکی ہستی پر دلیل کے محتاج کیون ہوتے ہین اور اہل ملل ونحل آپس مین خلاف اور نزاع رکھتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک کسی کی عقل نے آلسیات کے معنی سمجھنے مین کمال نہین حاصل کیا اور یقینی دلیلیت اسکی خاطرنشان نہین ہوئین اسکی نظر مین ہست نیست معلوم ہوتا ہی اور نزدیک دور۔ پر کرت یعنی طبیعت اور اودیا یعنی جہل اور نادانی ایک درخت ہی کہ دل اسکی جڑ ہی اور پتے اسکے حواس ہین اور میوے اسکے برھانڈ۔ ہوا جو اس درخت کو جنبش دیتی ہی حق ہی اور ہر صاحبدل کا دل جواہرات کی ڈبیا کے مشابہ ہی جوہر کہ اس ڈبیا کے لائق ہی حق ہی اور حواس اور قوی بڑے شہرون کے موافق ہین بادشاہ جو اس شہرون کا محافظ ہی وہ حق ہی اور وہ چھوٹون مین چھوٹا اور بڑون مین بڑا جسنے اسکو دیکھ لیا گرہ اسکے دل کی کھل گئی اور تمام اسکے شک اور شبہے عین الیقین سے بدل گئے اور افعال کی نسبت اپنی طرف نہین کرتا اور اسکے افعال اثر نہین پیدا کرتے اگر نیک ہین تو اسکو ثواب کی اُمید نہین اور اگر بُرے ہین تو عذاب کا خوف نہین۔ رامچندر نے کہا کہ اے عالم علم ہدانت اتیت پر کرن کے فحولے سے معلوم ہوا کہ عالم جو اس طُول عرض کے ساتھ ہی وجود خارجی نہین رکھتا

اسکی تصدیق کسطرح ہو سکتی ہی جیسے کوئی کہے کہ سمیر پہاڑ اس عظمت
اور وجاہت کے ساتھ رائی کے دانہ کے اندر آگیا کوئی عاقل اسکے
ماننے پر آمادہ نہین ہو سکتا بسشٹ نے فرمایا کہ ای رامچند اگر آپ کو
مرشد کامل کی صحبت اور الٓہیات کے باریک مسائل کا مطالعہ کم حقہ
حاصل ہو تو آپ چند روز مین جو ایک مہینے سے بہی کم ہون مکت
اور معرفت کے مقام پر پہونچ جائینگے اور یقین ہو جائیگا کہ عالم بالکل
نمود بے بود ہی اور وجود سے نام کے سوا کچھہ نہین رکھتا اور آپ
تحقیق جانتے ہین کہ احکام جو الٓہیات مین مذکور ہین وہ یہی ہین

ملہ سفر کہین سے کہین ہوا نہ جنون کا کچھہ بہی قدم بڑہا + تجھسے لیے آپ یہین کھلا
کہ وطن کو چھوڑ کر سفر مین ہی + نہ عدم سے تو ہی جدا ہوا نہ تمام ہی تیرا ذری ابھرہا + یہ خیال
ہی تجھے آگیا کہ سفر سے اب تو حضر مین ہی + دہ جو خاص ہی محفل کبریا اسی کا ترا
سر وش ندا + کہ ہی خلوت ادب وفا تو پلٹ نہ جانے کے در سے آ + عاقل نکتہ دان
کو معلوم ہی کہ موج اور حباب دریا سے جدا نہین ہین بلکہ انکا وجود عین دریا
ہی جب تلک لہر و تعینات شکستہ نہون موج اور حباب کے درمیان تمیز
ہی وگرنہ ہر حال مین عین دریا ہی اور امواج اور حباب کی حرکت دریا کی امداد سے
ہی اور موج و حباب کو اپنی ذات کے وجود و عدم یا حرکت و سکون مین بلا امداد
دریا کے اختیار و مدار اور قرار نہین ہی فقط ایک اعتبار موہوم ہی کہ اُنکے درمیان
جدا جدا نام رکھے ہین ورنہ موج و حباب کچھہ نہین ہستی حقیقی دریا کو ہی
اور بس ۱۲

کہ مین تمسے کہتا ہون اور اُسکی سماعت سے جیون مکت جسکو ہرگز فنا اور زوال نہین خودبخود تمھارے دل کو روشن کرتی ہے۔ آگاہ ہو کہ مکت یعنی فنا فی اللہ دو قسم کی ہے ایک جیون مکت کہ بدن ہوتے ہوے مکت کے مقام کو پہونچے دوسری بدیہ مکت کہ بدن سے خلاص کلی پاوے اور جو مکت کہ ان باتون کے سُننے سے حاصل ہوتی ہے اگرچہ جیونؔ مکت ہے لیکن مرتبے کی بلندی سے بدیہ مکت

چونکہ ان عارفان حقیقت آگاہ کے نزدیک ثابت اور متحقق ہے کہ اس عنصری بدن کے بھی آہنکار یعنی پندار اور انانیت وجود حاصل کیا ہے اور آہنکار سے بھی قائم ہے اور جب تک انانیت اور پندار نفس سالک کی بالکل رفع نہ جائے فنا مطلق اور اتحاد حقیقی مبدا اُسکے ساتھ محال ہے اسواسطے جیون مکت کے مرتبہ پر بدیہ مکت کے مقام کو ترجیح دی ہے اور حکماء اشراقین اور حضرات صوفیہ کامل کا یہی مذہب ہے کہ جب تک نفس کسی قدر بھی مادیات سے لگاؤ رکھتا ہے اور ہیولیٰ کے نقصان اور قصور سے ملوث ہے تب تک بالضرور محجوب ہوگا اور صفائی اور خلوص گوہر کا تمام اُسوقت ہوگی کہ جسم سالک فنا ہوجائے چنانچہ حکیم ارسطا طالیس نے مذہب حکماء قدیم کا کہ اُس سے پیشتر سب اشراقی تھے اُس کتاب مین جو فضائل نفس کے اندر تالیف کی ہے لکھا ہے اور ابو عثمان دمشقی نے اسکو یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا اور ابو علی مسکویہ نے کتاب الطہارت مین اسکا ذکر کیا اور اُس سے خواجہ نصیر طوسی نے اخلاق ناصری کی فصل سعادت مین اسکا بیان کیا اور ارسطو کا مذہب بھی نقل کیا ہے کہ اسکا قول ہے کہ اہل سعادت کو بقاء جسم کی حالت مین بھی فنا کا مرتبہ کہ اُس سے بیشی متصور نہین حاصل ہوتا ہے درحقیقت

اُسکو کہہ سکتے ہین اور جیسے جیون مکت حاصل ہو ساری دنیا اور دنیا والے
باآنکہ اپنی جگہ پر ظاہر ہین نظر شہود سے غائب اور مستور ہو جاتے ہین
رامچندر نے کہا ای برہمن جیون مکت اور بدیہ مکت کا نشان واضح تر
اس سے بیان کیجیے بسشٹ نے فرمایا کہ جیون مکت کا نشان
یہ ہی کہ جبکو یہ مکت حاصل ہو وہ دنیا کے کاربار سے دست بردار نہین
ہوتا اور تمام عالم مین حق کے سوا نہین دیکھتا اور رنج و راحت مین
رنگ روغن اسکے چہرہ کا یکسان رہتا ہی اور اکثر اسکے اوضاع واطوار
اہل عالم کی راہ رسوم سے جداگانہ ہوتے ہین اور وہ سکھپت کی
حالت مین بیدار ہی اور جاگرت مین خوابیدہ (سکھپت بیہوشی یا
غفلت کی نیند کو کہتے ہین اور جاگرت بیداری کو) اور کوئی شخص اسکی
صحبت سے اور وہ کسی کی صحبت سے آزردہ نہین ہوتا خواہ کسی قدر
صحبت کو طول ہو اور کسی دوست کے آنے سے خوش نہین ہوتا
اور نہ کسی دشمن کے دیکھنے سے رنجیدہ اور خوفناک چیزون سے
نہین ڈرتا اور اپنے کامون کو ایسا کرتا ہی جیسے کسی دوسرے کا کام
کرتا ہو۔ اور نشان بدیہ مکت کا یہ ہی کہ ذاتی فی القدم رنے سے پہلے

ارسطو نے اشراقین کے نفس مفہوم کی حقیقت نہین پائی اور کسطرح ریاضت بغیر کشف اور اشراق کو حاصل کرتا ۱۲

جیون مکت کے مقام کو پہونچا ہو اور مرتے دم چھوڑنے کے لیے اُسکے
پاس کچھ نہو اور مرنے کے بعد روح اُسکی دوسرے بدن سے متعلق
نہو اور مرنے سے دوری ظاہر نہ کرے اور ہرگز مرنے کے قابل نہین
اور صورت نہین رکھتا اور صورت سے خالی بھی نہین ہی اور اشارہ
حسی سے نہین دریافت کر سکتے کہ ایسا اور ویسا ہی اور دیکھنے اور دیکھنے
والے اور آنکھ سے باہر ہی یعنی ایک نور ہی کہ اُسکے ساتھ دید حاصل ہوتی
ہی اور ہر محیط سے زیادہ محیط ہی یعنی عین حق ہی کہ تمام اشیا کا احاطہ کلی
رکھتا ہی اور کوئی چیز اُسکو محیط نہین ہوتی اور سب صفات کمال کا منشا
ہی اور کوئی صفت نہین رکھتا۔ رامچندر نے کہا کہ حقیقت پرمارتھ یعنی
مقصود اعظم کی جو توحید ہی دوبارہ واضح تر اس سے بیان کیجیے کہ اطمینان
کامل حاصل ہو بششٹ نے فرمایا کہ ہستی محض کہ قیامت کبری کے بعد
باقی رہتی ہی اُسکی حقیقت تمسے بیان کرتا ہون دل کے کان سے

یعنی میل اور رغبت روح کی عالم محسوس اور جسم اور جسمانیات سے بالکل قطع ہوگئی
اور تناسخ جاتا رہا ہو اسواسطے کہ اُنکے نزدیک ثابت ہی کہ جب تک ایک ذرہ خطرہ
محسوس کا نفس مین باقی ہوگا بالضرور ایک جسم اُسکے لیے پیدا ہوگا ۱۲ معنی پرمارتھ
مقصد اقصی ہین یہ لفظ مرکب ہی ارتھ مقصد اور مطلب اور معنا ہی اور پرم اعلی
اور بزرگتر اور معنی پورے لفظ پرمارتھ کے مقصد اقصی ہین اور وہ طالبان
کے لیے حق ہی ۱۲

شنو اور آگاہ ہو کہ حق ایک ہستی ہی ست چد آنند یعنی عین دانائی
اور سرور اگر آنانیت[1] اور پندار کو تو اپنے سے دور اور نفی کرے
اور دل کو حرکت سے باز رکھے اور وجود کی نسبت یقین کے
ساتھ حاصل کرے اور یہ تو نہ کہے کہ مین نے ایسا کیا ہی کوئی چیز
ہستی کے سوا باقی نہین رہتی اور اگر تو اپنے ادراک کو محسوسات
سے نگاہ رکھے اسطرح پر کہ محسوسات کی تغیر و تبدیل تجھ مین اثر نہ
کرے اور باوجود حیات اور حس ظاہر کے اگر ٹھنڈی ہوا یا سورج
کی گرمی تیرے بدن کو پہونچے اسکی کیفیت تجھے معلوم نہو کہ کیا ہی اور
ایسا تو ہو جاوے کہ تیرے حال کو نہ خواب دیکھنا کہ سکین اور نہ شکھپت
جو دانائی اور نادانی دونون سے خالی ہی اور بڑی نیند جس سے مراد
بیداری عوام ہی وہ بھی اسکو نہ کہ سکین یعنی مقام ترکی اور شتعا مین تو
تمکن اور قائم ہو جاوے اس صورت مین دانا سے لطیف کے سوا
جو تغیر اور زوال سے پاک ہی کچھ باقی نہین رہتا اور وہ عین حق ہی
اور حقیقت سرور یہ اسی کو کہتے ہین اور اگر تعینات حق جیسے برھا شن

علم جزئیات و کلیات ۱۲

[1] خود بینی لو جب تاک ہو عرفان سے تو الگ ہی + نکتہ تجھے بتاؤن بیخود ہو اور خوش رہ ۱۲

ترکی بالفتح استعداد وہ حالت ہی جسمین کمال استغراق مشاہدہ جمال حق مین ہو اس
حالت دلسپ کو محسوسات سے بالکل انقطاع ہوتا ہی ۱۲

مہادیو سورج۔ اندر اور تعین سداشیو یعنی تعین الوہیت جسکو ایشر کہتے ہین ان سبکو ایک دفعہ صفحہ خاطر سے تو محو اور دور کرے کچھ باقی نہین رہتا الا سرور خالص کہ عین حق ہی بس عارف کو ان مراتب کے ضبط کے بعد تین مختلف معنی ظاہر ہوتے ہین کہ تینون ایک ذات پر دلالت کرتے ہین اختلاف اعتباری ہی۔ اے رامچند اگر پہاڑ کو ادراک کی صفت حاصل ہوتی آتما یعنی حق کو جو عقل اور نفس کے تصرف سے خالی ہوتا ہی تشبیہ دینا اس سبب سے کہ نہایت ثبات اور استقرار رکھتا ہی۔ اے رامچند اب منڈپ پاکھان کی حکایت سنو جو گوش ہوش کے حق مین زیور ہی اسکی سماعت سے یقین کامل اور آرام تمام تیرے دل کو حاصل ہوگا (منڈپ گھر کو کہتے ہین اور پاکھان داستان ہی اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہی کہ اس حکایت مین ذکر ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر مردہ کو گھر مین رکھ چھوڑا اور اسکے جلانے مین کوشش کی اور انجام کو اسکے گھر کی ہوا مین ایک شہر اور گھر نمودار ہوا)۔

حکایت منڈپ پاکھان کی

اے رامچند روی زمین پر ایک راجہ پدم نام تھا جو پدم یعنی نیلوفر کی طرح شگفتہ اور اپنے خاندان کا فخر تھا دولت بڑی اور نام نیک اور صفات

حمیدہ اور فرزند لئیق اور تدبیر درست اسکی تھی اور سلطنت کے
قانون ایسے منضبط کیے تھے جسطرح دریا کہ حد سے نہین بڑھتا اور
دشمنون کے حق مین جیسے سورج اندھیرے کے لیے اور عیوب
کی بابت جسطرح آگ گھانس کو اور ہنر کے لیے جیسے تالاب ہنس[1] کے
واسطے ہو۔ راجہ کی ایک رانی لیلا نام بہت خوش طبع اور ظریف تھی
خوش نصیبی اور اصالت کے آثار اسمین تھے اور حسن وجمال مین
گویا لچھمی[2] کی چھوٹی بہن تھی (لچھمی ایک عورت ہی منجملہ ان گوہرون جنکے
جو سمندر سے نکلے تھے روزی کا فراخ کرنا اور نعمت اور عیش کا ایزاد
کرنا اسکے تعلق ہی اور جہان کہین دولت ہی اسی کے فیض سے ہی)
اور یہ رانی نہایت ہی راجہ کی رضا جو تھی اسکی خوشی مین خوش اور
اسکے رنج مین رنجیدہ اور ہر حالت مین راجہ کے حکم کی تابع اور فرماندار
تھی اَلاغصہ کی متحمل نہ تھی اور بہت اس سے ڈرتی تھی ایکبار لیلا رانی نے
فکر کی کہ راجہ جان سے بھی زیادہ پیارا ہی کچھ ایسا ہو کہ وہ ہمیشہ جیتا جاگتا
اور جوان رہے اور مین بھی اسی طرح اسکی خدمت مین رہون مدام
اسکے دل مین یہی سوچ رہتا اور اس ارمان کے پورا ہونے سے

---

[1] ایک پرند خوبصورت ہی تالابی اور دریائی کہ ملک ہند مین ہوتا ہی[2] لچھمی روحانیہ ہو گیا
اور رب النوع دولت کی ہی اور یہ روحانیہ حسن وجمال مین ضرب المثل ہی اور رمضانات
بشن سے یعنی صفت ربوبیت سے پہلے اسکی تفصیل آچکی ہی ۱۲

اُداس رہتی بسکہ اِس بات کا اُسے عشق سا ہو گیا تھا راجہ کے بدون
اطلاع آزمودہ کار بزرگ اور عالمان باعمل کی خدمت مین آتی جاتی
اور سب کسی سے اپنے درد کی دوا اور تدبیر پوچھا کرتی سب یہی
جواب دیتے کہ دولت اور بزرگی کوئی چاہے تو محنت اور ریاضت سے
ہاتھہ آسکتی ہی لیکن جو آرزو تیری ہی کسی طرح نہین حاصل ہو سکتی
چونکہ لیلا رانی کو اِس تمنا کی فکر تھی یہ باتین اُسکے خیال مین نہ آتین
اور مطلب کی جستجو سے باز نہ رہتی اب اِس فکر مین پڑی کہ جو راجہ سے
مین پہلے مر جاؤن تو چھٹی ہی اور جو راجہ پہلے مرے اور مین جیتی رہون
تو ایسی تدبیر کرون کہ راجہ کی روح میرے گھر سے باہر نہ جائے اور
اسکی لاش پر اپنی نظر رکھے تاکہ اسکی نظر کے اثر سے راجہ کا بدن نہ
بگڑنے پائے اور جوڑ توڑ اُسکے بکھرنے نہ پائین اور مین ایسا کرون
کہ روح اُسکی مرنے کے بعد اُسکے بدن شالی مین رہ کر میری طرف
نگاہ کرتی رہے اور مین اُسی قدر مین خوش رہونگی لازم ہی کہ اب
اسی کی فکر کرون اور کل جو حادثہ پیش آئے اُسکا آج ہی علاج کرون
اور دیبی[1] کی پوجا ضروری جانون جسکا کام ہی کہ معرفت بخشنے اور اُسکو

[1] یہ دیبی سرستی کو اینده کہیگا دیبی روحانیہ کا کام ہی اور سرستی قوت ذکا کی موکلہ ہی اور یہ روحانیہ عالم کبیر مین عقل کل کے توابع سے ہی اور یہ جو کہا کہ معرفت کا عطا کرنا اُسکا

رضامند اسقدر کرون کہ معرفت تک مجھے پہونچاوے اسواسطے
کہ اس بڑی عطیہ بغیر کوئی پیری اور موت کی بلا سے رہائی نہین پاتا
یہ ارادہ کر بدون راجہ کی اطلاع سرستی کی پوجا کرنے لگی اور ریاضت
اور تپشیا مین مشغول ہوئی اور تین روز گذرتے تو کچھ کہا لیتی اس
طریقہ سے چارسو دن مین تھوڑا کھانا کھایا ازانجا کہ یہ محنت اور مشقت
شوہر کی خیرخواہی کے لیے تھی جو عورات کی بہتر عبادت ہو سرستی
تھوڑی مدت مین اُسپر مہربان ہوئی او راپنے دیدار سے اُسے
مشرف کیا اور کہا لڑکی مین تیری محنت اور ریاض سے بہت رضامند
ہوئی اب جو مطلب اور آرزو تیری ہو مجھسے مانگ کہ تیرے دل کو

کام ہو واقعی ہو اسواسطے کہ وہ تمام نفوس مدرکہ کے اوراک کی مددگار ہو اور تمام اذکیا
کی سار ذکا ہو اُسکی عنایت اور امداد بغیر معرفت کو کسطرح کوئی پہونچے اور اُسکی پرستش
یہ ہو کہ کم کھانا اور حسی لذات سے پرہیز کرنا جیسے کہ آیندہ اس داستان مین ذکر کریگا
اسواسطے کہ نفس کا تزکیہ اسکی حضوری کا باعث ہو جسقدر نفس کدورات جسمانی سے
پاک ہوگا عقل اور ذکا زیادہ روشن ہوگی اور ادراک اُسکے صاف تر ہونگے
نفوس کے حقائق غیر محدود کو بجز اشراقین اور صوفیہ کے نہین جان سکتے
اسلیے جسقدر نفیس اور خبیث اس عالم مین ہین ہر ایک جز کا مبدء ایک
نفس عالم قدس سے ہو اور نفیس وخبیث اور خیر وشر کا امتیاز ہمارے اعتبارات
وہمی سے ہو ورنہ نیک وبد کی آئنہ داری کرنے ہو امتیاز + گر تفاوت منفعل ہو
کیا پلید اور کیا ہی پاک ۱۲

خوش کرون اور تیری آنکھین اُس سے روشن ہون لیلا رانی نے
پہلے تو سرستی کو بہت سراہا اور کہا ای میری اور تمام جہان کی مادر مہربان
پیرانہ سالی اور موت جسکی گرمی کی برداشت آدمی کو نہین اُسکے
حق مین تو چاندنی ہی اور نادانی کی اندھیری جسمین زندگی موت
برابر ہی اُسکے لیے تو سورج کی کرن ہی تجھسے مین دو چیز مانگتی
ہون ایک تو یہ ہی کہ راجہ کی روح مرنے کے بعد نہ میرے گھر سے
باہر اور نہ دوسرے بدن مین جاوے دوم یہ کہ جب کبھی
تُجھسے میرا کام ہو اور تمھارا دیدار چاہون اُسکی سعادت حاصل ہو سرستی نے
اُسکی عرض سُنکر فرمایا کہ دونون مطلب ہمنے تجھے بخشے اور یہ بشارت
اُسے دیکر پھر عالم غیب کو چلی جہان سے آئی تھی جسطرح لہر دریا سے
اُٹھے اور پھر دریا مین غائب ہو جاوے لیلا رانی یہ خوشخبری سُنکر
ایسی خوش ہوئی کہ گویا آبحیات اُسپر برسا اور جب ایک مدت درازبعد

یعنی عالم محسوسات سے قطع تعلق کرے اور محسوسات سے تعلق ٹوٹنے تک الا می طرح
طرح طرح کے اجسام مین اخلاق مکتسبہ کے موافق سیر کرتی پھریگی یہ بھی نفس ناطقہ کے
کمالات ذاتی سے ہی کہ جس چیز کا ارادہ اور خواہش کرے وہ مہیا اور موجود ہو جائے
مولانا جامی کا قول ہی سے گر گل گذر دبخاطرت گل باشی + در بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل ہست گر روزے چند + اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی ۱۲
ترجمہ سابق ہو چکا ہی ۱۲

راجہ کی اجل آپہونچی لیلا رانی مارے رنج اور غم کے ایسی زار نزار
ہوگئی کہ نیلوفر بن پانی اور سارس جوڑی بغیر ہو اور راجہ کی جدائی سے
ناطاقت ہوگئی اور ستی ہونا چاہا اس درمیان سرستی اُترتی آئی اور چاہا کی
لیلا رانی سُنکر خوشوقت ہوگئی جیسے حوض کی مچھلیان پانی سوکھنے سے
قریب مرگ ہون اور ایک ہی دفعہ مینھ برسے اور پانی سے حوض
لبالب ہوجائے سرستی نے کہا لڑکی بیتابی چھوڑ دے اور صبر کر راجہ
کی لاش اپنے گھر پھولون مین رکھ چھوڑ کہ نہ پھول مُرجھائینگے اور نہ
راجہ کا بدن بگڑیگا اور روح اسکی منڈپ سے باہر نہ جائیگی بہت جلد
تیرے شوہر کو بڑی ناز و نعمت اور جاہ و دولت ہوگی لیلا رانی نے
سرستی کی ہدایت کے موافق راجہ کا بدن پھولون مین رکھ چھوڑا اور

لیلا نمود و نمایش نیرنگ کو کہتے ہین اور یہان راجہ کی عورت کا نام ہے اس دستان
رمز آلود کا نفس مطلب ظاہر نہین ہوتا اور سری بسشٹ نے خاطر نشان ہونا حقیقت
اُتپت پرکرن یعنی باب کا شروع کیا اور عالم کا ظہور اپنی داستان پر رامچند مرید اپنے
کو حوالہ کیا ہے اور جو کچھ سیاق بیان سے میری خاطر مین گذرتا ہے اسکی گذارش
کی لیاقت نہین رکھتا اور ایسے پوشیدہ حقائق اور دقائق کو بجز پردہ
داستان کے ادا نہین کرسکتا اذکیا اپنے ادراک سے دریافت
کرینگے اور اگر ان اسرار کا بیان تقریر صریح سے ممکن ہوتا
کر داستان آئین نہو تو ایسا بڑا عارف اس پردہ مین
کیون کہتا ۱۲

اُسکی خبرداری کرتی رہی جب دیکھتی کہ راجہ جیسے آدمی کی طرح سویا ہوا چپ اور بے حس و حرکت ہی تو غمگین ہو کر ابر نیسان کی طرح زار و قطار روتی اور آنکھون سے موتی کی سی لڑی آنسو برساتی اور سورج کی سی زر پاشی کرتی اُسکے دل کا گھر صبر کے اسباب سے خالی ہوگیا اور آرام و چین بالکل جاتا رہا اور اپنے بدن کو جیسے گھاس کے پتے چلتے پانی مین پایا اور اپنے آپ کو تصویر کی حالت دیکھا دوسری بار سوز اور گداز سے نہایت عجز اور نیاز کے ساتھ سرستی کو بلایا اور اُسکے سامنے بہت روئی دھوئی اور کہا راجہ میرا کہان ہی اور کیا کرتا ہی اور اُسکا کیا حال ہی مجھے اُس تک پہونچا دو کہ اب جینا میرا مرنے سے بدتر ہی سرستی نے جواب دیا کہ جب تک نربکلپ سمادھ کثرت کے ساتھ نہ کروگی تمھین راجہ نہ ملیگا۔ (نربکلپ سمادھ ایک مشاہدہ ہی کہ من اور بدھ کی جنبش سے باہر ہی اور اُسکے حصول کی یہ راہ ہی کہ آکاس تین قسم ہی چد آکاس من آکاس بھوت آکاس اور من کو آکاس اسلیے کہتے ہین کہ آکاس کی سمائی اُسمین ہی اور برھم کو آکاس اسلیے کہ آکاس کے مثل بیاپک یعنی محیط تمام کائنات کا ہی پس آکاس کا لفظ بھوت آکاس کے لیے بنایا گیا اور برھم آکاس اور من آکاس کو تشبیہ کی مناسبت سے کہتے ہین اور من آکاس اور بھوت آکاس ہرگز برھم کو نہین پہونچتے اور

یہ لاکھ دفعہ ان دو آکاس سے لطیف ہو اور جو سب پر محیط اور
سب سے لطیف ہو چد آکاس ہو اگر سب سنگیا یعنی خیالات کو چھوڑ
چد آکاس مین ڈوب جاسے سرب آتمک کا مقام تجھے ملے اور سرب
آتمک سے روح کلی مراد ہو اور کوئی اس مقام پر نہین پہونچا جبتلک
اپنے آپ اور کل کائنات سے قطع تعلق نہ کرے) اور تو میرے ارشاد
اور تربیت سے جلد اس مقام پر پہونچ جائیگی جب سرستی یہ باتین کہہ چکی
اور چلی گئی لیلا نے مشاہدہ مطلوب حقیقی کی راہ نہایت آسانی سے
بلا محنت پائی اور دم بھر مین بدن چھوڑ آسمان کی طرف آڑی جسطرح
چڑیا آشیانہ چھوڑ پرواز کرے اور وہان اپنے راجہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا
اور روی زمین کے تمام راجہ اُسکے سامنے قطار باندھے کھڑے ہین
اور راجہ کے گھر مین چار دروازے ہین پورب کا دروازہ پنڈت
زاہد اور عارفون کے لیے پچھم والا راجاؤن کے لیے جو نوکر تھے
اُترھائی دروازہ پر ہاتھی گھوڑے اور سب سواریان موجود دکھنائی
دروازہ پر حسین عورتین ہر طرف سے گاتی اور ناچتی تھین لیلا نے
اُس گھر مین اپنے سب بچے پالے لونڈی غلام اور نوکر چاکر دیکھے
اور اُس سرزمین کے چھوٹے بڑے پہاڑ اور شہر سامنے کیے اور راجہ
سولہ برس کے سن کا نظر پڑتا تھا اور ضعف اور بڑھاپے کا پتا بھی نہ

جو مرنے کے دم آئین تھا لیلا یہ مراتب دولت دیکھ حیران ہوئی اور آہن
گھر سے مین داخل ہوئی جو اُسکے محل کی صورت تھا اور سرستی کو
یاد کیا اور اُسکو موجود پایا تخت پر بیٹھے ہوئے اُسکے سامنے آپ کھڑی
ہو کر بولی کہ راجہ۔ شہر۔ پہاڑ اور دریا کے احوال اور عجائب غرائب
چیزون کے معائنہ سے ہر چند معلوم ہوا کہ یہ سب وہم اور خیال ہی
بلکہ وہ عالم کہ بشیتر جہان ہم اور راجہ تھے اور اُسے موجود جانتے ہوتھے
اسی عالم کی مثال وہم اور خیال تھا لیکن آپ سے پوچھتی ہون
کہ یہ دانستگی اور دریافت میری واقعی ہی یا نہین سرستی نے جواب
دیا کہ جو تونے دیکھا یہان یا وہان جیسے تونے جانا اور کہا سب وہم
وخیال ہی ہرگز وجود خارجی اُسکو نہین اور راجہ کو جسطرح تونے دیکھا
کہ مرنے کے بعد راجائی کرتا ہی اگر تو حقیقت اُسکی اور اپنی پہلی
پیدائش کی سُنے تو اور زیادہ اچنبھا ہو اور یقین جو آپ تجھے اسکا
حاصل ہوا کہ دکھاوٹ کی چیزین سب وہم وخیال ہین وہ زیادہ تر ثابت
اور راسخ ہوجائیگا لیلا بولی کہ ہماری پہلی پیدائش کسطرح پر تھی
بیان فرمائیے سرستی نے کہا کہ چدآکاس مین ایک سنسار منڈپ ہی
یعنی ذات مقدس الٰہی کے آئینہ مین ایک عالم نمودار ہوا کہ گھر کے

سنسار کے معنی عالم اور منڈپ گھر معنی ترکیبی مجموعہ خانۂ عام ہی ۱۲

نام سے اُسکو کہتے ہین اور یہ برہمانڈ کی طرف اشارہ ہی جسطرح آسمان
سبز رنگ اِس عالم کو محیط ہی یہ گھر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک باغ کے
درمیان واقع ہی ہر طرف ہرے درخت سایہ ڈالے ہوے ہین اور
سُمیر پہاڑ اِس گھر کا ستون ہی اطراف کے راجاؤن کی رانیان نقش
اُسکی تصاویر کی ہین اور صاحب خانہ ایک برہمن ہی قدیم زمانے کا
جسکے لڑکے بہت ہین اور یہ برہما کی طرف اشارہ ہی اور ہر طرح کے
جنات اور انسان اور فرشتے اپنا مطلب حاصل کرنے کو اُس گھر مین
آتے جاتے ہین اور وہان کے پہاڑون مین سے ایک پہاڑ کے
دامن مین جسکا نام ایک گھر رکھا ایک گانو ہی کرام نام ایک برہمن
اُس گانو کا باشندہ تھا کہ نہایت آرام وچین سے بسر کرتا تھا اور لڑکے
بالے دولت اور سامان نوکر چاکر اور رفیق رفقا اور دودھ کی گائین
کثرت سے ساتھ تھین اور مہمان مسافر کی خدمت اور ضیافت کرنا
اور تمام مراتب مین بسشٹ کے لگ بھگ تھا اور اُسی کا ہمنام اور
وہ مراتب یہ ہین دینداری دولتمندی بزرگی عمدہ پوشاک بڑی عمر
اور نیک کام عوام کی سرداری خواص کی قبولیت اچھا سلوک اور
علم بہت تھا اُسکی ایک قبول صورت بی بی تھی جیسے بسشٹ کی
بی بی وہی نام ارندھتی اور اُسی کی سب بوباس اور صفات

اُسمین تھے۔ایک دن وہ برہمن ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا تھا جہان
ہرے درخت رعنا قد کشیدہ کثرت سے تھے اتفاق سے پہاڑ کے نیچے
ایک راجہ کو دیکھا کہ اپنے فرزندون کے ساتھ شکار کو جاتا تھا ہاتھی
گھوڑے سواری کی بہلین چتر اور نشان ساتھ تھے برہمن بولا کہ راجا کا
بھی عجب درجہ ہی کہ اسمین سب خوبیان ہین اور عالم کی چو طرفہ
حکم حاصل ہی کاش مجھے بھی یہ درجہ ملتا اور اچھی اچھی صورت کی
عورتین میری مصاحب ہوتین بعد اسکے ہمیشہ یہ ارمان اُسکی
خاطر مین رہتا اسکے سوا اور کوئی مطلب نہین اُسکا دل مُدام اس آرزو کا
دیوانہ اور فریفتہ رہتا اور اپنی اوقات کو رات دن دینداری اور
خداپرستی سے آباد رکھتا اور کوئی دقیقہ عبادت کا فروگذاشت نہ کرتا
حتی کہ چمن اُسکی جوانی کا بوڑھاپے کی آندھی سے برباد ہوگیا اور
اُسکی عمر کا پھول سفید بالون کے آنے سے خشک اور مرجھایا ہوگیا
جیسے نیلوفر[۱] برف کے گرنے سے ہوجاے جسوقت کہ اُسکی زندگی کا
سورج غروب کے قریب ہوا برہمنی اُسے دیکھ بہت ملول ہوئی اور
وہ تیری طرح ای لیلا رانی میرے پاس التجا لائی اور درخواست
کی کہ جسوقت میرا شوہر مرے کچھ ایسا کیجیے کہ جان اُسکی میرے گھر سے

---

[۱] یعنی جسطرح کہ نیلوفر برف گرنے سے مرجھاجاتا ہی ۱۲

باہر نجائے مین نے اُسکی التماس قبول کی اور اُسکے مطلب پورے ہونے کی بشارت دی بعد اسکے برہمن مرگیا اور روح اُسکی گھر سے باہر نہین گئی اور اُس گھر کی ہوا مین متمکن ہوئی اور چند ایام مین ایک بدن سے تعلق پاکر راجہ ہوگئی۔ اور اُسکی عورت کا کلیجہ شوہر کے ماتم سے پاش پاش ہوگیا اور مرگئی مرنے کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ جو راجہ ہوا تھا محشور ہوکر اُسکے ازدواج سے خوشوقت ہوئی اور برہمن کا مُردہ گھر مین پڑا ہوا اور اُسکو مرے آج آٹھوان دن ہے اور لڑکے بالے اور لواحق اور توابع اُسکے مال و اسباب سمیت اُس گھر مین جون کے تون ہین اور یہ برہمن جو مرنے کے بعد راجہ ہوا تیرا شوہر تھا پدم نام اور تو وہی اَرندھتی اُسکی عورت ہے اور اُسنے ہزار برس سے زیادہ راجائی کی اور تو اُسکی رانی تھی بڑی چاہ اور محبت کے ساتھ جسطرح مہادیو اور پاربتی ہون پس سمجھنے کی بات ہے کہ جیسے پہلا واقعہ کہ مُردہ برہمن نے آٹھ روز مین ہزار سال راجائی کی بالکل وہم اور بھرم تھا یہ ماجرا ہے کہ اپنے گھر کے آکاس مین شہر اور مکان تو نے دیکھا اور راجہ کو جسکا جسم مُردہ پھولون مین رکھا ہے راجائی کے تخت پر بیٹھا تو نے دیکھا اور چار دروازہ اُسکے گھر کے مین

دونون الفاظ مترادف ہین بھرم بمعنی دھوکھا ۱۲

اور ہر ایک دروازہ مین کچھ اور ہی ہنگامہ اور ہی عالم تجھے نظر آیا
سب وہم اور خیال ہی جسنے وجود کی بو باس نہین پائی لیلا نے
سرستی سے کہا آپ کی یہ باتین میری عقل مین نہین آتین انکی
تصدیق مین کیونکر کرون ہرگاہ بسشٹ برہمن کی جان تمھاری دعا کے
سبب گھر سے باہر نہین نکلی اور ہم یہان پر ہین پھر کیونکر صحیح ہو کہ
مین اور راجہ کہ میرا شوہر ہی وہی آرندھتی اور بسشٹ برہمن ہین اور
اگر کہیے کہ تم اور راجہ دونون اس مدت مین اسی برہمن کے گھر مین
ہو اور وہان سے باہر نہین آئے ہو تب بھی ٹھیک بات نہین ہوتی
اسواسطے کہ یہ عالم وسیع اور زمین فراخ اور اونچے نیچے پہاڑ اور
چھوٹے بڑے دریا کہ ہم دیکھتے ہین یہ سب بسشٹ برہمن کے
ایک مکان مین کسطرح سمائے جیسے کوئی کہے کہ ایراپت اندر کا
ہاتھی دانہ رائی کے ایک گوشہ مین بندھا ہی اور سمیر پہاڑ نیلوفر کے
بیچ مین در آیا اور زنبور سیاہ کا بچہ اسے نگل گیا۔ دیبی بولی کہ مین نے
خلاف واقعی تجھسے نہین کہا اس برہمن کی روح ابھی گھر سے باہر
نہین نکلی اور یہ عالم جو اسکے گھر کی ہوا مین تو دیکھتی ہی اور دریا۔
پہاڑ۔ شہر۔ اور گانون۔ اور راجائی۔ اور دھن دولت۔ ایک
صورت موہوم ہی اور نمود بے بود بلکہ درحقیقت ایک خواب ہی

جو تو دیکھ رہی ہی اگر تو کہے کہ ہر گاہ راجہ دہی برہمن ہی اور مین بھی اُسکی عورت ہون تو یہ قصہ ہین کیون نہین یاد آتا جواب یہ ہی کہ وہ دوسرا عالم تھا یہ اور عالم ہی اگر کوئی ایک عالم سے دوسرے عالم مین جائے پہلے عالم سے جو دیکھا تھا ہو کبھی کبھی فراموش ہو جاتا ہی جسطرح عالم خواب مین کوئی چیز عالم بیداری کی نہین یاد آتی اور یہ عالم جسمین بالفعل تو نے صورت وجود پائی اُس عالم کی مثال ہی جسکی صورت خیال مین بندھ جاتی ہی اور بڑے پہاڑ کے موافق ہی کہ آئینہ مین دکھلائی پڑتا ہی۔ لیلا بولی ای پرمیشری آپ نے فرمایا کہ بسشٹ برہمن کو مرے آٹھ دن ہوے اور ہم دیکھتے ہین کہ ہزار سال بلکہ زیادہ گذرے کہ ہمارا راجہ راجائی کر رہا ہی یہ کسطرح ہی دیبی نے جواب دیا کہ جسطرح ایک گھڑی ہوا ہین ایسا وسیع عالم سما گیا اسی طرح تھوڑے زمانے کے اندر بہت زمانہ بھی گنجائش پا گیا اور نیز تیرا حال یہ ایک خواب دراز ہی جو تو دیکھ رہی ہی اور یہ سب وسعت اور دستگاہ عالم خواب کا تقاضا ہی جیسے کوئی تھوڑی دیر کے خواب مین دیکھتا ہی کہ سالہا سال گذر گئے اس قسم کے عجائب غرائب خواب کے عالم مین بہت دیکھ پڑتے ہین ای لڑکی حقیقت اسکی کہ وہم سابق فراموش ہو گیا اور

پرمیشر بزرگ کو کہتے ہین اور پرمیشری صاحب کو اور آخر مین یا ے تانیث ہی یعنی صاحبہ بزرگ ۱۲

وہم حال پیدا ہوا کا حقہ مجھسے سنو جب روح جزئی کے وہان ادراک مین تلخی سکرات موت اور شکستگی موت مقتضای طبیعت سے دار و بی بیہوشی جاتی ہی تو وہ احوال ماضی کو بالکل بھول جاتی ہی اور جس عالم مین جاتی ہی اپنے آپ کو جسم جدید کے تعین مین متعین دیکھکر کہتی ہی کہ مین اس باپ کا بیٹا ہون اور یہ میرے بھائی ہین اور یہ میرا گھر ہی اور زمین اور باغ میرا ہی اور جو بعضی ارواح نے ذاتی استعداد اور ریاضت کی صفائی اور مرشد کامل کی امداد سے کلیت اور جامعیت حاصل کی ہو اور اسکی نسبت اشیا اور اضداد اشیا سے یکسان ہوگئی ہو تو وہ واقعات پچھلے نہین بھولتی بلکہ آیندہ کے احوال بھی حدت نظر کے سبب اپنی عین ثابتہ کے آئینہ سے ملاخطہ کر لیتی ہی لیلا نے کہا اے سرستی ایک عالم وسیع آپ نے مجھے دکھلایا اور علم عظیم عطا فرمایا مجھے امید ہی کہ یہ علم آپ کے انفاس متبرک کی بدولت اور ہمیشہ کی کثرت استعمال سے میرے باطن مین قرار پکڑے اور ٹھہر جاے اب مین

قوت کلیہ ذرکائیہ عالم اکبر کہ بدجانیہ ہی ۱۲

بسشٹ برہمن کے مکان دیکھنے کی آرزومند ہون مہربانی فرما کر مجھے دکھلا دیجیے دیوی نے کہا جب تک یہ کثیف بدن نہ چھوٹ جاے اور لطیف بدن تیری سواری نہ بنجاے وہان تو نہین جاسکتی اور جب تو ایسی ہو جاے ہم تم ساتھ اسکے گھر برہمن اور برہمنی کی ملاقات کو جائینگے

اگر تو کہے یہ بدن کسطرح چھوڑ دون کہ اُس مقام کے دیکھنے کا
ہارج ہی تو مین کہتی ہون کہ تمام جہان جس تفصیل سے تو دیکھتی ہی
صورت شکل نہین رکھتا وہ در حقیقت سب حق ہی کہ اپنے وہم سے
تو نے اُسکی ایک شکل مقرر کی ہی مثلاً سونے کو انگوٹھی ٹھہرا دیتی ہی
اگر خوب نگاہ کرو اور حقیقت کو پہونچو تو سونے کے سوا کوئی چیز دوسری
موجود نہین پس جو چیز کہ وہم محض ہی اُسکا چھوڑ دینا کیا بڑی بات ہی
ای لڑکی یہ ریاض اور مشقت کا کام ہی اور ابھی تو نے اپنے تئین اُس سے
لطیف نہین بنایا حقیقت آتما کا مشاہدہ تجھے کیونکر ہو عارف لوگ
محنت اور ریاضت کی بدولت اُس مقام کو پہونچے ہین اور بدن
بھی حقیقت مین لطیف ہی اُسے بھی تو نے اپنے وہم مین کثیف قرار
دیا ہی تیری نادانی باسنا یعنی خطرات کے سبب سے ہی اور تین صفت
جنکی مظہر تمام کائنات ہی ایک ستوگن (قوت ملکی ۱۲) ہی دوسری رجوگن (قوت بہیمی ۱۲) تیسری تموگن (قوت سبعی ۱۲)
ہی عفیفہ تو اپنے پاک بدن کو جو کثیف خیال کیے ہوے ہی یہ باسنا کا
اثر ہی کہ پچھلی دو صفت کے ساتھ ظہور کیے ہوے ہی جب ان دونون
صفت کو باسنا سمیت تو اپنے سے دور کرے ابھی کثیف کو لطیف
دیکھیگی اور جیون مکت پائیگی اور بیشتر اس سے کہ تیری معرفت کا
چاند پورا ہو اگر تو چاہے کہ پرہمن (مرتبہ فنافی اللہ ۱۲) اور اُسکے مکان کو دیکھے اپنے

کثیف بدن کا تصور چھوڑ دے اور ساتھ میرے آ لیلا نے کہا
اول یہ فرمایئے کہ ابھیاس یعنی مداومت شغل اس کام کی کیونکر
ہی اور مطلب حاصل ہونے کی نشانی کیا ہی اور فائدہ اسکا کیا ہی
سرستی نے جواب دیا کہ حق کا یاد کرنا اس طریقہ سے جو استاد مرشد نے
(ردجا یعنی قوت ذکا ۱۲)
تجھے تلقین کیا ہو اور علم آلہیات اسکی تصدیق کرے اور اسکو
تیری عقل دلیل واضح سے قبول کرے اسکی مداومت ابھیاس
کی حقیقت ہی اور آراستگی عقل کی صفت ستوگن کے ساتھ اور ترکیہ
اسکا رجوگن اور تموگن سے اسطرح کہ دل تیرا نورانی ہو جاوے اور
بیراگ رس یعنی محبت کی لذت پائے اور رانی مرلی کو تو جانے کہ نہ تھا
اور نہ ہی اور نہ ہوگا اور عقل نقل سے اس دانست کو قوت دے
یہ نشانی حقیقت اور درستی ابھیاس کی ہی اور اسکا جاننا کہ من و تو
اور محسوسات ہرگز عدم سے وجود میں نہیں آئے اور ہستی کی بو باس
بھی ہمارے دماغ میں نہیں پہونچی یہ ثبات[۱] اور اسکا نام ابھیاس ہی
اور دل کی خواہش کا جاتا رہنا اور خاطر کی رغبت اسطرف کہ یہ لیجیے
اور وہ چھوڑ دیجیے ابھیاس کا پھل ہی بسشٹ فرماتا ہی کہ اے رام چند
سرستی اور لیلا رانی دونوں ایک دوسرے کی بات سنکر ایک ساعت

---

[۱] توحید کا ملکہ کرنا حضرات صوفیہ کے موافق اور وجود وغیرہ کا اندیشہ دور کرنا ۱۲

جسم بحیرکت اور دل بیخواہش ہے کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھیں آسکے بعد
سرستی جسم شالی اور لیلا جسم وہی چھوڑ دونوں آسمان کو اُڑ گئیں وہاں
ہوا بائی تو فضا اور میدان دیکھا تو نہایت کشادہ کہ ٹھنڈی ہوا جھکتی
ہوئی چل رہی تھی اور کاملین کی ایک جماعت سے ملیں جنکو سدھ
کہتے ہیں اور آسمان میں جو گنگا ہو دیکھی کہ دونوں طرف سے ہوا اسکو
سنبھالے ہوئے تھی ایک طرف نارد وغیرہ نیشر کہ دیولوک کے گوئیے
ہیں راگ گا رہے تھے اور دیبیاں گاین اور نچنیاں ناچتی پھرتی ہیں
اور ابر جو روز قیامت کی بارش کے لیے مقرر ہو وہاں ابر تصویر کے
مثال برسنے اور گرجنے سے بے اثر تھا اور لاکھ لاکھ جوجن ظلمت اور
لاکھ لاکھ جوجن نور کو معائنہ کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بہت آگ روشن کی ہو
یا سورج نکل آئے ہیں اور تینوں لوک اُس آکاس میں جیسے جیت پھل
میں کیڑے ہوتے ہیں (اور جیت پھل یعنی گولر ایک میوہ ہو جسمیں سے
جیتے کیڑے بہت نکلتے ہیں) پھر لیلا اور سرستی واپس زمین پر آئیں
اور بسشٹ برہمن کے گھر کو دیکھا کہ کہرام سے اُلٹ پلٹ ہو گیا تھا
جیسے وہ درخت جسپر بجلی گری ہو چونکہ لیلا نے سرستی کی امداد اور ارشاد
سے ست سنکلپ حاصل کی تھی (ست سنکلپ سے مُراد قدرت
کاملہ ہی کہ جو چاہے کرے جسطرح چاہے ویسا ہو جاوے اور جہاں چاہے جائے)

اُسنے چاہا کہ گھر والے ہمکو دیکھین یہ ارادہ کرتے ہی دونون عورت کو
ارباب خانہ نے دیکھا اور آنکے نور سے گھر جگمگا گیا اور بسشٹ
برہمن کے بڑے بیٹے نے آنکا اعزاز و اکرام کیا اور آداب و تواضع
بجالائے اور قدمون پر آنکے پھول نچھاور کیے اور کہا اے دیبیو اس
گھر مین دو مرد عورت قوم برہمن بڑے بزرگ اور عالی نسب تھے
اپنے خاندان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم چیلون کو کھانا کھلاتے
اور مہربانی کرتے تھوڑے دن ہوے کہ دو بیٹے اور خاندان گھر
اور گھر کا اسباب چھوڑ دوسرے عالم کو سدھارے اور ہمین اُنکے
مرجانے سے اسقدر رنج اور غم پیش آیا ہے کہ تینون لوک ہماری نظر
مین سنسان اور آسمان ماتمی لباس پہنے معلوم ہوتے ہین اور
سورج قیامت کی آگ اور چاند برف معلوم ہوتا ہے اے دیبیو کچھ مہربانی
کرو کہ اس رنج و غم سے ہمارا نکاس ہو بزرگون کا دیدار خالی فائدہ سے
نہین جاتا لیلا نے بڑی مہربانی سے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا اُسے
اور تمام خاندان کے آدمیون کو ماتم سے نکالا پھر دونون عورت
اُن لوگون کی نظر سے الوپ ہو گئین۔ سرستی نے کہا لیلا جو کچھ
دیکھنے کے قابل تھا وہ تو نے دیکھا اور عالم کا وہم اور خیال ہونا جو
کہا تھا وہ بھی تو نے معائنہ کر لیا اور خدا ے عز و جل کی قدرت کا

کمال بھی مشاہدہ کیا اب تو کیا چاہتی ہی لیلا بولی جس وقت مین راجہ
پدم کے منڈپ مین گئی جو صورت مثالی کو جسمانی بناکر راجائی کرتا تھا
وہان کسی نے مجھے نہین دیکھا اور یہان لڑکے اور گھر کے سب مجھے
دیکھتے تھے یہ تفاوت کس سبب سے ہی دیبی بولی کہ تب تجھے
ست[1] سنکلپ کا مرتبہ نہ تھا اب جو تو اس مقام کی مالک ہو گئی اسکی
خاصیت ہی کہ جو تو چاہے اور خیال کرے فوراً ویسا ہی ہو جاوے
چونکہ یہان تو نے چاہا کہ گھر والے مجھے دیکھین تو دیکھا اب جو راجہ کے
منڈپ مین تو جاوے اور چاہے تو سب تجھے دیکھینگے اور وہ راجہ
اور تو رانی ہوگی لیلا بولی کہ آپ کی برکت صحبت سے مین صفت تموگن[1]
یعنی سبھی چھوڑ رجوگن مین رہ گئی اور ستوگن[2] کے مقام تک نہین پہنچی

[1] ست مین مہملہ کے زیر سے سچ اور حق سنسکرت کی زبان مین ہی اور سنکلپ ارادہ اور نیت و دل کے خطرات کو کہتے ہین اصلی معنی ست سنکلپ کے یہ ہین کہ چونکہ تو اپنے تئین غیر جانتا تھا اور وحدت حقیقی سے اور اپنی نسبت سے جو تجھے وجود حقیقی کے ساتھ ہی آشنائی نہ تھی خیال تیرا واقع مین حق نہ تھا اور جبکہ اپنی وحدت کی نسبت واحد حقیقی کی ذات سے کما حقہ حاصل کر لی تو یہی ست سنکلپ ہی یعنی ارادہ اور نیت اور خطرات اور اندیشے دل کے سب سچ اور حق جو واقعی سے تھے وہی ہو گئے پس جو شخص ایسے ست سنکلپ والا ہو عین حق ہی اور تمام کامل قدرت رکھنے والا ہی جو چاہے وہ ہو ارادہ فقط کافی ہی ۱۲ [2] حضرات صوفیہ نفس کے تعلقات اور تنزلات کو جو انواع مختلفہ ہین سیر کہتے ہین ۱۲ [3] تین نفس ہین سبھی ملکی مین سے ۱۲

اپنے تنزل کے آٹھ سو درجہ سے خبردار ہوئی یہ مطلب ہو کر آٹھ سو بار
میری روح طرح طرح کے بدن سے متعلق اور نوع انسانی اور
اقسام اقسام کے حیوانات نباتات اور جمادات مین (تناسخ ابدان ۱۲) اُسنے گذر کیا ہو
بعد اُسکے سرستی اور لیلا نے ارادہ دوسرے آکاس کے جانے کا
کیا اور جس گھر مین راجہ کا بدن پھولون مین رکھ چھوڑا تھا اُسمین داخل
ہوئین اور دیکھا کہ راجہ کی روح اپنے گھر کے آکاس مین ایک بدن کے
تعلق ہو کر راجائی کرتی ہو اور بدرتھ اُسکا نام ہو اور ایک اور راجہ
اُسکی لڑائی کو آیا ہو اور دونون کی فوجین جیسے دو دریا سے متواج

ایک صاحب ادب اور کرم کا ہو یعنی نفس ملکی اور سبعی قابل ادب کے ہو اور جلد
ادب کرنے والے کا ادب قبول کرتا ہو اور تیسرا ادب سے خالی ہو جسکو نفس
کہتے ہین اور نفس بہیمی کا غلبہ تینون قوت مین اسی سے قیاس ہو سکتا ہو
کہ ہر گاہ اُسکا وجود حکمت بالغہ الہی کے سبب بقاء شخصی کا باعث ہو لڑکا پیدا
ہوتے ہی دودھ پستان اور سے چاہتا ہو حالانکہ اُسکو تعلیم کسی نے نہین کی
پس ظاہر ہو کہ یہ قوت پہلے پہل ظہور کرتی ہو اور افلاطون کا ان دونون یعنی
سبعی اور بہیمی کی بابت یہ قول ہو اما ہذہ فہی بمنزلۃ الذہب فی اللین والانعطاف
واما تلک فبمنزلۃ الحدید فی الصلابۃ والامتناع ترجمہ لیکن یہ نفس سبعی سونے کے
موافق ہو نرمی اور مڑ جانے مین اور یہ بہیمی لوہے کی مثال ہو سخت ہونے مین
اور قبول نہ کرنے مین چنانچہ لیلا کا بھی یہ قول ہو کہ تموگن یعنی سبعی کو چھوڑ رجوگن
یعنی بہیمی مین رہی ہون اور ستوگن یعنی ملکی کو نہین پہونچی ۱۲

ہوں مقابلہ پر تلے ہوئی ہین تیر۔ تلوار اور نیزہ سے جو ایک دوسرے پر ٹکرا رہے ہین ہزار دن بجلیاں چمک دمک رہی ہین اور گرجتی توپون کی صدا سنے دیوتا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کو بھاگے جاتے ہین اور ہاتھیون سکے پاؤن کی دھمک سے پانی زمین کا ابلتا ہو اور بن سر کے دھڑ جا بجا مور کی طرح برکھا کی ہوا مین ناچ رہے ہین (اور مشہور ہو کہ جب دس ہزار آدمی ایک میدان مین قتل ہوتے ہین ایک بن سر کا بدن سیدھا کھڑا ہوتا ہو پس اس لڑائی مین اندازہ کرنا چاہیے کہ کسقدر آدمی قتل ہوے ہونگے) اور صبح سے شام تک طرفین کی سپاہ نے لہرون کی طرح باہم ایک دوسرے سے جنگ عظیم کی شام کے وقت دونون طرف کے وکیل آئے اور رات کا عذر پیش کیا اور اگلے دن پر لڑائی کا معرکہ موقوف رکھا راجہ مدرونہ نے رات کو وزیر اور امرا صائب رائے کے ساتھ نشست کی اور کہا دشمن بہت زبردست ہو بلکہ ایک بلا نہایت سخت سر پر آئی ہو ایسا کرو کہ بچاؤ کی

چونکہ ہندوون مین نثر کا دستور نہین ہو اور علوم بھی نظم مین بیان اور جمع کیے گئے اسیلیے استعارہ اور مبالغہ اور اغراق شاعرانہ سب جگہ استعمال کرتے ہین چنانچہ اس مقام مین کتاب پڑھنے والے کو معلوم ہوگا ۱۲ مدرونہ نام ہو مگر صحیح لفظ معلوم نہوتے نقطے نہین دیے گئے اور اسی حکایت مین جو نام آتے ہین غالباً الفاظ بامعنی ہونگے کہ سنسکرت کا عالم اس سے واقف ہوگا ۱۲

شکل پیدا ہو اور نجات کی راہ نکلے پھر فکر اور بیقراری مین سو گیا اس
درمیان سرستی اور لیلا راجہ کے خوابگاہ مین آئین راجہ جاگ اٹھا جیسے
مُردہ آبحیات سے جی اٹھے یکایک دیکھا کہ دو عورت دو تخت پر بیٹھی
ہین راجہ ہکا بکا ہو گیا کہ یے کون ہین اور کس راہ سے آئی ہین اور
اس محل مین کسطرح آسکین بڑے تامل بعد سمجھا کہ نوع انسان نہین
دیبیان ہین نہایت حسن اور لطافت مین۔ اُنکی تعظیم کے ارادہ خوابگاہ سے
اُٹھا جیسے بشن سنگھ ناگ کی پیٹھ سے اور ہاتھ مین پھول لیکر اُنکے سامنے
زمین پر بیٹھ گیا اور اُنکی مدح اور ثنا کر پھول اُنکے پانون پر نچھاور کیے
سرستی نے خیال کیا کہ وزیر راجہ کی پیدایش کی حقیقت مشرح بیان کرے
تا کہ لیلا جانے کہ مین اسی راجہ کی بی بی ہون سرستی نے راجہ سے کہا کہ
اپنے وزیر کو حاضر کرو چنانچہ راجہ کے حکم سے وزیر حاضر ہوا اور دیبیون کو
دیکھ تواضع تسلیم کی اُس سے سرستی نے پوچھا کہ راجہ تمھارا کسکا فرزند ہے
اور کسطرح اور کب پیدا ہوا اور کتنے روز ہوے کہ راجائی کرتا ہے وزیر نے
جواب دیا کہ راجہ اچھواگ کی نسل سے ایک راجہ تھا کندریہ نام جسکے
ہاتھ ابر مثال سے روی زمین سرسبز تھی اور اُسکی تلوار آبدار نے
فتنہ اور فساد کا غبار بٹھلا دیا اور اُسکی نسل سے ایک راجہ تھا صاحب کمال
مبارک جمال شیل رتہ نام باپ ہمارے راجہ کا اور والدہ اُسکی سمترا نام

اور یہ ماں باپ نیک طینت لاولد تھے اور اِس تمنا کے بر آنے کے لیے اکثر اوقات ریاضت کش پیرون کی زیارت کو جاتے اور بہت کام نیک کیا کرتے حتی کہ اُن امور خیر کی برکت سے راجہ ہمارا پیدا ہوا اور جب دس سال کا ہوا شیل رتہ باپ راجہ کا راجگدی اُسے دیکر خود عبادت کے لیے جنگلون مین چلا گیا اسوقت سے یہ ہمارا نیکنام راجہ راج کرتا ہی اور خیر خواہون کو دولت اور جاہ کے مقام پر پہونچاتا ہی پھر سرستی نے راجہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا تو اپنے تنزلات گذشتہ کو یاد کر راجہ نے سرستی کی مہربانی سے سب تنزلات یاد کیے اور کہا مین عجب حال دیکھتا ہون کہ میرے مرنے سے ایک دن گذرا اور ستر سال ہوے کہ مین راج کرتا ہون اور اِس مدت مین جو کچھ کیا ہی دشمن کا مارنا ملک کا لینا اور ملک کا بندوبست اور رعیت کی حفاظت شادی لڑکون کی اور امداد یگانون کی یہ سب میری خاطر مین ہین سرستی نے کہا اے راجہ جب اجل تمھاری آئی اُسی زمان اور مکان مین اِس عالم کو دیکھا اور ستر برس اِسطرح گذر گئے کہ جیسے ایک ساعت کے خواب مین کوئی دیکھے کہ سو برس بسر کیے اور اِس مدت مین ایسا اور ویسا کیا اور حقیقت یہ ہی کہ تم نہ بیدار ہوے اور نہ مرے ہو اگرچہ تم شدہ گیان اور سرب آتمک یعنی معرفت خاص اور کلیت ذاتی کو نہین پہونچے ہو لیکن تھوڑی جنبش

جو تمہاری جان مین پیدا ہوئی اُس سے یہ تمام عالم تمہاری نظر مین
نمایان ہوا پس تم آپ کو اپنے اندر دیکھتے ہو یعنی جو عالم تمہاری جان کی
جنبش سے ظاہر ہوا اور تمہاری صورت کے بجا ہے ہوا اپنے آئینۂ
خیال مین دیکھتے ہو اور ناظر منظور ایک ہی انجان آدمی بیداری کے
عالم مین پہاڑ۔ دریا۔ شہر۔ گانوُن۔ گھوڑے ہاتھی کو موجود جانتے ہین
اور اس سبب سے طرح بطرح کی محنت اور آزار پاتے ہین جسطرح بچہ
اپنی پرچھائین کو دیو سمجھ کر ڈرتا ہی اور نہایت خوف سے مرنے کی حالت کو
پہونچ جاتا ہی اور ہرن چمکیلے ریت کو دیکھ کر سوکھی زمین کو پانی خیال
کرتے ہین اور اُس طرف دوڑ کر اپنے تئین رنج اور تکان مین ڈالتے ہین
جو نظر حقیقت بین رکھتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ عالم خواب کلان ہی اور اہل عالم
اپنا احوال دو قسم کا جانتے ہین بیداری اور خواب جو بیداری مین
دیکھتے ہین اُسکو موجود سمجھتے ہین اور جو خواب مین دیکھتے ہین اُسکو موہوم
قرار دیتے ہین اور محققین کی نظر مین خواب اور بیداری کے حالات
دونون ایک قسم کے ہین کوئی تفاوت اور اختلاف اُنمین نہین ہی اور
دونون خواب محض ہین اور یہ جو عالم بیداری مین چیزین ٹھہری معلوم

کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا۔ ترجمہ جیسے چمکیلی ریت چٹیل
میدان مین کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے جسوقت اُسکے پاس پہونچا تو کچھ نہ پایا ۱۲

ہوتی ہین اسکا اعتبار نہین اسواسطے کہ خواب مین جو کچھ نظر آتا ہی
اسوقت ہرگز تصور نہین کرتا کہ مین جو دیکھ رہا ہون وہم اور خیال ہی
بلکہ اپنی آنکھین موجود جانتا ہی اور جاگنے کے بعد معلوم کرتا ہی یہ کہ وہ
حال وہمی اور خیالی تھا اسی طرح اس خواب کلان سے بھی جب
جاگیگا یعنی کمال معرفت کو پہونچیگا تو سمجھ جائیگا کہ جو کچھ بیشتر اس سے
دیکھا تھا سب وہم وخیال تھا (اذ یہی معنی ہین حدیث مشہور کے کہ
لوگ سب خواب مین ہین جب مرینگے تو بیدار ہونگے اور رمز ما جیون نکتی
کے معنی ہین اور عارف ایک مردہ ہی کہ زمین پر چلتا ہی) اگر کوئی اعتراض
کرے کہ ان خوابون کا دیکھنے والا کون ہی وجود خارجی اسکا ہی یا محض
وہم ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اگر یہ دید صفت دل کی ہی جیسا کہ بیدانتیان
یعنی صوفیہ کا مذہب ہی کوئی اشکال لازم نہین آتا کہ ایک امر موہوم موہوم کو
دیکھتا ہی اور اگر روح کی صفت ہی جیسا کہ نیائیکان یعنی متکلمین کا مذہب
ہی تو بے اختلاط دل نہوگا اور روح اس دید مین بے استقلال ہی
ہر گاہ واسطہ اسکی دید کا امر موہوم ہی یقین ہی کہ غلطی اور خطا کے سوا

اسمین سے اشارہ ہی عالم کی طرف جو وجود حقیقی کے ساتھ موجود نہین جسکا معائنہ
خواب کے مشابہ کیا امر موہوم سے اشارہ دل کی طرف ہی اسواسطے کہ وجود دل کی
حقیقت کیا ہی ایک حرکت ارادہ نفس ناطقہ کی ہی جو اپنی ذات کے تجرد اور تنزہ
اور توحید سے اپنے شہود اور تکثر کی جانب ہی اسی واسطے دل اپنی ذات سے

نہوگا خصوصاً عوام کی روح کی غلطی جنپر وہم غالب ہو اور اکثر جو چیزین
ادراک کرتے ہین وہم ہی وہم ہو ہرگز اعتماد کے قابل نہین اسی واسطے
خاصان حق اور عارفین کامل فرماتے ہین کہ ہم اس عالم بیداری کے
لوگون کو بلا شک مثل عالم خواب وخیال اور وہم کے جانتے ہین بلکہ
یہ عالم ہمارے سامنے بعینہ خواب کا عالم ہی جو فرق کہ ان دونون کے
درمیان کیا جاتا ہی درازی اور کوتاہی کے سوا نہین اور یہ بھی فرمایا ہی
کہ وہم وخیال اور جو نظر آتا ہی ایک خیال ہی جسکا نقش تو نے خیال مین
باندھا ہی بشسٹ نے فرمایا کہ سرستی نے کہا ای راجہ اُن لوگون کو کہ بیداری
مین اُنسے صحبت اور اختلاط رکھتے ہو معدوم محض جانو جیسے اُن
آدمیون کو کہ خواب مین نظر آتے ہین اور وجود[1] حقیقی نہین ہی مگر حقتعالی
کے واسطے اور پرسش تمھارے احوال کی وزیر سے اس غرض سے تھی

[1] وجود خارجی نہین رکھتا جب نفس کا یہ ارادہ موقوف ہوجاے اور اس طرف سے
اپنی ذات اور حقیقت کی طرف متوجہ ہو تو دل خود بخود فنا ہوجاتا ہی اور جسم اور جسمانیات
اور حواس اور خواص حواس کے سب فانی ہوجاتے ہین ۱۲ [2] ای وصف تو سردفتر اسرار وجود
نقش صفتت بر در دیوار وجود + در پردۂ کبریا نہان گشتہ زچشم + بنشستہ عیان بر سر بازار وجود
سے عالم قدس سے جو ذات ہوئی ہی نازل + اور تنزیہ سے تشبیہ طرف ہی مائل ہی عجب کچھ
یہ ہی سے ہی تا انسان کو + ان اربعہ عناصر سے کرے وہ کامل + عارف سے کی دیر وکعبہ مین
کامل ہیر + ہرگز نہ ملا اُنکو نشان رخ غیر + ہر جاے جمال حق ہی جلوہ آرا + کعبہ کی طرح سے تو لیا ہی [illegible]

کہ لیلا کو حقیقت حال سے اطلاع ہو اب رخصت ۔ ہم جاتے ہین
راجہ بدرونہ نے کہا کہ اے دیبیو ہمارے یہان جو فقیر آتا ہی محروم نہین جاتا
مین تمھارے دیدار سے مشرف ہوا ہون لہذا امیدوار ہون کہ کچھ
فیض تمسے مجھے حاصل ہو میری خواہش ہی کہ یہ بدن چھوڑ پہلا بدن
یعنی راجہ پدم کا پاؤن اگر یہ تمنا ممکن ہو تو فرمائیے کہ ظہور اسکا کب
ہوگا سرستی نے کہا تو اسی لڑائی مین مارا جائیگا اور پہلا بدن پائیگا ۔
اور پھر راجہ بڑھکر پہلے سے ہوگا اسی کلام مین تھے کہ فریاد کی آواز
آئی کہ غنیم کی فوج نے شہر کو آگ لگا دی اور گھر جل رہے ہین اور
پہاڑ کے برابر دھوان اٹھ رہا ہی اور شہر کے لوگ تلملا رہے ہین راجہ
اور وزیر سرستی اور لیلا مجلس سے اٹھے اور دشمن کی فوج کا غلبہ دیکھا
جسطرح سات دریا قیامت کے دن ایک ہوکر دنیا کو تباہ کرینگے اور
رانی نے کہ اسکا نام بھی لیلا تھا لونڈیون سمیت محل سے پر اضطراب
نکل کر کہا غنیم کے آدمی محل مین آگھسے اور پہرے والون کو مار ڈالا
اور محل کے بعضے آدمیون کو گرفتار کر لیا راجہ سرستی سے رخصت ہوکر
باہر گیا لیلا نے جو رانی کو اپنے ہمنام اور ہمصورت دیکھا سرستی سے
پوچھا کہ مین لیلا تو آپ کے ساتھ ہون یہ کون ہی جو میری صورت اور
نام کی ہی سرستی نے کہا جب راجہ پدم تیرا شوہر مرا جو

سنسکار[۱] اسکی تھی یعنی آرزو ہر ایک تعلق کی جو اُس مُردہ کے خیال
مین تھی سب ظہور مین آئی اور توانین سے تھی لازم ہو کہ تیرا برتو بھی
ظاہر ہوا ہو لیلا چونکہ بیداری بھی مین خواب ایک وہم وخیال ہو اور مرنے
کے وقت بیداری اور جنم کے وقت مرنا اور آیندہ موت کے وقت
جنم عالم مین یہ جو کچھ نظر آتا ہو اُسے نہ ہست کہہ سکتے ہین نہ نیست
کبھی ایسا ہوتا ہو کہ ایکبار کے دیکھے ہوئے کو دوبارہ دیکھتا ہو خواہ ہو بہو
یا تھوڑے فرق سے اور کبھی اُسے دیکھتا ہو جسکو پہلے کبھی نہین دیکھا
اس سبب سے یہ لیلا تیری روش تیرے کردار اور تیرے نام اور
تیری صورت اور بدن کی تیرے شوہر کے شنکلپ یعنی خطرات کے
پرتو سے بن گئی اور یہ راجہ بدرتھ اسی وقت مارا جائیگا اور راجہ پدم
ہو جائیگا جسکا بدن تُنے پھولون مین رکھ چھوڑا ہو اور اُسی مکان مین ہوگا

---

[۱] سنسکار سنسکرت کی لغت اور ہندؤن کی اصطلاح مین اُس شخص کو کہتے ہین کہ اُسنے
تمام عمر جو ملکات مذموم یا محمود نفس کے حاصل کیے ہون خواہ بُرے اعمال اور لذات دنیاوی
مین مبتلا ہوا ہو یا علوم وحقائق بموجب مسئلہ تناسخ کے بعد فوت دوسرے جسم مین ظہور
کرتے ہین اور اُنھین ملکات گذشتہ کے موافق اُسی قسم کے کامون کی طرف مائل
ہوتا ہو اور جو ذخیرہ اُسکے نفس مین جمع ہو تھوڑے اشارہ مین اُسکو قبول کرتا ہو یعنی
اگر پہلے عالم تھا تھوڑی تعلیم مین بہت جلد باریک مسائل کو پہونچ جاتے حاصل
یہ ہو کہ نفس کا دھرم نہ اپنا جسمانی کا دوسری جون مین جو کچھ ہو اُسکو سنسکار کہتے ہین ۱۲

جسمین تو نے رکھا ہی بدرٗونہ کی رانی لیلا نے یہ بات سُنکر کہا کہ مین نے
ایک مدت سرستی کی پوجا کی تھی آپ کو اسی کی صورت پاتی ہون
اگر تم واقعی سرستی ہو تو میری ناچاری اور عاجزی پر خیال کرو دعا کرو کہ
جب ہمارا راجہ بعد از قتل پھر راجہ ہو مین اسی جسم سے اُسکی رانی
ہون سرستی نے کہا تو اسی جسم سے اُسکی رانی ہو گی گیانی لیلا نے
سرستی سے کہا کہ جب مین نے چاہا تھا کہ بسشٹ برہمن کے گھر جاؤن
تو آپ نے کہا تھا کہ تو اپنا بدن چھوڑ کر وہان جا سکتی ہی اور اس لیلا
بدرونہ سے آپ نے کہا کہ اسی بدن سے راجہ کے ساتھ تو رہیگی اس
بات کا بھید کیا ہی سرستی بولی کہ مین کوئی چیز کسی کو نہین دیتی جتنی آرزو

بدرٗونہ نام راجہ کا ہی کہ لڑائی مین غنیم کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدرونہ کی لیلا سے وہ مراد ہی
کہ اُسکے سنسکار سے پیدا ہوئی تھی سنسکار کی شرح پہلے ہو چکی اور یہ قدرت
ذاتی نفس ناطقہ کی ہی کہ جس چیز کی طرف توجہ اور خواہش ہو موجود ہو جاسے
چونکہ دوسری لیلا کہ اب گیانی بولی جاتی ہی سابق مین راجہ پدم کی بی بی تھی اور
راجہ پدم مرنے کے بعد راجہ بدرونہ ہوا تو خیال اُس رانی کا موجب لیلا ثانی کی
پیدائش کا ہوا اسلیے دوسری لیلا کو بدرونہ کی لیلا کہتے ہین اور پہلی لیلا جو
سرستی کے فیض سے عارفہ ہو گئی عارفہ کہتے ہین یہ باطنی معاملات اہل اشراق ہی
خوب سمجھتے ہین چنانچہ تناسخ کے قائل صوفیہ اور حکماے اشراق یونانی اور عجم کے
ہین اور ہندوون کا خود یہی مذہب ہی اور کوئی ہندو تناسخ کا منکر نہین اور متعدد
مذہب کے لوگ ہند مین بہت ہین ۱۲

اور جتنے مطلب ہین سب سنکلپ[1] اور ہمت دل کی دیتی ہو تو نے سنکلپ کی تھی کہ گیان کے درجہ کو پہونچے سو پہونچی اور یہ خواہش نہ تھی کہ اسی بدن سے راجہ کے ساتھ محشور ہو اور اس لیلا نے مجھسے خواہش کی کہ اسی بدن سے راجہ کے ساتھ رہے تو لاجرم جو مانگا سو دیا تجھسے جو کوئی مانگتا ہو وہی پاتا ہو القصہ راجہ بدرتھ سوار ہو کر میدان مین اسطرح آیا کہ جیسے مندر پہاڑ نے دریا مین آکر اسے زیر زبر کیا اور لشکرون کے ہجوم سے بہت گرد و غبار اٹھا کہ میدان جنگ تاریک ہو گیا آدمی اور جانورون کے قتل[2] سے اسقدر خون روان ہوا کہ وہ گرد بیٹھ گئی

[1] ذاتی قدرت نفس ناطقہ کی ہو کہ جس چیز کی خواہش کی وہ موجود ہو گئی جو نفس کے فضائل سے واقف ہو جاتا ہو کہ اسکی حقیقت کیا ہو اور اسکی نسبت کسکے ساتھ ہو اور اسکا وجود کہان سے ہو۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اسی کی طرف اشارہ ہو کہ اسکی پہچان خدا کی پہچان ہو۔ مولانا جامی کا قول ہو (ترجمہ اسکا پہلے ہو چکا) بیت گر بگل گذرد بخاطرت گل باشی + ور بلبل بیقرار بلبل باشی + تو جزوی و حق کل است اگر روزی چند + اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی + ۱۲

[2] پہلے مبالغہ کیا کہ اسقدر لشکر کا ہجوم تھا کہ اسکے چلنے سے اسقدر غبار اٹھا کہ میدان تاریک ہو گیا پھر مقتولون کی کثرت مین مبالغہ کیا کہ انکے خون سے وہ غبار بیٹھ گیا اور تاریکی ہتھیارون کی چمک دمک سے دور ہو گئی۔ زبان سنسکرت مین کسقدر بلاغت خرچ کی ہو گی۔ چونکہ سنسکرت مین نثر نہین تو اسقدر بحرین ہین کہ سب نظم مین معقول اور منقول اور کلیات کا بیان ہو اور شعری صنائع و بدائع سب جگہ صرف کیے ہین تصوف کے اس رسالہ مین بھی ترک نہین کیے ہین

اور غبار بیٹھ گیا اور ہتھیارون کی چمک سے تاریکی دور ہوگئی دونون
لیلانے سرستی سے کہا کہ راجہ ہارا باوجودیکہ آپ کی مدد اسکے ساتھ تھی
کسواسطے مغلوب ہوا کہ غنیم کو ہم غالب پاتے ہین سرستی نے جواب
دیا کہ تمھارے راجہ کے غنیم نے بھی مجھسے التجا کی کہ راجہ بدرونہ پر غالب
آؤن اور تمھارے راجہ کی آرزو تھی کہ مجھے معرفت ملے دونون کو جو جو
اُنھون نے مانگا وہ دیا ایسی بات چیت مین تھے کہ سورج نکلا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ لڑائی کا تماشا دیکھنے کو آیا اور عالم کو تاریکی سے نکالا
اور طرفین کی فوجون سے اسقدر جاندار مارے گئے کہ شمار مین نہین
آسکتے اور راجہ بدرونہ اپنے ہاتھ تیر اندازی کر رہا تھا گویا سورج اپنی کرن
چھوڑ رہا تھا لشکر غنیم کے دل چلے زور کر فوج کو چیر راجہ بدرونہ کے سر پر
آپہونچے اور اُسے مار ڈالا اور بڑا تفرقہ اُسکے لشکر مین پڑا اور شہر کا
انتظام برہم درہم ہوگیا بدرونہ کی لیلا نے سرستی سے رخصت مانگی اور
کہا راجہ کا یہ حال ہوا مین بھی اُسکے پیچھے جاتی ہون۔ چونکہ سرستی کی
عنایت سے اُسنے معرفت اور قدرت حاصل کی تھی اللہ تعالیٰ کی
صنعت دیکھنے کے قصد سے لمحہ بھر مین تمام لوک اور منڈل یعنے
کرون اور آسمانون۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ برہما۔ اور دیوتا سے گذر

[12] کیا خوب تشبیہ دی ہے کہ تیر کا چھوڑنا شعاعون کا چھوڑنا ہے اور اسی سے کمال مین فرخ راجہ کا ظاہر ہے

اور محیط برہمانڈ کی سطح چیر کر اوپر پہونچی اور سات والون سے بھی گذر گئی جو برہمانڈ کے اوپر ہی دائرہ اول کہ برہمانڈ کو گھیرے ہوے ہی پانی ہی دوم آتش سوم ہوا چہارم آکاس پنجم آہنکار ششم مہت ہفتم پرکرت (آہنکار نفس کل ہی اور مہت عقل کل اور پرکرت اعتدال تینون گُن ستوگُن ورجوگُن وتموگُن) اور وہ مسافت کہ گرڑ ایک کروڑ کلپ مین طی نہ کرسکے لیلا لمحہ بھر مین گئی (اور کلپ برہما کے ایک دن کا نام ہی اور گرڑ ایک جانور کا نام جو نہایت قوی ہیکل ہی اور جتنی مسافت چاہے پل بھر مین طی کر جاسے اور وہ بشن کی سواری ہی برہما کا ایک دن چار ہزار جگ کا ہی کہ چار ارب بتیس کرور سال اسکے ہوتے ہین اور ارب سو کرور کا اور کرور سو لاکھ کا ہی اور لاکھ سو ہزار سال کا) لیلا نے لاکھون برہمانڈ دیکھ پہلے برہمانڈ مین مراجعت کی اور اُس گھر مین گئی جہان مُردہ راجہ پدم کو پھولون مین رکھ چھوڑا تھا اور مرے راجہ کو دیکھ بول اُٹھی کہ یہ میرا شوہر ہی مین سرستی کی عنایت کے سبب اسکی

آہنکار کے معنی پندار اور انانیت ہی مبدا ارکل مین بہ پندار ا ہی سے عبارت ترا ہو اُس قوت سے تعبیر کرتے ہین کہ علم حق باطن سے ظاہر کی طرف متوجہ ہوا اور اسما و صفات کمال کی طرف کہ اعیان ثانیہ ہین دیکھا اور بسلم حضوری ایسی وقت اور حال سے نام پایا ہی اور حق تعالے اس جمال وکمال سے اپنے تئین دیکھا ۱۲

زندگی سے پیشتر یہان آئی ہون اور مورچھل ہاتھ مین لیکر راجہ کی
نعش پے کمھیان اڑاتی تھی جب راجہ بدرونہ کی روح آکاس سدھاری
سرستی اور لیلا گیانی دونون اسکے ساتھ تھین سرستی نے اسکی روح کو
ادھر ادھر کے میلان سے روکا تاکہ اپنے بدن سے جا ملے اور
بھول بھٹک کر دوسری جگہ نہ جانے گیانی لیلا نے سرستی سے کہا کہ
مین اپنا پہلا بدن جو چھوڑا تھا نہین دیکھتی ہون سرستی نے کہا جسوقت
تونے اپنا بدن چھوڑا گھر والون نے جانا کہ تیرے بدن مین روح نہین
اسے چندن عود اور عطریات کے ساتھ جلا دیا اور اگر اتفاقاً پہلے
بدن کے ساتھ تجھے دیکھتے تو اچنبھے مین آکر کہتے کہ لیلا دوسرے عالم
مین گئی تھی پھر اس عالم مین آگئی یہ سر جسقدر پردے مین رہے
بہتر ہے پھر لیلا ے گیانی اور سرستی نے ارادہ کیا کہ لیلا سے بدرونہ پر
ظاہر ہون یہ ارادہ کرتے ہی لیلا نے انکو دیکھا سرستی نے کہا کہ تمہارا
شوہر کو ابھی زندہ کرتی ہون نہ راجہ کی روح کو چھوڑ دیا جو اسکی قید مین
تھی جیسے پھول خوشبو کو چھوڑ دے اور روح اسکی ناک کے راستہ
بدن مین آگئی اور بدن کو تازہ کر دیا اور سوتے جیسے جوڑ توڑ اپنی اصلی
حالت پر آگئے راجہ نے آنکھ کھول دی اور بولا کیا خبر ہے۔ دونون لیلا
بولین کہ خیریت ہے کیا فرماتے ہین آپ۔ کہا تم تینون کون ہو گیانی

لیلا بولی کہ تمھاری قدیم خدمتی ہون اور یہ دوسری عورت کہ میرے مثل اور ہمنام ہی مین نے آپ کی خدمت کے لیے پیدا کی ہی تیسری عورت سرستی ہی تینون لوک کی مادر مہربان۔ راجہ یہ بات سُنکر سرستی کے قدمون مین گر پڑا سرستی نے اسکا سر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور دعا دی کہ سب بُرائیان تم سے دُور رہون اور ہمیشہ خوشی اور شادی تمھین نصیب ہو اور خلقت تمھارے سایہ مین آرام کے ساتھ رہین یہ کہکر غائب ہو گئی اور راجہ کے جی اُٹھنے سے نقارے اور شادیانے بجائے اور خوشیان کین اور ہر کیل۔ اہالی موالی اپنے اپنے کام مین مشغول ہوے اور راجہ نے اسّی ہزار سال جیون مکت[1] کے ساتھ راجائی کی۔ راجہ اور دونون لیلا بدیہ مکت کو

[1] جیون مکت اُس مرتبہ فنا کو کہتے ہین کہ ابھی حیات جسمانی اور تعلق بدنی رکھتا ہو اور چونکہ اب سالک اس فنا مین ایک گونہ مادیات اور محسوسات سے لوث اور لگاؤ ہی اسواسطے جیون مکت کو ناقص جانتے ہین نسبت بہ مرتبہ بدیہ مکت کے جو فناے مطلق ہی ۱۲ بدیہ مکت فناے مطلق کا نام ہی یعنی مبدا سے واصل ہونا اور دوئی اور آہنکار سے بالکل الگ ہونا اور اِس مرتبہ فناے وصول کے وقت جسم باقی نہین رہ سکتا اسلیے کہ جسم تعین کا تابع ہی اور تعین انانیت کا تابع ہی جس وقت اُس من کا پردہ اُٹھ گیا تعین بھی جاتا رہا اور جب تعین جاتا رہا جسم بھی معدوم ہو گیا اسواسطے کہ وجود اجسام کا اور قیام اور لوازم جسمانی بعلت

پہونچین بسشٹ نے فرمایا کہ اے رامچند لیلا کی حکایت مین سے نے تجھسے بیان کی اُسکو خوب سمجھکر وہ بچاری کہ کثرت موہوم کے دیکھنے بھالنے سے اور محسوسات مین جی لگانے سے پیدا ہوگئی ہے اپنے دور کر اور تعینات کی کثافت کو ہرگز نہ دیکھنا اے رامچند عالم کو بالکل چھوڑ اور حق مین لپٹ جا چونکہ وجود حق بڑی ہیبت اور جلال رکھتا ہے اکثر آدمی نامردی سے اُسکے سامنے نہین ہو سکتے تو اپنے وہم اور ہراس کے سبب اُس سے الگ ہونا اور خوب اُسکو پکڑنا کہ جو اُسکو لپٹتا ہے اُسکے ساتھ وہ مہربانی اور نرمی کرتا ہے اور اُسکی ذات مقدس کی تھوڑی جنبش سے کہ اُسکا منشا حسب ذات ہے ہماری تمھاری اور تمام ارواح جزئی ظاہر ہوئی ہین جسطرح دریا کی جنبش سے لہرین پس روح جزئی اُسی جنبش سے مراد ہے

تعین پر ہین جب تعین نہ رہا اور مرتبہ فنائے مطلق کا حاصل ہوا جسم کا قیام اور بقا محال ہے اگر اعتراض کرین کہ جیون مکت مین جسم باقی ہے تو جیون مکت والے پر فنا کا لفظ کسواسطے بولتے ہین اُسکا یہ جواب ہے کہ ہرگاہ جیون مکت مرتبہ منصور حلاج کا نام ہے جو کہتا تھا کہ مین حق ہون اور اس مرتبہ مین دوئی باقی ہے اسلیے کہ لفظ مین کا انانیت پر دلیل ہے اور حق کا لفظ کہنا مغائرت کی خبر دیتا ہے جیسے کہ ایک بزرگ کا شعر جیون مکت اور یہ کو خوب ظاہر کرتا ہے ــــ جسقدر بت تھے راہ مین توڑے ؏ رہ گیا بت خدا پرستی کا ؏

اور جب اس جنبش نے بتقاضاے حکمت کاملہ قوت پکڑی اہنکار یعنی انانیت اسکا نام ہوا اور جب اہنکار سنکلپ یعنی تصور کی طرف متوجہ ہوئی کہ مین یہ کام کرتی ہون چت اور چت سے مایا اور دل پیدا ہوے اسطرح دل برہما سے ظہور مین آیا اور دل بجاے سروپ یعنی عقل کل ہے اور ظہور عظیم ہے کہ مرتبہ تکوین اور پیدائش مین کوئی چیز اسکو نہین پہونچتی اور اشیاء کی ظاہر کرنے والی وہی ہے اور وہ سنکلپ کہ چتین سروپ کے دریا سے مثل امواج دریا اٹھتی ہے اسکی حد ونہایت نہین اور دل کی امداد سے عالم ظاہر ہوتا ہے اور عالم ایک خواب عظیم ہے کہ وہم اور خیال اسکو موجود اور برقرار جانتے ہین جسطرح درخت کی ٹہری جسکو سلی بھی کہتے ہین کہ دور سے آدمی معلوم ہو اور اسکی تنقیح تلک کہ ٹہری ہے نہ کہ آدمی اسپر آدمی ہونیکا گمان بدستور باقی رہتا ہے جسطرح جیو آتما اور جیو آتما مین فرق نہین مگر ایک اعتبار سے اسیطرح دل اور عالم مین فرق نہین نکل سکتا مگر وہم سے اور حقیقت مین سب حق ہے اور اعتبارات قابل اعتبار نہین ہین بسشٹ نے فرمایا اے رامچندر ایک قدیم داستان اور

محقق کا لفظ اس محل پر ایک عجیب اشارہ عمیق ہے کہ عقل نکتہ دان اسکو پہونچ سکتی ہے اسواسطے کہ یہ داستان بیان حقیقت شیطان ہے جو شخص صاف عقل اور ...

یاد آئی سنو حکایت شمال کی طرف برف کے پہاڑ مین ایک راجہ جسنی لینے
شیطانہ تھی کرکٹی نام کالی بھوجنگ گویا دھوئین سے بنی تھی اور
آنکھین بجلی کی طرح چمکتی تھین اور لنبا قد تھا کہ پانون اسکے
کھجور کی پیڑی اور ناخون اسکے فیروزے کے رنگ تھے وہ
بھوکھی نہایت رہتی تھی اسلیے دبلی ہوگئی کہ ہڈیون پر اسکی رگین
لپٹ گئین گویا ٹوٹی ہڈیان باندھی ہین ایکبار اسنے بھوکھ کی شدت
سے تصور کیا کہ اگر جنبودیپ یعنی ہندوستان کے تمام آدمیون کو

ادراک سے بلا ردّ و اکراہ اس مسئلہ صوفیہ کو مان لے کہ حق و باطل سب حق ہی غیر
نہین ہی اسواسطے کہ غیر کا وجود توحید مین محال ہی وہی شخص لفظ قدیم لاغیر
کی وجہ سمجھ سکتا ہی بقول ایک بزرگ کے سب بنگیا ہی اعتبار نہ آئینہ ہر خوب و زشت
گر تفاوت منفعل ہوگیا پلید اور پاک کیا ٭ چنانچہ یہ قول متنازع فیہ صوفی اور متشرع کا
مشہور ہی متشرع نے کہا مین بیزار ہوتا ہون ایسے خدا سے جو کتے اور سور مین
حلول کرے صوفی نے کہا کہ مین بری ہون ایسے خدا سے کہ ظہور مین کتے سور سے
ناقص ہو حتی کہ یہ نزاع دونون کا طول کو پہونچا ایک حکم منصف صاف مشرب کے
سامنے پیش کیا لوگون نے کہا کہ ان دونون مین سے ایک کافر ہوا ثالث عارف نے
کہا کہ انمین سے کوئی بھی کافر نہین ہوا جو شخص کہتا ہی کہ مین بری ہون ایسے
خدا سے کہ کتے اور سور مین ظہور کرتا ہی وہ مراتب تعدیل و تنزیہ حق کو نہین سمجھا اور اس ظہور مین
نقصان جانا اور دوسرا موحد کمال تنزیہ سے اس ظہور مین نقصان نہین خیال کرتا بلکہ عدم
ظہور کو ان مظاہر مین نقصان کمال تنزیہ مین سمجھتا ہی اسواسطے خدا سے ناقص سے بیزار ہی

کھاجاؤن توشاید میرا پیٹ بھرے اس نیت سے ایک پہاڑ مین
جہان کسی کا گذر انسان جنات اور دیوتا سے نہ تھا جا کر انہتا کی
تپشیا مین مصروف ہوئی آٹھ ہزار سال تک ایک پائون پر کھڑی رہ کر
چاند سورج کی حرکت کو نگاہ کرتی رہی اس مدت کے گذرنے پر
برہما مہربان ہوکر اسکے پاس آیا اور یہ امر ریاضت کے لوازم سے
ہی کہ اگر کمینہ آدمی بھی ریاضت کرے نتیجہ اسے ملتا ہی برہمانے
اس سے کہا کہ اس محنت و مشقت سے تو کیا چاہتی ہی جو مراد تیری
ہو مجھسے مانگ کرکٹی بولی کہ ہرچند مین لوہے کی نہین ہون مگر
چاہتی ہون کہ سوچی یعنی سوزن کی طرح پتلی ہوکر لوگون کے
رگ پٹھے مین گھس جاؤن اور سب کو کھاؤن برہمانے کہا سوچی ہو
بسوچی ہو (بسوچی بیماری باسی بھات کی ہی) اسکے بعد کہا نیک اور
بد کے اندر امتیاز کرنا یعنی نیک آدمیون کو تکلیف نہ دینا جب برہما
گیا کرکٹی خوشوقت ہوکر ایک بالشت بھر کی ہوگئی پھر ایک انگلی برابر ہو

بسوچی اور بسوچکا سنسکرت مین ہیضہ کو کہتے ہین اور زہر اسکا تمام بدن کے رگ
پٹھے مین اثر کرکے آدمی کو ہلاک کرتا ہی اور عوام اہل ہند کی زبان مین باسی بھات کے
نام سے مشہور ہی ۱۲ کرکٹ کوڑے اور میل کو ہر چیز کے کہتے ہین اور یائے تانیث
جو اسمین ہی چونکہ ہر صاف چیز کو زردی لازم ہی گویا وجود شیطان میل اور کوڑا
ہی جو مادہ اور ہیولی عالم محسوس کو لازم ہی ۱۲

ایک خلال کے موافق پھر سوزن کے مانند ہو گئی اور ناک کی
راہ سے آدمیون کے بدن مین جا کر ہلاک کرتی پھر ایک مدت بعد
بدن کے چھوٹے ہونے سے دق ہو کر کہا کہ مین اتنے ڈیل سے
کیا کھاؤنگی قصر بدن کی کوشش سے پشیمان ہو کر پھر ریاضت
اور مشقت مین مشغول ہوئی اور اپنے دل کو ہر طرف کے بھٹکنے سے
روک کر اغراض نفسانی کو بھول تقرب درگاہ الٰہی کے لیے
عبادت کرنے لگی اور ہزار سال اور ریاضت اور مجاہدہ کیا پھر برہما
اُسکے پاس آیا اور کہا اے لڑکی کثیف بدن اپنا چھوڑ دے اب
تجھے کھانے پینے کی حرص نہوگی اگر کچھ کھائے تو وہ نہ حرص سے
اور اگر نہ کھائے تو کچھ تکلیف نہوگی لیکن بدن کی محافظت کے لیے
جو عادتاً خدا کا محتاج ہی کچھ ضرورت خورش کی ہو تو گونڈوانہ کے
ملک مین جا جو غافل اور بدکاردون بہت آدمیون سے بھرا ہی
خوراک اپنی گوشت اور خون سے اُن بدکارون کے کراہ رعارفون
اور دانا اور خدا پرستون سے علیحدہ رہ (اب بھی گونڈوانہ مین
ہاسی بھات کی بیماری پھیلی ہوئی ہی جو اسمین مبتلا ہوا جانبر نہوا) القصہ
کرکٹی برہما کی بات سُنکر نہایت خوشنود خاطر جمع ہوئی اور خالص عین

یعنی بمعرفت اپنے نفس سے اور اپنی نسبت سے جو مبدا اوسکے ساتھ ہی بخبر ۱۲

معرفت ہوگئی اور اسی پہاڑ مین قرب الٰہی سے مشرف ہوکر آرام سے
بیٹھی ایک مدت بعد بھوکھی ہوئی اور اس طرح سے کہ برہمانے
قرار دی گونڈ دانہ کے ملک مین گئی اور ایک مدت تک وہان رہی
اس بدکردار قوم سے اپنی غذا حاصل کرتی اتفاقاً ایک شب اُسی
ملک کا راجہ اپنے وزیر کے ساتھ شہر سے باہر آیا تھا اس ارادہ سے
کہ دیو اور جنات آدمیون کے ستانے والون کو ہلاک کرین اور اس
ملک سے جلا وطن کر دین کرکٹی نے راجہ اور وزیر کو دیکھ کر کہا کہ
میری خوراک اپنے پانون میرے منھ مین آئی مگر برہمانے حکم دیا ہی
کہ بے معرفت آدمیون سے جو شریر اور بدکار ہین اپنی خوراک بنانا
اور انکو بدن کی بیفائدہ قید سے رہائی دینا اور حال یہ کہ جو بھوکھا ہی
اور اپنی قوت بے زحمت پائے اور نہ کھائے احمق ہی لیکن شک ہی
کہ یہ عارف ہین یا بدکار اگر مین بے سمجھے انکو تلف کرون برہما کے
حکم کے خلاف میرا یہ کام ہوگا اور انجام کار ندامت ہوگی مناسب ہی
کہ پہلے مین انکو آزماؤن اور میرے دل کو بھی بھلا نہین معلوم ہوتا
کہ دانا آدمی کو ضائع کرون جس کسی کو معرفت اور نیکنامی اور بڑی
عمر اور دین و دنیا کی تمام مرادین درکار ہون تو چاہیے کہ عارف
کامل کی خدمتگزاری کرے اور جو انکی خواہش ہو اگر بن آئے

خاطر لاؤ انکو خوش کرے اور مین بھوکھ کے مارے اگر مر جاؤن تب
بھی عارف دانا لوگون کو نہین کھا سکتی اور جو راحت کہ عارف
اور دانا کی صحبت سے حاصل ہو جان عزیز سے بھی نہین ملتی
بلکہ دانا کی صحبت مرض الموت کی دوا سمجھنی چاہیے ہرگاہ مین
راجھسنی ہون نہین چاہتی کہ دانا کو تلف کرون مجھسے کمینہ بڑھکر
سوائے راجھسن کہ شیطان کو کہتے ہین ۱۲
کون ہوگا کہ دانا کی قدر نہ جانے اور انکو اپنے گلے کا ہار نہ بنائے
گیانی اور عارف روے زمین کے چاند ہین کہ خلائق کے دل اور
عارفوں ۱۲
سینہ کو روشن اور ہر غم والم سے پاک کرتے ہین اور زندگی اصل
یہی ہے کہ دانا لوگون سے ملے جلے۔ انکے پاس سے الگ رہنا اور
انکو نہ ماننا موت ہے اسلیے میری خاطر مین یہ بات آئی کہ پہلے ان سے
جو اندھیری رات مین یہان آئے ہین گیان اور معرفت کا سوال
راجہ و وزیر ۱۲ معرفت ۱۲
کرون اور اس باب مین امتحان کرون اس ارادہ سے جنگل
مین آکر بڑی فریاد مچائی پھر بات شروع کی اور اسکی بات
گرج کے بعد ایسی تھی جیسے بادل کی گرج کے بعد بجلی گرے
اور بات یہ تھی کہ اے لوگو تم جو اس بیابان مین آئے عاقل ہو
خطاب بہ راجہ اور وزیر کی طرف ۱۲
یا بیعقل ہو عقل کے ساتھ کسلیے میرے لقمہ ہونے کو تیار ہوکر
آئے ہو راجہ نے جواب دیا کہ اے دیوانی جو یہ آواز دے رہی ہے

اپنے کو ظاہر کر اور اپنی بڑی چلاہٹ کی آواز سے جواب کرتی ہی
اور ہمکو ڈراتی ہی سو کالی پتھر کی بھن بھناہٹ سے کون ڈرتا ہی
کرکٹی نے ہنسکر شور کیا جو پہلے سے زیادہ ڈراونا تھا جیسے بجلی
خارا کے پہاڑ پر گرے اپنے تئین انھین دکھلایا کہ اسے دیکھکر
ڈرجائین اسکے بعد وزیر بولا اے راچھسنی کیون اسقدر تو فریاد کرتی
ہی ہمارے سامنے تجھ ایسے ہزار دن چھچھمی بیہودہ چلا کر برباد گئے
ہین جسطرح آندھی مین گھانس کا پتا اڑجاے اگر مطلب ہی تو ہمسے
مانگ کہ جو ہمسے کچھ مانگتا ہی اسے محروم نہین پھیرتے کرکٹی نے اپنے
دل مین کہا کہ یہ شیر مرد عجب عقل و شعور کے ہین بات چیت چہرہ
مہرہ چشم و ابرو انکی خبر دیتی ہی کہ یہ لوگ کمینے اور نادان نہین ہین
بات۔ چہرہ اور چشم تینون باطن کے دروازہ ہین کہ صحبت دارونکو
ایک دوسرے کی حقیقت پر آگاہ کرتے ہین جسطرح مین انکی حقیقت سے
واقف ہوگئی یہ میری حقیقت سے مطلع ہوگئے ہونگے یہ کسطرح
ممکن ہی کہ انکو نگل جاؤن کہ یہ اتنا سی ہین یعنی ہستی حق کے ساتھ
باقی ہین مین انکو نیست نہین کرسکتی مناسب ہی کہ مین انسے کچھ
پوچھون کہ جو شخص دانا آدمی کو پاکر کچھ اس سے نہ پوچھے احمق ہی اسنے
اول پوچھا کہ تم کون ہو وزیر بولا کہ یہ راجہ کرات دیس کا ہی اور مین اسکا

وزیر ہون آج رات راچھسون کے قتل کو ہم نکلے ہین جو آدمیون کو
ستاتے ہین کرکٹی ظرافت سے بولی کہ بُرا وزیر جو راجہ کو ایسی
اندھیری رات مین ایسے بیابان کے اندر لائے جو شیاطین سے
بھرا ہوا ہی وزیر وہی اچھا کہ راجہ کو راج بدیا اور راج نیت سکھلائے
یعنی علم عدالت اور تدبیر مملکت [علم سلطنت ہو] تاکہ دن بدن اسکی سلطنت [اخلاق سلاطین ۱۲] زور
پکڑے اور ملک کی ترقی ہو جو وزیر راج بدیا نہ جانے اور راجہ کو تعلیم
نکرے نہ وہ راجہ راجہ ہی اور نہ وہ وزیر وزیر اگر تم لوگ راج بدیا جانتے
ہوگے تو بچوگے ورنہ اسی[۱] وقت میرے لقمہ ہوجاؤگے تم کم عمر ہو میری
بات سمجھ کر میرا جواب دیکر میرے جال سے خلاص ہو کرکٹی کا مطلب
یہ تھا کہ یہ لوگ دانائی اور نادانی کے معنی اور ہنرمندی اور بے ہنری کا
مطلب سمجھ کر دانشمندی سے جواب دین بسشٹ فرماتے ہین کہ ای رامچندر کرکٹی
اور راجہ اور وزیر نے جو آپسمین گفتگو کی تفصیل وار تمسے کہتا ہون اسے سنو
کرکٹی نے راجہ اور وزیر سے پوچھا کہ کون شی لطیف ہی کہ ہزارون برہمانڈ اُسمین
فانی ہوتے ہین جسطرح بے انتہا بلبلے دریا مین فنا اور معدوم ہوجاتے ہین اور کون
چیز ہی کہ آکاس ہی اور آکاس نہین اور وہ کیا ہی کہ چیز ہی اور چیز نہین اور کون شی ہی کہ

[۱] یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ جو شخص حقیقت مین عارف ہی شیطان کی شر سے
محفوظ اور سلامت ہی اور جو غافل ہی ہلاکت اُسکے نفس کی کہ حقیقت اور باعث
اُسکے وجود کی ہی گویا شیطان کا لقمہ ہوتا ہی ۱۲

جنبش کرتی ہی اور جنبش نہین کرتی اور کون شی ہی جسکو سکون ہی اور نہین ہی اور کونسا گیان ہی کہ تجربہ کے موافق ہی اور وعدہ کیا ہی کہ ہوا مین تصویر باندھتی ہی اور ایسا ذرہ جسمین تمام کائنات سما گئی ہی کون ہی جسطرح تخم درخت مین اور کونسی چیز ہی کہ اُس سے کوئی چیز جدی نہین جیسے لہرین کہ دریا سے جدا نہین اور کون چیز ہی کہ دوم ہی اور دوم نہین ہی اگر یہ سوال تمسے حل ہون تو بہتر نہین تو میری بھوکھ کی آگ سے تم ایندھن ہوجاؤگے وزیر نے جواب دیا کہ یہ عالی امر جسکو مختلف عبارتون سے اور تمکین بیان سے تمنے بیان کیا برھم آتما ہی اول تمنے کہا کہ وہ کون شی لطیف ہی جسمین ہزارون برھمانڈ فنا ہوجائین وہ لطیف شی حق ہی کہ اُسکی نہایت لطافت سے علم معرفت اُسکے صفات کمال کا بیان نہین کرسکتا اور حواس ظاہر و باطن اُسکی بارگاہ کبریائی کے اردگرد نہین پہونچتے اور عقل دور بین اُسکے کنہ جلال کی ادراک نہین پاتی اور لاکھ برھمانڈ اُسکی رحمت اور جلال کے پرتو سے عالم ظہور مین آتے ہین اور ارادہ ازلی کے اقتضا سے دوبارہ اُسکے دریاے عظمت اور جلال مین بلبلے کی طرح فنا ہوتے ہین دوسرا سوال تمہارا کہ وہ کون ہی جو آکاس ہی اور آکاس نہین ہی برھم آتما آکاس ہی

اسوجہ سے کہ تمام چیزون کو احاطہ ذاتی سے محیط ہی اور کوئی چیز اُس سے
باہر نہین اور آکاش نہین ہی اس سبب سے کہ آکاس کو علم اور
ادراک نہین ہی اور حق تعالی علیم بالذات ہی اور غیب وشہادت کا
دانا اور تمنے سوال کیا کہ وہ کیا ہی جو چیز ہی اور چیز نہین ہی یہ بھی برمھ آتما
ہی کہ ہستی محض ہی اور کوئی چیز نہین یعنی اشارہ حسّی کے قابل نہین ہی
اور تمھارا سوال ہی کہ وہ کیا ہی جو چلتی ہی اور نہین چلتی جو راستہ چلے وہ
منزل پر پہونچے اور چونکہ حق ہر منزل مین موجود ہی پس گویا سب
راستہ طی کرکے منزل کو پہونچا ہی اور جو ایک جگہ سے جاتا ہی اس جگہ
سے الگ ہوجاتا ہی چونکہ حق کسی جگہ سے جدا نہین ہوتا ظاہر ہو کہ
نہین چلتا اور تمھارا یہ سوال کہ وہ کیا ہی کہ سکونت اُسکو ہی اور نہین ہی اور
جب کہ حق سب جگہ ہی تو گویا سب مکان مین ساکن ہی اور اس
سبب سے کہ مکان مین نہین سماتا تمھین اُسکی سکونت نہین اور یہ
سوال کہ وہ کیا ہی جو گیان ہی اور پتھر کی صفت رکھتا ہی وہ علم اولین
وآخرین اور ادراک کلیات وجزئیات[علم مفصل ۱۲] حق کی صفت ہی اور سنگ سے
یہ اشارہ ہی کہ اسمین کوئی چیز اثر نہین کرتی جیسے مخلوقات مین خوشی
اور ناخوشی اثر کرتی ہی ویسے حق عز وجل کسی چیز کا اثر قبول نہین
کرتا پس پتھر کی صفت اُسکی ہی اور یہ سوال ہی کہ ہوا مین تصویر کھینچ دیا ہی

وہ کیا ہی وہ برمہ آتما ہی کہ جدا اُسمین کائنات کا نقش باندھتا ہی
اور سوال ہی کہ وہ کیا شی ہی کہ اُس سے کوئی چیز جدا نہین ہی تو یہ
برمہ آتما ہی کہ دنیا اُسکا سایہ ہی اور اُس سے جدا نہین اور سوال ہی کہ وہ
کون چیز ہی جو دوم ہی اور دوم نہین برمہ آتما حقیقت دوم نہین لیکن وہ
دوم تعین مین ہی (کلام الٰہی مین واقع ہی کہ حق تعالی ہر ایک کا دوم
ہی اور سوم ہر دوم کا اور چہارم ہر سوم کا اور پنجم ہر چہار کا اور ششم
ہر پانچ کا علی ہذا القیاس)[1] کرکٹی نے کلام دلپذیر وزیر کا سُنکر کہا
کہ ای راجہ وزیر تمھارا بڑا دانا ہی اور عقل اُسکی نہایت پاک اور لطیف
ہی راجہ نے کہا کہ تو اُس برمہ آتما کو کہتی ہی کہ اُسکے طالبان معرفت
کے لیے اُسکی کنہ ذات کا نہ جاننا جاننا ہی[2] اور پانا اُسکا سب چیز کا
چھوڑنا ہی اور ظہور اُسکا آفرینش اشیا ہی اور بطون اُسکا قیامت کبری
اور انتہا اُسکے بیان حقائق کی بید یعنی علم الٰہیات ہی لیکن بید بھی
اُسکی کنہ حقیقت کو نہین پہونچتی اور دونون طرف کے لیے وسط جو
تصور کرو وہ ہی اور دونون طرف بھی وہی ہی اور تمام کائنات متحرک ہو

---

[1] یہ عبارت مترجم اہل اسلام کی طرف سے ہی کہ مثال کی طور پر لایا ہی ۱۲
[2] یعنی کمال معرفت حق یہی ہی کہ کنہ ذات کے عدم ادراک کا اقرار کرین اور یہ نادانی عین دانائی ہی اور یہ حد رسائی عارفون کی ہی اور عارف فناے مطلق کے بعد حق ہی اور اُسوقت وجود وہ ہی اپنے تئین جانتا ہی اور اُسوقت وجود عارف کا اعتبار معدوم ہی ۱۲

یا ساکن اسکا کھیل تماشا ہو اسکی یکتا ذات تجلیات متکثرہ سے کثیر نہین ہوتی اور اسکی کلیت کا دریا لہرون کے بہم آنے سے تجزیہ نہین قبول کرتا جیسے عارف[۱] صاحب کمال شاہ بلند پایہ حضرت مخدوم کا قول ہو ترجمہ بیت اعدا سے ہرگز متکثر نہو واحد + امواج سے دریا متجزی نہو ہرگز + کرکٹی راجہ کی تقریر سنکر اور زیادہ خوشوقت ہوئی اور اسکے باطن کو ایسی راحت پہونچی جسطرح طاؤس کو بارش سے اور رکمودنی کو ماہتاب سے آرام ملتا ہو (کمودنی[۲] ایک پھول ہو کہ چاندنی رات مین کھلتا ہو) پھر بولی ای راجہ عقل آپ کی کامل ہو اور صحبت تمھاری جس کسی کو میسر ہو اسکی سعادت ہو اور غم واندوہ اسکا جاتا رہے جسطرح سے کہ چراغ کسی کے ہاتھ مین ہو اسے اندھیرے کی فکر نہین ہوتی اور تم جو کمال معرفت کے مرتبے کو پہونچے ہو لیاقت اسکی رکھتے ہو کہ تمھاری خدمت کیجاے اگر کوئی مطلب اور کام رکھتے ہو اسکا اشارہ کیجیے کہ مین اسکو انجام دون راجہ نے کہا کہ میرا مطلب یہ ہو کہ بعد ازین کسی جاندار بے گناہ کو تکلیف نہ دو بولی کہ مین نے قبول کیا کسی کو نہ ستاؤنگی راجہ نے کہا پھر تو کیا کھائیگی اور جسم تیرا

[۱] یہ عبارت بھی مترجم کی طرف سے بطور شہادت لانے کے ہو ۱۲ [۲] یہ عبارت اصل کتاب کے متن سے باہر ہو ۱۲

غذا بغیر کیونکر قائم رہیگا اُسنے کہا مین بہت مدت بعد جب مراقبہ سے
ہوشیار ہوتی ہون تھوڑی[1] بھوکھ لگتی ہی اور چندان تکلیف نہین
ہوتی اگر کوئی چیز نہ کھاؤن تو پروا نہین لیکن اب قرار داد کرتی ہون
کہ اسطرح مشغول ہون کہ بدن میرا غذا بغیر قائم رہے اور مرتے دم
تک ہرگز بھوکھ نہ لگے راجہ نے کہا اگر غذا آسانی سے ملے تو کھاتی
رہو اس اثنا مین کرکٹی نے رخصت چاہی راجہ نے اُس سے کہا
اب ہمارے تمھارے درمیان دوستی اور جان پہچان ہوگئی اور
بزرگون کا قاعدہ ہی کہ حق دوستی اور حق صحبت کا لحاظ رکھتے ہین چاہتا
ہون کہ شیاطین کی صورت مکروہ تم ترک کرو اور خوبصورت عورت
بنکر چند روز میرے گھر مین رہو کرکٹی بولی کہ مین اگر تمھارے یہان
آؤن تو کیا کھلاؤگے اسواسطے کہ کھانا تمھارا میرے بکار آمد نہین
راجہ نے کہا کہ چور چکار اور گنہگار واجب القتل میرے محکمے مین بہت

---

[1] یہ اشارہ ہی اسکی طرف کہ عارفون کا نفس امارہ خاصیت نفس مطمئنہ کی پیدا کرتا ہی جیسے کہ جسم عنصری اور مادی نفس ناطقہ کے لوازم ظہور اور تکثر سے ہی اور نفس امارہ اور نفس لوامہ ہیولی اور مادہ کے لوازم سے پس جسوقت نفس ناطقہ محسوسات کے مشاغل قطع کرکے اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہی تو یہ جسم مع لوازم بھی نفس ناطقہ مین فنا ہو جاتا ہی چنانچہ تمام عالم قیامت کو حق مین فانی ہو جائیگا اسی واسطے انسان کو عالم صغیر نمونہ عالم کبیر کا لکھا ہی اور اسکی حقیقت عارف کے سوا کوئی نہین جانتا ۱۲ منہ

جمع ہوتے ہین سب تجھے دونگا کہ تو انکو چٹ کر جاے لیکن مناسب
ہو کہ کیلاس پہاڑ پر انھین لیجا کر کام مین لائے جب کرکٹی راجہ کے
گھر آئی تین ہزار آدمی واجب القصاص جمع کر اسکے حوالے کیے کرکٹی
رات کو اپنی اصلی صورت ہو کر سب کو کیلاس پر لیگئی بسشٹ
فرماتا ہو کہ اے رامچندر اب بھی کرکٹی گونڈوانہ ملک مین آتی ہو اور وہان کا
راجہ ان آدمیون کو نذر کرتا ہو جو گردن مارنے کے لائق ہوتے ہین
اور وہ کھاتی ہو اور اپنی طرف سے کسی کو آزار نہین دیتی اے رامچند
کرکٹی اور بسوچی کی داستان مین نے تجھسے بیان کی کہ اس سے
تجھے معلوم ہو کہ پرم آتما الغیر کوئی موجود نہین ہو اور عالم معدوم محض
ہو اور جو ظاہر ہو سب وہم ہو کہ اس صورت سے ظاہر ہوا اور اس
معاملہ مین حکایت اندر برہمن کے لڑکون کی سنو اور جواہرات
کی طرح کانون کی زینت انھین بناؤ اور آگاہ ہو کہ عالم سب
جلوہ علم الٰہی کا ہو اور عارف لوگ اسی جلوہ سے خوشوقت ہین
اور کوئی کام اور شغل انکو نہین عارفون کی دولت بے رنج ہو
اور خود بخود ہاتھ آتی ہو **حکایت** اے رامچند ایک بار برہما اپنا دن

عقلمتا ای ۱۲

مراد اخلاق ذمیمہ اور واہیات خواہشون سے ہو ۱۲ عقل اسکی تاویل اور تعبیر کو
نہین پہونچتی کہ رات کے وقت اور کیلاس پہاڑ پر لیجانے سے کیا مراد ہو ۱۲

پورا اور عالم کو معدوم کرکے سوئے رہا جب صبح کے وقت سوتے سے اٹھا تو صبح کی پوجا کر عالم کی آفرینش کے ارادے سے آکاس کی طرف نظر کی ایک ہوا دیکھی نہایت فراخ اور میدان وسیع چاہا کہ تمام عالم کو اسی دستور سے ظہور مین لائے کہ جسطرح پیشتر پیدا کیا تھا یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ تمام عالم جیسا تھا برہما کے دلی خیال و سنکلپ سے موجود ہو گیا اور جب برہما نے یہ سب موجودات ہیئت مجموعی کے ساتھ یکجا دیکھے تو اچنبھے مین ہو کر تصور کیا کہ مین ذرہ بھر قدرت اور قوت اپنے اندر نہین دیکھتا کہ یہ تمام آثار عجائب غرائب مجھسے ظاہر ہون دریائے وجود مین تبقاضائے محبت ذاتی اور صفت رجوگن سے ایک جنبش کا سایہ آپ ہی آپ پیدا ہوا اس سے مین نکلا اور وہ سایہ وجود خارجی نہ رکھتا تھا بلکہ

برہما کا مرنا جہان کہین مذکور ہو اس سے مراد یہ ہو کہ حق کی ذات ثابت اور صفات نفی ہو یعنی علم الٰہی ظاہر سے متوجہ باطن کی طرف ہو اور یہی قیامت کبریٰ ہی ہر اسوقت آسمان اور ستارے وغیرہ کل کائنات معدوم ہو جاسے یعنی عالم شہود سے باطن کی طرف میل کرے اور برہما کا سونا یہ ہو کہ برہما کی توجہ اپنی عینیت اور کلیت کی طرف اور مستغرق ہونا ذات واجب تعالیٰ کے مشاہدہ مین ہو اس حالت مین افلاک اور ستارہ قائم رہین لیکن مخلوقات زمین کی کرہ زمین کے ساتھ پانی مین ڈوب جاوے اور یہ قیامت صغریٰ ہو کہ ہندی زبان مین اول کو مہاپرلے اور دوسرے کو پرلے کہتے ہین

معدوم محض تھا اور مین اُس سے بھی زیادہ معدوم اور مجھسے زیادہ میرا دل معدوم ہوا اور مدار دنیا کے ظہور کا دل کے سنکلپ پر ہی پھر یہ معدومات لاانتہا جو ایک دوسرے پر بندھے جکڑے ہین کیا ہین اور کیونکر ہین اور حکمت اُسکی کیا ہی اور نہایت حیرت سے جو اس تمام موجودات برھمانڈ کو دیکھ رہے خود سورج کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای نیر اعظم اور ای عالم کے نورانی کرنے والے رات کی چھپائی چیزون کے ظاہر کرنے والے کچھ معلوم ہی تجھے کہ یہ سب چیزین جو ہم تم دیکھتے ہین کیا ہین اور مین کون اور تم کون اور کائنات کیا ہی سورج نے برھما کو نمسکار کر کے کہا عالم کے خلاق تم ہی ہو اور عالم کی (جھککر سلام کرکے ۱۲) حقیقت آپ سے بڑھکر کون جانے تعجب ہی کہ یہ بات مجھسے آپ پوچھتے ہین اگر مہربانی کی راہ سے میری بات سننے کی طرف رغبت ہو تو کسی قدر اپنی حقیقت کا ذکر کرتا ہون اور کہا جنبو دیپ یعنی ہندوستان کے گوشہ مین کیلاس پہاڑ کے نیچے تمھارے بیٹون نے ایک شہر آباد کیا تھا جنکے نام مریچ واتر وانگرا وپلست وملہ وکرت وبسشٹ ودچھ وبھرگ ہین اور اُس شہر کا نام سرن حب تھا اور وہان ایک برہمن اندر نام جسکے نسب بن مریچ بن برھما کی اولاد سے رہا کرتا تھا اُسکی ایک عورت تھی جان سے زیادہ عزیز لیکن بانجھ تھی اور لڑکا اُسکے نہین ہوتا تھا

جیسے مارواڑ کی سرزمین مین درخت نہین جمتا اور آن دونون کو فرزند کی تمنا ستایا کرتی اور اسی رنج مین کیلاس پہاڑ کے گوشے مین جاکر ریاضت کرنے لگے گھر انکا سایہ ایک درخت کا تھا اور خوراک صرف پانی ایک مدت بعد مہادیو مہربان ہوکر انکے پاس آیا اور کہا مین تسے راضی ہون جو مراد تمھاری ہو مجھسے مانگو کہا دس بیٹے کمال والے ہم چاہتے ہین مہادیو دس بیٹون کی بشارت انکو دیکر چلا گیا برہمن اور برہمنی اس بشارت سے خوش ہوکر اپنی جگہ گئے اور دس بیٹے انکے ہوے جیسے وے چاہتے تھے ایک عرصہ بعد والدین انکو کم عمر چھوڑ دنیا سے رحلت کر گئے لڑکون نے باہم مشورہ کیا کہ ہمارا کوئی پیشہ اور کار نہین ہی بہتر ہی کہ ایک مطلب دل مین گانٹھ کر کیلاس پہاڑ کو جائین اور وہان عبادت اور ریاضت کرین تاکہ مطلب ہاتھ لگے سب بالاتفاق وہان گئے اور سوچے کہ جو کام ہماری عزت آبرو کا ہو اسکے حصول مین سعی اور تدبیر کرین ایک بولا چند دیہات کا مین رئیس ہون تو اچھا دوسرا بولا کہ ایک لاکھ شہر کی ریاست اس سے بہتر ہی تیسرا بولا کہ ایک ملک کی راجائی اس سے بھی بہتر ہی چوتھا بولا چکرورتی یعنی سلطان ہفت اقلیم کا ہونا راج سے بڑھکر ہی پانچوان بولا اندر ہونا اس سے بالاتر ہی چھٹا بولا کہ برھما ہونا اس سے اعلی ہی

کہ برہما کے ایک دن مین چودہ اندر بہم پہونچتے ہین اور سب نے
اسی پر اتفاق کیا کہ ایسی کوشش اور تلاش کیجیے کہ ہم سب برہما
ہو جائین بڑے بھائی نے کہا کہ چاہیے ہم مین سے ہر ایک اپنے
دل مین یہی تصور جمائے کہ مین برہما ہون اور دنیا کی پیدائش میرے
سپرد ہی سب برہمن زادون نے ریاضت اور مجاہدے شروع کیے
جس طریقہ سے بڑے بھائی نے ہدایت کی چند روز مین سب کے
سب برہما ہو گئے اُن برہماؤن نے دس برہمانڈ نکالے اور ہر ایک
برہمانڈ مین ایک سورج ہی اور ایک برہمانڈ کا سورج مین ہون اور
چونکہ یہ سورج اسی برہما کے برہمانڈ مین تھا جو حقیقت عالم کی اس سے
دریافت کرتا تھا معلوم ہوا کہ یہ برہما اندر برہمن کے بیٹون مین سے
ایک ہی بسشٹ فرماتا ہی کہ ای رامچند یہی دل خالق عالم ہی اور صاحب
قدرت اور جو کچھ دل کرے وہی معتبر ہی بدن کا کام چندان معتبر
نہین چنانچہ اسی بدن سے بی بی اور بہن کو پیار کرتے ہین فرق
صرف دل کے ارادہ کا ہی ای رامچند ایک یہی قدرت دل کی دیکھو
کہ برہمن زادے دل کی قوت سے برہما ہو سے ای رامچند جیو آتما

تین تجھ سے باہر جو عالم مین ہی + طلب آپ سے کر جو درکار ہو ۱۲ جیو آتما
نفس ناطقہ کو کہتے ہین اور پرم آتما حق کو کہتے ہین ۱۲

اور دل بدن سے بالکل بیگانگی رکھتے ہین بجز ظاہر کے انہین مناسبت نہین اور اسی بیگانگی کا سبب ہی کہ ایک کی تکلیف سے دوسرے کو تکلیف نہین ہوتی اس تقدیر پر لازم آتا ہی کہ بدن کے کٹنے اور جلنے سے جیو آتما اور دل کو درد اور تکلیف نہین پہونچتی لیکن فقط کمال اختلاط کی راہ سے جو ظاہر مین معلوم ہوتا ہی خصوصاً عوام کے نزدیک جو علیحدگی انکی نہین سمجھتے اور بدن کے افعال کو آتما سے نسبت دیتے ہین اور کہتے ہین مین کٹا تا ہون اور مین جلتا ہون اور حقیقت یہ ہی کہ جو کٹتا ہی اور جلتا ہی وہ اور ہی ہی اور اگر کوئی شخص عقل اور دلیل اور ارشاد مرشد کامل اور ریاضت کے زور اور قوت سے جیو آتما اور دل کو بدن سے جدا سمجھے اور جدا جانے اور یہ بات خوب ذہن نشین اور خاطر نشان اپنی کرلے وہ بدن کے آزار سے ہرگز دردمند نہو جسطرح پوشاک کے ٹکڑے ہوجانے سے بدن زخمی نہین ہوتا اور ایک کے زخم کھانے سے دوسرے کو تکلیف نہین پہونچتی اور ریاضت اور مجاہدے کے نتیجے جو خداشناس موحد کو حاصل ہوتے ہین یہ ہین کہ روح اور بدن کے درمیان بیگانگی کو پہچانے تاکہ دنیا اور آخرت کی تکلیفات انکے نزدیک آئین اگرچہ نشانہ انکے تیر قصد کا ازل سے سدا یگانگی اور توحید کی

تحقیق کے نہین ہی مگر کبھی ایسا ہوتا ہی کہ عنایت الٰہی ہو اور ریاضت
کی خاصیت ہی کہ حقائق عالم کا علم آپ ہی آپ حاصل ہو جاتا ہی
جسطرح کرامات کہ انکے چشم حق بین کو منظور نہین ہی پھر بھی اللہ تعالے
کی مرضی سے وقتاً فوقتاً ان لوگون سے ظاہر ہو جاتی ہی اکثر آدمی
دو وہم باطل مین پھنس جاتے ہین اول یہ ہی کہ ایک کو دو دیکھتے
ہین دوسرا یہ ہی کہ دو کو ایک خیال کرتے ہین انکے کامون کا مدار
انھین دو وہم پر آکر ٹھہرا ہی اور انکی دنیا اور آخرت کا نقصان آپہی
ہوا اسواسطے کہ حق اور کائنات فی الحقیقت ایک ہی اور دو جانتے ہین
اور روح اور بدن تعین اور ظہور مین دو ہین اور یہ لوگ ایک تصور
کرتے ہین خلاصہ کلام یہ ہی کہ جسنے دل کو بدن سے جدا کیا اُسے
کوئی درد دکھ نہین پہونچا اس مقدمہ مین اندر اور اہلیا کا قصہ کہا
جاتا ہی حکایت بسشٹ نے فرمایا ای رامچندر مگدھ کے ملک مین ایک
راجہ تھا دیومن اُسکا نام اور اُسکی ایک عورت تھی اہلیا نام حسن
اور جمال مین جیسے چاند کی عورت روہنی ہو اور راجہ کے شہر مین
ایک مرد بیباک اندر نامے بھی رہتا تھا ایک دن اندر آسمانی کے
راجہ کی حکایت سُنے کہ وہ اہلیا گوتم رکھیشر[۱] کی عورت پر عاشق ہوگیا تھا

[۱] گوتم رکھیشر بڑے حکماء ہند سے ہی وہ ایک مرد مرتاض تھا ہند مین علم منطق

شنکر کہنے لگا کہ میرا نام بھی اندر ہی اور راجہ کی رانی بھی اہلیا ہی تو راجہ کی رانی پر مین عاشق ہوتا ہون۔ آسمان کے راجہ اندر کی حکایت اسطرح ہی کہ وہ گوتم کی بی بی اہلیا پر عاشق ہوا اور اسقدر عشق کے باعث بیتاب اور بیقرار ہوا کہ راج کا سب کام کاج چھوڑ دیا اور اس فکر مین پڑا کہ کسی طرح اہلیا ہاتھ لگے اور وہ گوتم

یعنی بناے شاستر کا ایجاد اُسی سے ہی اس داستان پر رمز کی تاویل شایان اس کتاب کی شرح مین ہو ورنہ روحانیات کو اور لایک مقدس کو اس حیوانی افعال سے کیا مناسبت ہی بلکہ خالی رمز و کنایہ سے نہین ہی اور باریک بات کو کسی پیرایہ مین بیان کرنا خود قاعدہ قدیم حکماء ہند و فارس کا ہی چنانچہ اہل عجم کی کتب قدیمہ مین اکثر دیکھا گیا اور اُنکے متاخرین نے اپنے زمانے کے لوگون کے نقص اذہان کی جہت سے بہت سے اقوال مشہورہ قدیم کی تاویلات کی ہین ایک بات انہین سے بطور شہادت بیان ذکر کیجاتی ہی زیادہ کی گنجایش بیان نہین یہ جو مشہور ہی کہ سکندر ظلمات مین لشکر سمیت گیا اور آبحیات سے ناکام واپس آیا اور ساتھی جو اسکے تھے ظلمات کی راہ سے پتھر کے ٹکڑے جو پڑے تھے اُٹھا لائے جب ظلمات سے باہر آئے تو وہ سنگریزہ یاقوت اور الماس تھے جنہنے اُٹھائے اُنکو افسوس رہا کہ زیادہ کیوں اسطرے نہ لائے اور جو خالی آئے اُنکو حد سے زیادہ افسوس تھا اسکی تاویل یہ کرتے ہین کہ سکندر سے مراد نفس ناطقہ ہی اور ظلمات دنیا ہی اور لاؤلشکر حواس اور آبحیات معرفت کہ بقاء ابدی اُس سے ہی اور اُس سے محروم رہنا اجسام عنصری مین مبتلا رہنے اور لعل یاقوت کا ظلمات سے اٹھانا دنیا سے اعمال حسنہ کا لیجانا ہی اور سنگریزون کا اٹھانا اعمال مذمومہ کہ آخرت مین موجب حسرت و افسوس کا ہوگا ہندو لوگ قائل تناسخ ہین ۱۲

مرد مرتاض کی بی بی تھی پاک دامن اور گھر سے کم نکلتی تھی اتفاقاً
ایک روز گوتم باہر تھا موقع دیکھ کر گوتم کی صورت بن اسکے گھر میں
گیا اور گھبرا کر بڑا کام کیا اسی درمیان میں گوتم آن پہونچا اندر سمجھا کہ اب
فضیحت اور رسوائی کی نوبت آئیگی بلی کی صورت بن زنان سے
برآمد ہوا گوتم نے صفائے باطن سے جانا کہ یہ بلی اندر ہے کہ برے
کام کے ارادے سے آیا تھا اسے ملامت کی اور کہا اندر جس چیز کی
طلب مین تو آیا تھا وہی علامت شرم سے تمام جسم مین نمودار ہو اس
نفرین کے ساتھ ہی ہزار سوراخ اندام نہانی کی شکل اندر کے
جسم مین ظاہر ہوے اندر اس حالت مین گرفتار ہوا خجالت کے
سبب اپنے گھر نہ جا سکا تالاب مین گرا اور نیلوفر مین چھپ گیا اور
کئی ہزار سال وہان رہا اسکے بجاے دوسرے راجہ نے مدت تک
راج کیا جنے تپشیا بہت کی تھی انجام کار وہ اندر راجہ کی بی بی پر
عاشق ہو گیا اور وہ کام کیا کہ اگست یعنی سہیل کی روحانیت کی
نفرین مین مبتلا ہوا بعد ازان دیوتا لوگ بڑی تلاش اور تجسس کے
ساتھ برہسپت یعنی مشتری کی روحانیت کی رہنمائی سے اندر کے
پاس گئے اور کہا تجھے کیا واقعہ پیش آیا کہ راج کو چھوڑ اس تالاب
مین چھپ رہا ہے اندر نے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا اس حالت سے

ہین باہر پانی کے نہین آسکتا آخر برہما اور سب دیوتاؤن کی سفارش
سے گوتم اپنی نفرین سے باز آیا اور کہا ہزار سوراخ جو اندر کے بدن
مین ظاہر ہوئے ہین انکی ہزار آنکھہ بنجائین اندر ہزار آنکھہ کا ہوکر پانی سے باہر نکلا گویا
گوتم کا اشارہ اس سے تھا کہ آسمان کا راجہ چاہیے کہ ہزار آنکھہ والا ہو تاکہ
بینش کے ساتھ کام کرے القصہ یہ حکایت سنکر اندر لوندا اہلیا رانی
یہان اندر راجہ آسمان کا قصہ تمام ہوا ۱۲
پر عاشق ہوا اور رانی بھی یہ بات سنکر اندر پر عاشق ہوگئی اور
دونون بحیلہ فائز المرام ہوئے یہ خبر راجہ کو پہونچی دونون کو بہت تنبیہ
کی لیکن یہ دونون محبت کے باعث ان تنبیہون کو اٹھاکر اپنے
اندر لوندا و اہلیا ۱۲
کام سے باز نہ آئے اور ہمیشہ ہنسی خوشی سے رہتے اور کوئی اثر درد اور
تکلیف کا انہین محسوس نہوتا راجہ نے دیکھا کہ میری سیاست اثر
راجہ دیومن راجہ ملک مگدھ ۱۲
نہین کرتی ہے تو ہو کر انکی تنبیہ سے باز رہا اور دونون کو سامنے
بلاکر نصیحت اور ملامت کے ساتھ کہا ہر گاہ یہ تکلیف اور درد جو تم کو
پہونچتا ہے کسواسطے اپنے اطوار ناپسندیدہ سے باز نہین آتے اور
قبول نہین ہوتے بلکہ ہمیشہ خوشیان مناتے اور پھول کی طرح شگفتہ
رہتے ہو دونون بولے ہم ایک دوسرے کی محبت مین محو ہوگئے ہین

یہ آخر وہ اندر لوندا ہشت شہر مگدھ کا ہے جو اندر راجہ آسمان کی داستان سنکر اہلیا زوجہ
ملک مگدھ میوی عاشق ہو گیا تھا ۱۲

سیاست اور آزار سے جسکو خبر نہین ہوتی جو عشق مین ڈوبا ہوا ہے
اُسکو کسی چیز سے تکلیف نہین پہونچتی بلکہ عباد مرتاض کی بددعا اور
رکھیشروں کی نفرین اُنکو مضرت نہین کرتی[1] اور کسی محنت اور
تکلیف سے جنبش نہین کرتے (عارفان ۱۲) جسطرح پہاڑ ہوا سے نہین جنبش
کرتا بدن کی حرکت دل کی امداد بغیر ہرگز معتبر نہین اور بدن کے
کام اسی دل سے پیدا ہوتے ہین جیسے درختون کی طراوت
پانی سے ہوا اور اگر بدن معدوم ہو جاسے دل دوسرا ہزار بدن

---

[1] اشعار مولوی معنوی کے عشق کی معرفت مین یہ ہین ہر کرا جامہ ز عشقے
چاک شد + او ز حرص و عیب کلی پاک شد + شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما + اے دوائے نخوت و ناموس ما + اے تو افلاطون و جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد + کوہ در رقص آمد و چالاک شد + عشق جان طور
آمد عاشقا + طور مست و خر موسیٰ صعقا + ملت عاشق ز ملتہا جدا ست +
عشق اصطرلاب اسرار خدا ست + عاشقی گر زین سر و گر زان سر است
عاقبت ما را بدان شہ رہبر است + ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان + چون
بعشق آیم خجل باشم ازان + گرچہ تفسیر زبان روشنگر است + لیک عشق بے زبان
روشن تر است + شرح عشق ار من نویسم بر دوام + صد قیامت بگذرد و ان ناتمام +
چون قلم اندر نوشتن می شتافت + چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت + چون قلم در
وصف این حالت رسید + ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید + عقل در شرحش چو خر در گل بخفت +
شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت + آفتاب آمد دلیل آفتاب + گر دلیلت باید از وی رو متاب

پیدا کر سکتا ہی جسطرح خواب کی حالت مین لاانتہا بدن پیدا ہوتے ہین
اور جو دل معدوم ہو جاے بدن کام نہین کر سکتا راجہ یہ باتین سنکر
رکھیشر جیرت نام سے کہ اُسکا مصاحب تھا کہنے لگا کہ ای حکیم بزرگ
ہر چند عشق ظاہری بجز شہوت کے نہین ہوتا مگر چونکہ اُسکی باتین
عشق حقیقی سے مناسبت رکھتی ہین تو کیا شیرین معلوم ہوتی ہین
اب جو سیاست اُنپر اثر نہین کرتی اُنکو جلا وطن کر دینا چاہیے
اسلیئے دونون کو شہر بدر کر دیا بششٹ فرماتے ہین ای رامچندر حکایت
اندر اور اہلیا کی جو آپ سے مین نے بیان کی تو اُس سے مطلب
یہ تھا کہ آپکو یہ امر معلوم ہو جاے کہ افراد انسانی سے ہر ایک
فرد بشر کے دو بدن ہوتے ہین ایک لطیف کہ وہ دل سے عبارت
ہی اور بڑے کام وہ کرتا ہی دوسرا بدن کثیف محسوس جو گوشت پوست
ہڈی رگ اور پٹھے سے مکرّبا ہی اس بدن سے بغیر لطیف بدن کے
ہرگز کوئی کام نہین ہو سکتا اور نہ دوسرے کسی کا اثر قبول کرتا ہی اور
یہی وجہ ہی کہ دو آدمی جو ملے بیٹھے ہون اور ایک کا دل دوسری
چیز کی طرف متوجہ ہو تو دوسرے کو نہین دیکھتا اور نہ اُسکی بات کو
سُنتا ہی اس سبب سے اندر عاشق نے اسقدر ریاست اور
تنبیہ کو جھیلا اور کچھ دکھ اُسے نہ معلوم ہوا اگر اعتراض کرین کہ تاثیر مین

لکھا ہی کہ لطیف بدن سے سترہ چیز مُراد ہین یعنی پانچ حواس ظاہری
اور پانچ کرم اندری جو گوینده اور گیرنده اور رونده اور زائنده اور
بول براز کا دفع کننده ہین اور پانچ ہوا کہ وہ پران سمان ودان
بیان اپان ہین اور یہ پانچ ہوا دل اور ناف اور گلے اور تمام بدن
اور بول براز کی راہ مین رہتے ہین اور سولھوین بدھ ہی اور سترھوین
دل پس ان سترہ چیزون سے جو لطیف بدن ہی دل کو فقط لطیف
بدن کہنا کیا معنی اسکا جواب یہ ہی کہ دل سب کا راس و رئیس اور
سب اسکے ساتھ قائم ہین لہذا اسیکے ذکر پر اکتفا ہوئی گویا سبکا ذکر
ہوا۔ رامچند نے پوچھا کہ استاد دل کیا چیز ہی بسشٹ نے فرمایا کہ وہ ایک
حرکت آتما[1] کے کام کے کرنے اور نہ کرنے مین ہی اور یہ مسئلہ[2] کئی بار

[1] آتما نفس ناطقہ اور کبھی آتما سے حق کو تعبیر کرتے ہین اسواسطے کہ نفس انسانی کو بطور
نفس رحمانی جانتے ہین اور حسین ابن معین الدین منیری فواتح مذہب اور قول
صوفیہ مین نقل کرتا ہی کہ یہ کہتے ہین نفس انسانی مطلق نفس رحمانی ہی اور عالم
حی وناطق ہی حتی کہ جمادات مگر نطق بالفعل موقوف ہی نوع انسانی کے مزاج کے
اعتدال پر۔ اور تعین کے اعتبار سے ہندی نفس ناطقہ انسانی کو جیو آتما اور
حق کو پرم آتما کہتے ہین ۱۲ [2] یہ باب عالم کے ظہور اور نمود کا ہی جسکو سنسکرت
مین اُتپت پرکرن کہتے ہین اس باب کے اندر جو حکایات لیلا و راجہ پدم اور
کرکٹی وغیرہ کی لائے ہین اُنکے رموز اور حقائق سمجھنے کے لائق ہین کہ عالم کا
ظہور اور نمود کسطور پر ہی جب تک کہ کوئی شخص اپنے نفس کا عارف نہو اچھی طرح

آپ سے مین نے کہا ہی الا جب تک کوئی دل کے تصور مین نہین پڑا ہی تو جاننا چاہیے کہ اُسکی ایک حقیقت ہی اور اُسکے دراک کی طرف

حقیقت واقعی کا پانا اُسے دشوار ہی خلاصہ مطلب یہ ہی کہ بجز حق موجود نہین ہی جسطرح ظہور حق کے ارادہ سے عالم نمودار ہوا نفس ناطقہ انسانی کے ارادہ سے یہ جسم اور حواس اور سب توابع آن بھی موجود ہو گئے اور نفس انسان مین اس ارادہ کا نام دل ہو گیا اور عالم کبیر مین عقل کل اور برہما اسکا نام ہی جب تک یہ دل یعنی ارادہ حضرت نفس ناطقہ درمیان ہی اور اُسکی توجہ عالم شہود اور محسوس کی طرف باقی ہی ہزارہا بے انتہا اجسام ملکات محصولہ کے موافق ہونگے اسواسطے کہ جسقدر ملکات نفس مین ہوتے ہین وہی اُسکے مرغوب اور محبوب ہین اور جو چیزین اسکی محبوب اور مرغوب ہین بیشک اُسکا موجود ہونا قدرت ذاتی نفس کے لوازم سے ہی اور عارفون کی ریاضت اور مجاہدہ کا مقصود بھی یہی ہی کہ اس دل کو نفس مین فانی کرے اور محسوسات کی مشغولی سے نکالے جب دل نفس مین فانی ہوا نفس ناطقہ نے بھی حق مین فنا پائی پس جسم و توابع و لواحق جسم کا باقی رہنا جو کہ انانیت اور پندار اور ارادہ من کے وجود سے قائم ہی بحالت حصول مرتبہ فنا فی اللہ اور زوال کلی انانیت کے محال ہوگا جسطرح عالم کبیر مین قیامت اُسے کہتے ہین کہ عالم حق مین فنا ہو جاے اور یہ عالم شہود بطون مین چلا جاے اسی طرح قیامت صغریٰ کا حال ہی کہ عارف اپنی ذات اور حقیقت کی طرف متوجہ ہوا اور جسم و جسمانیات اُسکے نفس مین فنا ہوں اسی اعتبار سے انسان کو جامع کونی و الٰہی اور عالم صغیر کو نمونہ عالم کبیر کہتے ہین ؎ حالات غیر کیلیے تو نے بڑھائے ہین + بیدل کچھ آپ کم ہین کہ جھگڑے لگائے ہین ایک ایک پتی پھول کے تیرے ہی سو چمن + آپ کھی ہم آئنہ ہی کہ عالم دکھائے ہین + جو ایک ریشہ تخم سے تیرے ہواے یان + امکان کے لاکھ نہ خرمن بنائے ہین + تیرے فلک جھپک مین ہی سب طلسم دہر اے چشم بخبر کہ نہ کیا گل کھلائے ہین + عالم تمام عرض ہی اپنے پیام کا دل نا لکھنا و شوق جو ہمکو سنا سکو نہیں

متوجہ ہوتا ہی اور جب خوب غور کرتا ہی تو جان لیتا ہی کہ وہ کوئی چیز نہین
بلکہ ایک شی موہوم ہی معدوم مگر اسکے تعین کے آئینہ مین دو چیز عکس
ڈالتی ہین ایک انی یعنی دیکھنے والا دوم مرئی یعنی دیکھا گیا ہی واسطے
سکھپست کی حالت مین کہ دل کی توجہ نہین رہتی اور صنفت آہنگی
جاتی رہتی ہی کوئی چیز نہین دیکھی جاتی ہی رامچند ہرچند دل کوئی چیز
نہین لیکن نکبت کے لیئے بڑا وسیلہ اور عظیم راہنما ہی مناسب ہی کہ
کام سے اسکو باز رکھکر پرم آتما کی راہ مین لاوین اور کاملین کا دل
مین برہم آتما ہی اور دنیا مین کوئی چیز نہین جو دل مین نہین سے
جام جم ہمسے طلب کرتا تھا دل مدت ہوئی + اسمین جو تھا غیر سے اسکو
طلب کرتا تھا دل + دل گواہ اسکا کہ پردہ مین دل آرا ہی کوئی + ہستی
قطرہ کیسے دیتی ہی دریا ہی کوئی + اور دنیا مین کوئی چیز نہین جو دل مین
نہین اور جو چاہے وہ کرسکتا ہی دانائی کی صورت بدن مین ظاہر
ہوتا ہی اور سختی کی شکل پتھر مین قرار اور سکون کی وضع زمین مین
اور روانی کی حالت پانی مین اور جلن کے نام سے آگ مین اور
سنسناہٹ کی صورت ہوا مین اور بے نشانی کے نشان سے
آکاس مین اور بے نشانی کی شکل سے تمام عالم مین اور یہ سب
صورتین دل مین ایسی ہی ہین کہ پوری صورت نور کے گذشت سے

سر چونچ گردن سینہ بازو پانوٗن رنگ برنگ کے پر بالکل انڈے
مین مندرج اور مخفی ہین جسطرح درخت کی تمام صورت تخم کے اندر
ہواہی راجہ چندر دل کی مثال ایسی ہی کہ بعضے ظریفون نے اُسکی ایک
داستان بنائی ہی اور دولتمندون کے بچون سے بیان کرتے ہین
چنانچہ حکایت دولتمند کے ایک لڑکے نے اپنی دائی سے کہا کہ
ایک اچھی سی کہانی کہہ دائی بولی کہ خیال کے ملک مین جو راجہ ہی
اُسکے تین بیٹے تھے مردانگی اور دینداری مین بے نظیر انمین سے
دو ایسے تھے کہ مان کے پیٹ سے نہین نکلے تھے اور ایک باپ
کی پیٹھ سے جدا نہوا تھا ایک دفعہ وہ تینون بھائی ملک دیکھنے کے
ارادہ سے چلے راہ مین میوہ دار ہرے درختون کو دیکھا کہ آکاش
کے باغ مین جا سوئے ہین ایک ساعت اُس باغ مین آرام کر
میوے کھا روانہ ہوے پھر تین بڑے دریا دیکھے دو دریا مین
پانی تھا اور ایک خشک تھا تینون بھائی نے سوکھے دریا مین اشنان
کیے اور پانی مین کھیلے اور اُسکا میٹھا پانی جو دودھ کے موافق تھا پیا
اور وہان سے چلتے ہوے پھر ایک شہر مین آئے کہ جہان محلہ گھر اور
کوچہ بازار اور آدمی نہ تھے اور شہر کے آدمیون کا شور و غل سُنکر علیحدہ
مکان چاہتے تھے کہ آرام سے بیٹھین تین گھر ملے دو کی بنیاد نہین

رکھی تھی اور ایک کی دیوار اور ستون اور چھت نہ تھی تینون بھائی
سب بے دیوار اور ستون اور چھت کے گھر مین آترے جو بہت آراستہ
اور سجا ہوا تھا وہان سونے کی تین دیگین پائین دو کے پارچون کو
نہین ملایا تھا اور ایک سونے کی ریزگی تھی تیسری دیگ لیکر کھانا
اُسمین پکایا اور پہلے پہل بن منھ کے برہمنون کو دیا کہ پیٹ بھر کھایا
اور بچا کچا خود نوش کیا تینون بھائی اُس شہر مین ہمیشہ کھیل شکار مین
مشغول رہتے آخر راجہ یہ عالم کی پیدائش بالکل اس حکایت کے
سوافق ہی کہ بچہ اسکو سنکر خوش ہوتا ہی اور اسکا دل اُس کہانی مین
لگتا ہی اور جو دانا اسکو سنتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ قصہ وجود عنقا کی طرح
وہم اور خیال ہی اسکی خاطر کو تعلق اُس سے نہین ہوتا اسی طرح
نادان اور احمق آدمی عالم کی صورت دیکھ اپنے خطرہ اور خیال سے
جال جنجال مین اُلجھے ہوے ہین اور دانا آدمی اس قید سے
خلاص ہین اے راجہ تو کسی کا قیدی نہین ہی اسواسطے کہ روح کہ
کسی چیز سے نہین باندھ سکتے اور روح بےنہایت ازلی اور ابدی سراسر
شعور اور سرور ہی اُسپر کسی چیز کی بندش نہین ہوسکتی پس درحقیقت
کوئی شخص بندی کسی قید کا نہین ہی اور مکت کا محتاج نہین مکت
اور آزادی روح کی لازم ہی اور گرفتاری اور پابندی دل کی شاذ

تلون سے ہے دل ایک قدم کو کئی ہزار جوجن[1] ٹھہراتا ہے اور کئی
ہزار جوجن کو ایک قدم اور کلپ کو چھن بناتا ہے اور چھن کو کلپ
گنتا ہے (اور چھن آنکھ کی ایک جھپک کو کہتے ہیں) اس بابت
تجھسے ایک داستان کہتا ہوں حکایت اوتر کے ملک میں ہرچند
کی اولاد سے ایک راجہ لون تھا بہت نیکنام بلند ہمت اور بڑا
سخی ان داتا اور دنیا سے نہایت بے تعلق تھا۔ ایک دن تخت پر
بیٹھا ہوا تھا کہ جیسے چودھویں رات کا چاند آسمان پر ہو یکایک ایک
بازیگر آیا اور عرض کی کہ مہاراج یہ کھیل تماشا دیکھیے راجہ نے کہا
اچھا جو ہنر تجھے آتے ہوں دکھلاؤ۔ بازیگر کے ہاتھ میں ایک مورچھل
تھا اسے ہوا میں جنبش دی وہیں اس عمل کے کرتے ہی راجہ اور اہل
مجلس سب نے دیکھا کہ ملک سندھ کے راجہ کا وکیل آیا اور ایک
گھوڑا اندر گذرانا اور کہا ہمارے راجہ نے یہ گھوڑا بطور نذر بھیجا کہ
جو اندر کے گھوڑے کی مثال ہے اور دریا سے برآمد ہوا تھا بازیگر بولا
اے راجہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیجیے راجہ نے گھوڑے کی جانب
نگاہ کی چار گھڑی تک یہ حال ہوا کہ تصویر کی حالت بے حس و حرکت
رہا حاضرین مجلس کو اچنبھا ہوا کہ راجہ کو کیا ہو گیا چار گھڑی بعد

[1] جوجن ایک مقدار معین ہے زمین کی پیمائش کی ہوئی جسطرح فارسی میں فرسنگ لکھی وہ درج ہے

جو راجہ اپنی اصلی حالت پر آیا تو کپکپا تا تھا وزیرون نے عرض کی مہاراج یہ کیا حال ہی تندرست اور صحیح المزاج ہو کر ایسے سست اور ڈھال کیون ہو راجہ نے جواب دیا کہ ایک عجیب غریب واقعہ مین نے دیکھا ہی اُسے سنو جسوقت بازیگر نے مورچھل ہلایا مین دیکھتا ہون کہ اسی گھوڑے پر سوار سیر شکار کے لیے نکلا ہون گھوڑے نے مجھے ایسا اوڑایا کہ جیسے نادان کو خطرات اُڑاتے ہین اور ایک بیابان خشک بے آب و دانہ مین لیگیا جہان نہ ہرن تھا نہ چڑیا اور نہ کوئی شکار کا جانور تھا دن بھر اُس جنگل مین حیران سرگردان رہا اور رات کے وقت بہ مشکل تمام اُس بیابان سے نکلا جسطرح کوئی عارف عالم سے گذرتا ہی۔ اور وہان سے دوسرے بیابان مین گیا کہ ہرے ہرے درخت سایہ دار وہان بہت تھے اور خوش الحان جانور چہچہارہے تھے جنکی آواز سنکر دل کو تازگی اور خوشی ہوتی تھی مین ایک درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا اور اُس اچپل گھوڑے کی زحمت سے نجات پائی جسطرح گنگا مین نہا کر لوگ گناہون سے پاک ہوتے ہین اور تکلیف کے سبب ایک رات بسر جاگے ایک دن برابر ہو گئی نہ اشنان کیے نہ کھانا کھایا اور نہ معمولی پوجا کی اور وہان سے دوسرے بیابان مین گیا کہ

کہ وہان نہ پانی تھا نہ سبز درخت ہی تھے جسطرح نادان کا بدن
گوہر سے خالی ہو اور اُس بیابان مین کوئی آدمی آدم زاد نہ تھا
الّا ایک لڑکی کالی کلوٹی میلے کچیلے کپڑے ہاتھ مین کھانا لیے
جھپٹی ہوئی جاتی تھی وہ میرے سامنے آئی اُسکا آنا مجھے اسقدر
غنیمت معلوم ہوا کہ اندھیری رات مین چاند نکل آیا چونکہ بھوک
مجھے بہت ستا چکی تھی تھوڑا کھانے کو مین نے اُس سے یہ کہکر
مانگا کہ دنیا کی بڑی نعمت وہی ہے کہ دوسرے کو دین ہرچند مانتی
کی مگر اُسے مہر نہ آئی اور بولی مہتر کی مین لڑکی ہون اور یہ کھانا
اپنے باپ کو لیے جاتی ہون جو قریب کھیتی کیاری مین لگا ہوا ہے
اور مین نہین دے سکتی ہان اگر مجھسے تو بیاہ کرے تو کسی قدر
اِسمین سے تمکو دیتی ہون کہ شوہر باپ سے زیادہ عزیز ہوتا ہے
جب یہ بات مین نے قبول کی تو آدھا کھانا مجھے دیا اسواسطے کہ
ناچاری کی حالت مین مُردار بھی حلال ہوتا ہے مہتر کا کھانا مین نے
کھایا اور مجھے وہ لڑکی اپنے ساتھ باپ کے سامنے لیگئی اور کہا
کہ مین نے اسے شوہر اپنا بنایا ہے تو بھی منظور کر باپ بھی میری دامادی
سے راضی ہوا شام کے وقت وے اپنے گھر گئے تو مجھے بھی
اپنے ساتھ لیگئے وہان جاکر دیکھا تو گھر کتے سور اور مُردار گوشت او

نجاست سے بھرا تھا مہتر نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرے لیے
ایک داماد لایا ہوں مہترانی نے قبول کر لڑکی مجھے دی جیسے
برا کام برا نتیجہ بخشتا ہے اور مہتر لوگ آ کے گھر میں جیسے مردار پر کوے
گد جمع ہوے اور سات دن برابر جشن او جلسہ رہا اور وے شراب
پیتے اور ڈھول بجاتے تھے آٹھ مہینے بعد وہ دلھن پیٹ سے ہوئی
اور لڑکی جنی جسطرح مفلسی سے غم پیدا ہو بعد ایک مدت بیٹا جنا جیسے
احمق کی صحبت سے باطن کی سیاہی پیدا ہو پھر ایک اور لڑکا جنا
جسطرح گنہگار کے اوپر تلے سر پر محنت اور بلا آوین ایک مدت پیچھے
وہان اکال پڑا باشندے وہان کے تتر بتر ہو گئے مین بی بی لڑکے
ہمراہ لیکر اس سرزمین سے نکلا جسطرح دوزخ سے کوئی شخص نکلے
رستے مین کھانے کو کچھ نہ ملا بھوک ہیقدر غالب ہوئی کہ دل مین ٹھہرائی
کہ خودکشی کر لون یا جل مرون اور اس سے نجات پاؤن اس
درمیان نقارے کی آواز میرے کان مین پہونچی اور ہوش مین آیا
مین سمجھا کہ اس بازیگر کے سب تصرف ہین یہ محنت اور تکان مجھے
دیا جسطرح تاوان اپنی جان ش دیتا ہے بازیگر راجہ کی یہ بات سنتے ہی

اس مقام پر داستان گو نے رموز اور اشارات اس داستان کے ظاہر کیے ہین
اس داستان کی تاویل جو میرے خیال مین آئی ہے شرم کے ساتھ لکھتا ہون

غائب ہوگیا درباریون نے کہا یہ بازیگر نہ تھا کہ بغیر روپیہ لیے چل دیا

اِس سبب سے کہ مجھے اپنی سمجھ کی درستی پر بھروسا نہین ہی کہ راجہ سے مراد نفس ناطقہ ہی اور بازیگر دل ہی اور بازیگر کا مورچھل ہلانا حرکت دل سے مراد ہی اور گھوڑے سے غرض خیالات و خطرات ہین اور گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کے لیے نکلنا عالم شہادت کا سیر کرنا ہی چنانچہ اِس مقام پر بطور تشبیہ کے داستان مین اشارہ کیا ہی کہ اُس گھوڑے نے مجھے ایسا اوڑایا جسطرح نادان کو اُسکے خطرات اوڑاتے ہین اور جنگلون سے مراد دنیا ہی اور چھتری کی لڑکی اور کھانا اُسکے ہاتھ مین تعبیر کرتی ہی لذات حسی اور اُسکی زبونی اور کراہت کو اُن لذات کی جو چھتر اور اُسکے کھانے سے بہم پہونچتی ہی اور چھتر کا گھر جو کتے اور سور اور گوشت مردار سے بھرا ہوا لکھا ہی اُس سے مقصود جسم مادی و عنصری ہی اور راجہ کی شادی چھتر کی لڑکی سے پیوند روح پاک کا جسم اور شہوات جسمانی سے مراد ہی اور کوے گدھ کی طرح مردار پر چھتر فن کا جمع ہونا یہ ہی کہ محبوبات جسمانی کی خواہشین اور آرزوئین ہجوم لائین اور نقارہ کی آواز جو بازیگر نے کی اُسکا راجہ کے کان مین پہونچنا اور راجہ کا جاگنا اور اُن تماشون کا جاننا بازیگر کے تصرف سے یہ مطلب ہی کہ نفس مدرک نے حقیقت حال دل کو جان لیا اور بیدار ہونا یہ ہی کہ نفس نے اپنے وجود کی معرفت حاصل کی اور بیدار کل سے جا ملا اور بازیگر کا راجہ کی بات سنکر غائب ہوجانا بیداری کے بعد تعبیر اُسکی یہ ہی کہ جب نفس ناطقہ اپنی حقیقت کا واقفکار اور اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوگیا تو دل غائب ہوجاتا ہی اور یہ جو مثال لکھی ہی کہ جسطرح نادان جان کو ستاتا ہی ظاہر ہی کہ نادان لذات حسی مین اُلجھکر آزادی کو حاصل کرنا نہین چاہتا اور اپنے ملکات اخلاق اور عادات سابقہ کے موافق مختلف ابدان مین اپنی جان کو حیران سرگردان رکھتا ہی جو کچھ فقیر حقیر کی خاطر مین اِس داستان کی تاویل گذری وہ بیان کی گئی ۱۲

بلکہ کچھ اسرار الٰہی ہی کہ تمکو ظہور عالم کی حکمت پر آگاہ کیا ہی تاکہ جانو عالم
ظاہر ایسا ہی کہ جینا عالم تمنے معائنہ کیا اور یہ سب دل کا بنایا چنایا ہی
بسشٹ فرماتے ہین کہ رامچند آتما کو دل پریشان کرتا ہی دل کا کیا کیا
ہوا جان اور بندیوان وہی ہی جو دل کا بندیوان ہو اور آزاد وہی ہی جسکو دل نے
آزاد کردیا اس بات کو خوب سمجھ کر اپنے تئین دہمی قیدون سے خلاص کر اے
رامچند اگر دل جنبش سے باز رہے کوئی وہم آتما کو پریشان نہین کرتا
جسطرح کسی مندر پہاڑ دریا کو چاہے تو جنبش نہین دے سکتا اے
رامچند دل بیماری سکے علاج کو تیرے سوا کوئی حکیم درکار نہین اور
نفس کی جنبش کی تحقیق اور بیماری کی تشخیص اور معجون تیار کرنیکی
محنت کچھ ضرور ہی اگر کسی قدر اپنی طرف آپ متوجہ ہون تو یہ علاج سہج
تمہارے ہاتھ آتا ہی بیماریون کے علاج جو حکیم لوگ کرتے ہین کبھی تو فائدہ
دیتا ہی اور کبھی بے اثر ہوتا ہی بیماری دل کا علاج جو تجھسے مین بیان
کرتا ہون نہایت فائدہ بخش اور سودمند ہی اور وہ علاج ہر محبوب کا
ترک ہی اور ہر مرغوب کا چھوڑنا اور اسکا یاد نہ کرنا اور تاسف نہ کرنا
ہی رامچند اس بیماری سخت کا ایسا علاج آسان جو نہ کرے اسپر
لعنت ہی اور وہ آدمی نہین ایک کیڑا ہی کہ ناپاک جان[1] آستین ہی

[1] یعنی اور اک رت نفس کی یاد رات مین منہمک ہو سکے سے بقدر باطل کرتا ہی کہ نفس انسانی

اگر اعتراض کرین کہ محبوب کا چھوڑنا بڑی سخت اور بے درمان
بلا ہی اور سب سے زیادہ دشوار ہی اسے آسان کسطرح کہ سکتے
ہین مین اسکا جواب دیتا ہون کہ اس علاج کا آسان ہونا اس وجہ سے
ہی کہ دل کا علاج دل کے اندر ہی اسکی دوا دوسری جگہ سے نہین
لانی پڑتی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ دل کام کرنے مین سخت ہی لوہے سے
مشابہت رکھتا ہی اور جب تک اپنی آرزو اور خواہشون کی طرف

قابل اور مستعد اجسام حیوانیہ کے ہوجاتا ہی اور کیڑے نوع حیوان مین سب کے ادنی درجہ کے
ہین قریب نباتات کے فقط کیڑون مین حیوانیت کا اسم اس سبب سے باقی رہا ہی کہ غذا
کے حصول کے لیے جنبش کرتا ہی صرف حرکت کیڑے مین صفت حیوانی سے ہی ورنہ نفس
نباتی کی کیفیت قبول کرنے کا مستعد قریب ہی اسی طرح رتبہ نباتات کے کمی درجہ کا
سبب یہ ہی کہ روئیدگی جو چند روز ٹھہرے اور پیدایش نوع کی اُس سے نہو وسے چنانچہ
برساتی کی بعض سبزی اس قسم کی نباتات کیفیت نفس جمادی کے قبول کرنے کو مستعد ہی
اسواسطے کہ انسان کی خصوصیت اور اسکا قریب فرشتون سے نطق اور ادراک کی وجہ سے
ہی اور اُسکے انحطاط کا مرتبہ قوت مدرکہ کے جاتے رہنے سے اور بادیات مین فرو رفتہ ہونے سے
قسم حیوان مین ہوگا اور نوع حیوان مین بھی انحطاط اور پستی کے بہت مراتب ہین اخیر درجہ کے
کیڑے نجاست کے ہین اور اُس سے گذر کر نبات ہوجاتا ہی اور نوع نباتات کے ادنی درجہ کی
روئیدگی ناپایدار ہی جس سے بیج کی کاشت اور تولید نسل محال ہی اس مرتبہ سے اُتر کر جماد ہوتا
ہی یہ مراتب انحطاط و نقصان انسان کے ہین اور اگر ترقی کرے تو فرشتے اور افلاک و ستارہ سے
ملجاوے اور سب سے اعلی درجہ مرتبہ فنا فی اللہ کا ہی کہ حضرات صوفیہ کامل کو حاصل ہوتا ہی ۱۲

جاتا ہو گرم لوہے کے مشابہ ہو کہ حرکت کو گرمی لازم ہو اور جب سب
خواہشوں سے اپنی باز آیا اور ٹھہر گیا ٹھنڈے لوہے کی مثال ہو
پس جسطرح گرم لوہے کو ٹھنڈے لوہے سے کوٹتے اور آس سے
برتن یا ہتھیار اوزار بناتے ہین اسی طرح پریشان دل کو جمعیت
دل سے اصلاح کرنی چاہیے یعنی حرکت اور سکون دونون صفت
دل کی ہین کبھی یہ صفت دل پر غالب ہوتی ہو اور کبھی وہ - ایک
دل کو ان صفات کے لحاظ سے دو کہسکتے ہین اور جو صفت کہ
دوسری صفت پر غالب ہوئی گویا ایک دل دوسرے پر غالب
آیا ورنہ درحقیقت دل ایک ہو اور جو کچھ بولا جاتا ہو کہ دل آتما کو
ہلاتا ہو یا ٹھہراتا ہو رسمی بات ہو اگر درحقیقت آتما صاحب کمال قدرت
کی ہو اور کامون کے اندر استقامت اسکی ذاتی صفت ہو الا آتما
کبھی مشاہدہ دل کی طرف جاتی ہو اور اسکے ہلانے سے ہلجاتی ہو اور
کبھی اپنی استقامت پر نظر کر دل کی موافقت نہین کرتی بلکہ اسے
بھی راہ پر لے آتی ہو جیسے ایک بوڑھا آدمی کہ کبھو کھیل مین لڑکے
سنگ ہوتا ہو اور کبھی اپنی شان پر نگاہ کر لڑکے کو بھی کھیل کود سے
باز رکھتا ہو انو راچیند دل کے فنا او چیت کے اچیت ہونے کے بعد
یعنی کہ دل اور چیت کے خطرات اور صفت حرکت سے خارج

ہونے کے پیچھے پرم آتما رہجاتی ہی اور بس کمال معرفت یہی ہی کہ
جو دل پر غالب آیا اُسکو اپنا تابع کر لیا تینون لوک کی تسخیر اُسکے
سامنے گھانس کی تیی برابر ہی اور جس شی کو دل محبوب رکھے اور
نیک جانے اُسکو تو اگر مکروہ اور بُرا جانے تو بیشک دل تیرا
تسخیر ہو گیا اور بازی جیت لی اور جن تر وہ یہ وہ تیرا یہ میرا سب
اعتبارات تیری نظر سے اُٹھ گئے تو گویا دل کے پانون آپنے
توڑ ڈالے اے رامچند آکاس مین اگر ابر ہو تو ہوا اُسکو جنبش دیتی ہی
اگر نہو تو ہوا آکاس مین دخل تصرف نہین کر سکتی اسی طرح آتما
کی ہوا ہی اگر دل رہا ہو شنکلپ کی ہوا اُسکو ہلاتی ہی اور اگر دل
فنا ہو جاوے شنکلپ کی ہوا آتما سے کام نہین رکھتی اگر قیامت کی
ہوا چلے اور سات دریا ایک ہو کر عالم کو غرق کرین اور بارہ سورج
ایکبارگی چمکنے لگین تو بھی ایسی آتما کو اُسکی جگہ سے نہین ہلا سکتے
اے رامچند شنکلپ ایک فقیر کے موافق ہی کہ ہر ایک شخص اور ہر ایک
جگہ سے کچھ نہ کچھ مانگتا ہی شنکلپ کو نہ رکھنا راج ہی اور سلطنت اس
تخت پر آرام سے بیٹھ اے رامچند دل کو خطرات کی حرکت جسطرح
آگ کو گرمی لازم ہی اور جو آگ مین گرمی نہو تو وہ بجھی ہوئی ہی اسی طرح
جس دل مین خطرے نہون وہ مردہ ہی اور دل کا مرنا جیون مکت ہی

مگر دل کا خطرات سے روکنا بڑی مشکل بات اور کٹھن ہی خطرات
کے دفع مین جو علاج ہو سکے یہی ہی کہ خطرات کی طرف متوجہ نہو اور اُسکے
پیچھے پیچھے نجاوے اور خطرہ کو عین مرض جانے۔ امر امچند دل ایک
دانا اور ہزار نادان کے درمیان واقع ہی یعنی آتما اور کائنات کے
درمیان محصور ہو گیا اگر آتما بزور ہمت اپنی طرف اُسے کھینچے اور وہ
آتما سے ایک ہو جاوے اور وہ مراقبہ مین ہمیشہ تصور کرے کہ مین عین
آتما ہون تو عین آتما ہو جاتا ہی اور دانائی کی صفت اُسکو لازم ہوتی
ہی اور جو اُسے کائنات اپنی طرف لیجاوے تو پتھر بنجاتا ہی جو نادانی مین
ضرب المثل ہی اور زیادہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جسکو حرص او ہوس
نے فرقہ عالم کے گرداب مین ڈالا ہی کشتی جو اُسکی نجات کی سبب ہو سکے

حکماء اشراقیین ہند یونان اور فارس کے نزدیک یہ مذہب ثابت اور متحقق ہی کہ شرف
انسان اور قرب اُسکا ملائک کے ساتھ نطق اور ادراک کے سبب ہی جسوقت انسان
لذت حسی مین گرنے کے سبب اپنے مرتبہ سے اُترتا ہی اور قوت مدرکہ جو شان نفس
بیکار ہو جاوے مرتبہ حیوان پر نزول کرتا ہی پھر مرتبہ نبات پر پھر مرتبہ جماد پر آتا اسلیے کہ
جمادات پر مطلق حس و ادراک نہین ہی جیسے نفس انسانی لذات حسی کو ترک کردے
اور خطرات او آرزو ضبط اور ترک کرکے اپنے تئین منزہ او پاک کرے جیسا اُس سے
ہو سکے وہ اُسکا حقدار بنجاتا ہی کہ لنفوس ملکیہ او جواہر ملکوتیہ سے ملجاوے یہانتک
کہ مبدء کل مین فانی ہو جاوے ۱۲

یہی حضرت دل ہین اگر کہیے کہ دل کے وجود کا سبب اودیا ہی یعنی
نادانی اور اودیا[1] ازلی ہی پس اودیا کے ہوتے ہوئے دل کا
فانی ہونا کسطرح ممکن ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اودیا ہر چند ازلی ہی
لیکن امر عدمی ہی اسکا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہی اور ہرگاہ نادان
سنتا ہی کہ اودیا ازلی ہی تو اسکو خیال ہوتا ہی کہ خارج مین موجود ہی
اور اُسے مضبوط پکڑتا ہی اور دانا جب چاہتا ہی کہ وہ ذہنی موجودات
سے ہی فوراً اُسے ذہن سے نکالتا ہی اور موجود ذہنی ذہن سے
گیا اور فنا ہو گیا اور جب اودیا فنا ہوئی دل جو اسکا تابع ہی ضرور
فنا ہو جائیگا۔[2] رامچند نے پوچھا کہ اُستاد اودیا گو خارج مین معدوم ہی

[1] اودیا یعنی جہل کا ازلی ہونا ایک لطیف اشارہ ہی یعنی وجود برھما اور پیدائش عالم کا
سبب وہی ہی اور یہ جو کہتا ہی امر عدمی ہی اور موجودات ذہنی سے ہی فوراً ذہن سے
باہر جاتا ہی ظاہر ہی کہ جسوقت علم آیا جہل جاتا رہا علم کا آنا اور حقیقت ذات اور
اِس نمود بے بود کا سمجھنا اور نادانی کا گم ہونا اور جہل کا معدوم ہونا ایک پلک
مارنے کے اندر ہی ۱۲ [2] یہ علم اور جہل کہ بیان پر مذکور ہی وہ علم نہین ہی کہ حکمت
کی کتابون سے انسان حواس کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہی اور ان ظاہری
علوم کے حاصل نہ کرنے سے جہل کہلاتا ہی بلکہ یہ علم ذاتی نفس ناطقہ کا ہی کہ
اُسکی تعریف زبان اور بیان سے باہر ہی اور آتما کا لفظ فقط بلا اضافت
لفظ پرم آتما اور جیو آتما کے نفس ناطقہ کے معنی مین لاتے ہین۔ اور بجاے
حضرت حق سبحانہ کے اسلیے کہ علیحدگی اور مغایرت صرف تعین کے اعتبار سے

اور اُسکا وجود محقق وہمی ہی مگر رگ پٹھے مین درآیا ہی پھر کسطرح دور
ہوسکے طریقہ اُسکے دفع کا اِسطرح میرے دل نشین کر دیجیے کہ
باردیگر کوئی شک وشبہہ وہم اور وسوسہ باقی نرہے بسشٹ نے
فرمایا جب کسی کو آتما کے دیکھنے کا شوق اور طلب ہو اور اُسکو آتما کے
ساتھ ایک کر دیا علم محض (نفس ناطقہ) اُسکو رہیگا اِس علم کے حصول سے اوِدیا
خودبخود جاتی رہیگی اے رامچند ہرچند ریاضت اور مشقت سے
دل کو روشنی ہوتی ہی لیکن مَنْ آکاس مین اُترتا ہی اور باسنا کی
تاریکی تھوڑی سی رہتی ہی جب معرفت کا سورج نکلتا ہی وہ تاریکی
بالکل جاتی رہتی ہی۔ اے رامچند دل کو جو تعلق محسوسات سے ہی
وہ دل کو بھی محسوسات کے موافق رنگ دیتا ہی اور آتما کا تعلق اُسکے
ساتھ ایسا نہین ہی اور نسبت اُسکی تمام عالم کے ساتھ جیسی نسبت
سرب بیاپک کی سی ہی یعنی تمام عالم کی محیط ہی اور وہ عالم کی رنگت
(محیط وساری ۱۲) نہین پکڑتا بلکہ آتما کو سرب بیاپک بھی نہین کہہ سکتے کہ سرب بیاپک
اُسوقت ہو کہ سرب یعنی سب وجود رکھتا ہو اور اسی لیے مجھ صفت

بیانتے ہین اور شیخ حسین ابن معین الدین میبندی نے کتاب فواتح مین حضرات
صوفیہ کے مذہب سے نقل کیا ہی کہ یہ لوگ نفس انسانی کو مطلق نفس رحمانی کہتے ہین کا
سرب بیاپک محیط اور ساری کو تمام عالم اور اشیا مین کہتے ہین نفس کی تعریف مین
یہ قول ہی کہ وہ تمام اشیا اور تمام عالم مین محیط اور ساری ہی ۱۲

چو تغیر عالم کے لوازم سے ہی آتما مین موثر نہین ہوتین ایک حدوث دوسرے قیام چند روزہ تیسرے نشو و نما یعنی بڑھنا چوتھے گھٹنا پانچوین حال کا بدلنا اور استحالہ جیسے دودھ دہی ہوجاے (کا دہی کی ۱۲) اور سونا انگوٹھی چھٹے مرنا۔ حاصل کلام ذات مقدس حق تعالی کی کمال لطافت اور معیت ذاتی سے عالم کے ساتھ ظاہر ہی اور بے نیاز ہی اور استغناے حقیقی کی اقتضا سے عالم بغیر موجود ہی اور روح کی یگانگی اور اتحاد حق کے ساتھ اظہر من الشمس ہی پس روح کی معرفت بعینہ حق کی معرفت ہی خواہ اپنی معرفت جانے یا نہ جانے رہا

ہر چند کہ خلق مین ہی بس نادانی	غفلت کے مقام مین ہوے سب فانی
مشغول بحق ہی کوئی جانے کہ نہین	جس چیز مین مشغول ہو کوئی یعنی

بالمیک کا قول ہی کہ رامچندر نے جب یہ بات بسشٹ کی سنی تو پھول

رامچندر بڑا بیٹا راجہ دسرتھ کا ہی اور دس اوتارون مین سے ایک اوتار ہی جو ہندوستان مین مشہور ہین ہندوون کی اصطلاح مین اوتار اسے کہتے ہین کہ حضرات صوفیہ اپنی اصطلاح مین بروز کہتے ہین اور فرق تناسخ اور بروز مین یہ ہی کہ تناسخ اسکو کہتے ہین کہ نفس ناطقہ انسانی سلسلہ تعلق محسوسات کا توڑ کر مبدا سے واصل نہو بلکہ اس تعلق کے سبب مطابق اعمال مکسوبہ کے ابدان عنصری مین دائر اور گردان رہے اور بروز اسکا نام ہی کہ عالم قدس سے ایک نفس نازل ہو اور ہندوؤن کے نزدیک یہ نزول بشن کی ذات سے ہی جو صفت ربوبیت اور پروردگاری

کی طرح اسکا دل کھلا اور بڑھا اور کہا او دنیا عجب منظر ہی کہ خود کچھ
نہین اور تمام عالم کو اس سے باندھ رکھا ہی جسطرح پہاڑ کو بال
مین باندھین رامچندر نے بسشٹ جی سے پوچھا کہ راجہ لون باوجودیکہ
بڑا قسمت والا تھا کیون اسقدر تکلیف مین پڑا اور کون سے کردار کے
سبب برسون صحبت مہترون کی اٹھانی پڑی بلکہ خود مہتر بنگیا بسشٹ نے
فرمایا کہ عمل اور اسکی جزا کا مدار دل پر ہی اور بدن کا دل کی مدد بغیر
نہ کردار ہی اور نہ جزا راجہ نے اپنے دل سے ایک کام کیا تھا کہ بدنکو
اسمین دخل نہ تھا انجام کار اسکی سزا دل پر پائی اب وہ حکایت
بالتفصیل تجھسے بیان کرتا ہون ۔ ہوش کے کان سے سنو حکایت
ایک دن راجہ لون نے کسی باغ مین بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ میرے
بڑے باپ راجہ ہری چند نے جگ راجسو کیا تھا مین بھی وہ جگ

حق تعالیٰ کی ہی خاص اسلیے کہ عالم دنیا سے کسی شئ کو دور کرین اگر کوئی غیر شخص
بیگانہ اعتراض کرے کہ ایسا نفس قدسی مرشد کی تعلیم کا محتاج اہی اور حق کی معرفت
یعنی کس وجہ سے ہوتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اس نفس کا کمال بعد حس ابھی بن ہی کہ
تھوڑے اشارہ مین مقصد کو پہونچتا ہی اور اس عالم محسوس کی طرف اسکا میلان مطلق
نہین ہوتا اور اس عالم کی لذات کا اسکو خیال نہین چنانچہ یہ حال اس کتاب کے پڑھنے
والے کو رامچندر کے سوانح سے ظاہر ہوگا اور یہ جہل قلیل اور احتیاج ہدایت کی لوازم بشری
در پوشیدہ ہیولے سے ہی بقول حافظ شیرازی کے ۔ دنیا سرای غفلت جانِ عجب
بین + جو سیکدے گیا وہ عجب بیخبر ہوا ۱۲

کردن اُسکے تمام مصالح اور لوازم تصور کے عالم مین مہیا کیے اور
ایک بڑی آگ جلائی اور اُسکے سر انجام اور اتمام مین مشغول ہوا
شام تک اسی خیال مین رہا اور خیال کے آئینہ مین ایسا دیکھا کہ
ایک سال کے عرصے مین اِس کام سے فارغ ہوا اور برہمن لوگونکو
خیرات اور انعام دیئے جو کچھ اُسکی ملکیت مین تھا بی بچے کے
سو اسب محتاجون کو بانٹ دیا اور اِس تصور سے باہر آیا اور جگ
راجسو کے خیال سے پخت ہوا (اِس جگ کی خاصیت ہی کہ
اسکو ادا کرنے سے دنیا مین بارہ سال بلا اور محنت مین گرفتار
ہوجاتا ہی چونکہ یہ عمل تصور مین کیا تھا بدن کا لگاؤ نہ تھا بارہ برس
اپنے تصور مین کناس یعنی چنڈال رہا) اور بازیگر کی حقیقت بھی
سمجھیے سنو کہ مین اُس روز راجہ کے دربار مین حاضر تھا جسوقت کہ
راجہ نے اپنی سواری کا مقدمہ اور چہتر کی لڑکی سے ملنا اور بیاہ کرنا
آخر تک بیان کیا درباریون نے اُس سے دریافت کیا کہ یہ کیا
ہو راجہ نے دیکھا مین نے ایک ساعت مراقبہ کر حقیقت حال دریافت
کی اور کہا اے راجہ آپنے دل مین جگ راجسو کیا تھا اسلیے
بارہ سال دل مین دکھ اور محنت کو سہا یہ بازیگر بازیگر نہ تھا اندر کا
فرستادہ تھا اور آیا اسلیے تھا کہ آپ کو اِس بلا مین گرفتار کرے

اے رامچند دانائی اور نادانی ہر شخص کی سات مرتبہ کی ہے اور اسکے دوسرے چودہ مرتبون کو چودہ بھومکا کہتے ہین کہ مختصر انکا بیان کرتا ہون تاکہ پہلے سات سے تو پرہیز کرے اور پچھلے سات پر عمل کرے اور ساتون کی جڑ دل مین مضبوط ہوتی ہے اسکا ثمرہ نیکی اور بدی سے ظہور مین آتا ہے مرتبہ اول مراتب نادانی سے ہستی موہوم ہے کہ اسکا بیج جاگرت نام ہے دوسرا مرتبہ خودی اور انانیت اور اسکا جاگرت نام ہے تیسرا مین وہ ہون کہ وہ کام کیا اور یہ کام کیا اور اسکا نام مہا جاگرت ہے چوتھا وہ چیز ایسی اور ویسی ہے اور حقیقت مین ایسی نہو جسطرح دھوپ کا چلا چمکتی ریت کو پانی اور بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اسکو جاگرت سپن کہتے ہین پنجم خواب دیکھا ہوا جسکی خصوصیات بھول جاوے اور اسکو سپن کہتے ہین ششم خواب کہ تفصیل وار یاد ہو اور اسکا سپن جاگرت نام ہے ہفتم خواب بیہوشی کچھ نہ دیکھے اور اسکا سکھوپت نام ہے اور دانائی کے سات مراتب سے اول آرزو نیکی اور معرفت کی ہے اور اسکا افسوس کہ مین نادان کیون رہا اور کاملین کی صحبت

یعنی دانائی اور نادانی دونون کے سات سات مرتبہ ہین کہ دونون کا مجموعہ چودہ مراتب ہے ۱۲

یعنی شعور مخفی اپنے وجود پر ہو جسکی یاد صریح باطن مین نہو ۱۲ یہانتک غفلت اور نادانی کی سات قسم جسکی شرح کا اوپر وعدہ کیا تھا ختم ہوئین اب آیندہ سات قسم دانائی کی بیان کریگا ۱۲

اور بید اور شاستر کے مطالعہ سے کیسے محروم رہا اس مرتبہ کا نام شبھہا[1] ہے دوم سعی اور تلاش سلوک طریقت مین اور اُس آرزو کے مطابق عمل کرنا اور اسکو بچار ینا کہتے ہین سوم محسوسات کے میل جول سے کنارہ کرنا جبکہ پہلے دو مرتبہ حاصل ہون اور اُسکو تنمان ستے کہتے ہین (تعقل صحیح کرنا ۱۲) چہارم تمام محسوسات سے پرہیز اور خاطر کا اُسکی طرف نہ جانا جب کہ تین پہلے مرتبہ حاصل ہون اور مشغولی بحق دامی ہو اور اسکو سوانت کہتے ہین پنجم مشغولی بحق اُس درجہ تک پہونچے کہ اپنی فکر کو دوسری طرف جبراً متوجہ کرسکے اور یہ سکت ہے ششم یاد حق مین ایسا مستغرق ہو کہ جب تک اُسے کوئی نہ جگائے نہ جاگے اور خود نہ جاگ سکے اور اسکا نام پدارتھا بھاونی ہے[2] ہفتم استغراق اُس مرتبہ کو پہونچے کہ دوسرے کے جگانے سے بھی نہ جاگے اور حضوری حق سے ظاہر باطن کو اپنے قبضہ مین کرلے اور یہ ترین اوستھا ہے اور یہ مراتب

---

[1] رغبت اور خواہش محمود معنی سبھہ لکھے ہین یہ الفاظ اگرچہ مصطلح کے طور مقرر پر علمائے الٰہیات کے بیدان ہین لیکن ناواقفون کی آگاہی کے لیے معنی الفاظ مذکورہ کے لکھے گئے

[2] یہ جو کہتے ہین کہ یاد حق مین ایسا مستغرق ہو کہ جب تک اُسے بیدار نہ کرے بیدار نہووے دوسرے کا جگانا جسم کی جنبش سے خیال نہین کرنا چاہیے اسلیے کہ ایسے شخص کو جسم سے چندان تعلق نہین رہتا جیسا کہ ہمکو ہوسو دوسرے کے جگانے سے مراد یہ ہے کہ عامل یا کوئی عارف اُسکا فعل باطن کے تصرف سے بیدار کرے یعنی محسوسات کی طرف کھینچے اور اسطرف کو متوجہ کرنے ۱۲

جو دانائی کے ہین مین حیات جیون مکت[1] کے ساتھ جمع ہوتے ہین
اور انسانی کمالات مین انکے سوا اور کوئی مرتبہ باقی نہین الا مرنے کے
بعد کہ بدیہ مکت کا مرتبہ ملے اگر راجچند ساتوان مرتبہ دانائی کا جس
کسی کو نصیب ہوا وہ ہستی مطلق مین فانی اور محو ہو گیا اور پھر ہرگز دنیا کے (فنای مطلق ۱۲)
کام مین نہین مصروف ہوتا اور جو کبھی رسم و عادت کے سبب کام
کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا خواب مین کر رہا ہے[2] اور جو اس مرتبے کو
پہونچا خواہ اشراف ہو یا کمینہ یا حیوانات سے ہو دنیا کے باشندون
مین سب سے بزرگتر ہے۔ اے راجچند اودیا اور نادانی کا تصرف سنو
راجہ لوگون[3] نے جو عالم کہ چوتھی مرتبہ اگیان بھومکا یعنی جاگرت سپن

[1] جیون مکت اسے کہتے ہین کہ حیات عنصری کی حالت مین وصل پیدا ہو اسلیے کہ جب تک
کچھ بھی ہیولے اور مادہ کا لگاو بشکر ہوگا اور کچھ بھی باسنا یعنی خطرہ محسوسات رکھتا ہوگا
بیشک کسی قدر بعد سے محجوب رہیگا الا بعد وفات بدیہ مکت یعنی مرتبہ فنا کے مطلق
کا مستحق ہوگا اور قابلیت بدیہ مکت کی یعنی فنائے مطلق کی جیون مکت مین حاصل
ہوتی ہے فقط ایک خفیف نقصان اور حجاب خفیف باسنا کی وجہ سے اور لوث قلیل
مادہ اور ہیولی کے لیے رہتا ہے ایسا شخص بالعرض حاجات بدنی مین مشغول ہوتا ہے اور
جسمانی آلام سے ایذا نہین پاتا اور تعلق جسمانی سے علیحدہ ہونے کی استعداد فی الحال
حاصل کرتا ہے ۱۲ [2] جسطرح ہم عوام عالم معقول سے آنکھین بند کیے ہوئے ہین اور عالم
محسوس مین بیدار ہین اسکے برعکس عارف ادراک لطیف اس عالم سے آنکھ بند کیے ہین اور اس
عالم مین بیدار رہتے ہین ۱۲ [3] راجہ لوگون نے ہی ہے کہ بازیگر آیا اور سحر مین تصرف کیا اور اسکی حکایت پہلے ذکر ہو چکا

دیکھا تھا چاہا کہ دوبارہ دیکھے ایک مہم کے بہانہ سے وزیر کو ساتھ لیکر
باہر نکلا اور دکن کے پہاڑ مین گیا اور وہ زمین اسطرح دیکھی کہ گویا
پہلے سفر مین دیکھی تھی اور وہان پر مہتروں کی جماعت ظاہر کردی
وتسکی حقیقت حال پوچھی بڑی توم تلاش سے خسر کا گھر پایا اور
وہان جاکر دیکھا کہ بوڑھی جوان عورتین رو رہی ہین اور اپنی سلس
کو پہچانا اُس سے پوچھا کہ کیون روتی ہو کہا میری ایک لڑکی تھی اُسنے
ایک نیک مزاج خاوند پایا ایک لڑکی دو لڑکے اُس سے ہوے
ایک مدت تک دونون باہم رہے سہے جب اس ملک مین کال
پڑا داماد زن بچہ لیکر یہان سے چلا گیا اب خبر اُنکی نہین ملتی کہ کہان
گئے اور کیا اُنکو پیش آیا راجہ نے اُسکی بات سُنکر چشم تر کے ساتھ
وزیر کی طرف نگاہ کی اور خوشدامن کو تسلی دی اور انعام بھی دیا
اور وہان سے واپس شہر مین آیا اور ہکا بکا رہگیا کہ او دیا کا بھی عجب
تصرف ہے سچ کو جھوٹھ اور جھوٹھ کو سچ کرتی ہے رامچندر نے کہا اے برہمن مین

اگیان بھو کا کے معنی لغوی جہل و نادانی ہے یہان بیدانتی یعنی صوفیہ ہند کے نزدیک ایک اصطلاح مقرر ہے کہ اس حالت کی جسکی شرح کر رہا ہے اس سے تعبیر کرتے ہین ۱۲ چند تھا رجع
اگیان بھو مکا کا دہ ہے کہ ذکر ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ چیز اپنا اور دنیا تصور
کرے اور در حقیقت نہو جسطرح گرمی مارنے ہیبے کی آنکو سراب کو پانی
خیال کرتی ہے اور بھنگا ایک کو دو دیکھتا ہے ۱۲ بینک ۱۲

اس مقام پر حیران ہون اور میری حیرت ہرگز نہین جاتی کہ خواب کا
معاملہ کسطرح سچ ہوگیا اور راجہ لون نے چار گھڑی کے اندر بارہ سال
کسطرح دیکھے بسشٹ نے فرمایا کہ اودیا کی خاصیت یہی ہی اور اسکا
کام ہی کہ ایسے تماشے دکھلائے اور جوگا وہ برہمن کی حکایت تو سنے
تو یہ بات خوب تمکو معلوم اور واضح ہو جائیگی اور یہ حکایت انشیم پرکرن میں آگے
آویگی اور ... باب الفنا ۱۲

تمام ہوئی اذپت پرکرن اور چوتھا اسحت شرع ہوا

عالم ایک تصویر ہی جسکا نقاش کوئی نہین یعنی پیدا کرنے والا اسکا
کوئی نہین اور یہ اشارہ توحید کے مسئلہ کی طرف ہی اسواسطے کہ آفرینش
مقتضی دوئی کی ہی نہ اسکے رنگ ہی کہ پرم آتما بے رنگی سے نہین نکلا
ہی نہ اسکے مکان ہی کہ پرم آتما کو دکھلا دیتا ہی اور پرم آتما کے مکان نہین
اور کوئی دیکھنے والا نہین کہ دل کے سوا کوئی شی نہین ہی کہ یہ وہی
صورتین دیکھے اور دل بھی امر موہوم ہی بہین دل عالم کا آئینہ ہی اور
آتما دل کا آئینہ جسطرح کوئی صورت اپنی آئینہ مین دیکھے اور اس آئینہ کو
اپنی صورت کے ساتھ دوسرے آئینہ مین دیکھے اور ان دو آئینہ مین

یعنی مہتر انی سے شادی کرنا اور اولاد ہونا اور اکال پڑنا اور اس کا نون سے نکلجانا
آخر حکایت تک جسین بارہ سال گذر گئے ۱۲

فرق یہ ہی کہ چونکہ آئینہ دل ہی یعنی نہایت روشن اور لطیف تو کوئی
تصرف صورت مین نہین کرتا اور دل کے آئینے مین کسی قدر
دھندھلا پن ہی اور آئینہ جو دھندھلا ہو اچھی طرح صورت کو نہین دکھلاتا
ای رامچندر آئینہ کا اختیار صورت کی نمایش مین نہین ہی اسی طرح حق
عالم کے دکھلانے مین مختار نہین بلکہ یہ نمود آپ ہی آپ ہی اور اسکے
ظہور وجود کے لوازم سے ہی۔ ای رامچندر یہ عالم جو آئینہ حق مین نظر آتا ہی
نہ کاسن ہی یعنی خالق اور نہ کارج یعنی مخلوق اور نہ ایسی شی ہی کہ دلبستگی
اور تعلق خاطر کے لائق ہو پس اپنے دل کے آرام دینے کو وہی ایک
طلب کر کہ جسکا یہ سب ظہور ہی اور اسکے سوا جو کچھ نظر آئے وہم اور
خیال ہی جسطرح ایک پتھر کا تختہ کہ اپنی ذات مین کوئی نقش نہین رکھتا
بلکہ ہاتھ اور قلم کے تصرف سے ہزارون نقش اسمین ظاہر ہوتے ہین
اس مقدمہ مین شوکر پسر بھرگ رکھیشر کی حکایت سنو حکایت ای رامچندر
مندر پہاڑ مین جہان رنگ برنگ کے پھول پھولتے ہین بھرگ نامے
رکھیشر عبادت اور ریاضت مین مشغول تھا اسکے ایک لڑکا تھا شوکر نام

حق ۱۲ مقدس ۱۲

یعنی ہیولی اور صورت مین بلا وسایط لطیف کا ملنا محال ہی ۱۲

یہی قول حکماء اشراقین یونانی کا ہی کہ نہایت تقدس اور تنزہ حق سے اس عالم صورت تک وسایط کثیر درمیان ہین اور عقل اول برزخ ہی وجوب اور امکان کے بیچ مین اسکا داہنی طرف وجوب اور بائین طرف اسکے امکان ہی عقل اول سے دسوین عقل تک مراتب کا تفاوت ہی ۱۲ یہ اشارہ مسئلہ ایجاب کی جانب ہی جو اختلافی ہی متکلمین اور حکماء و صوفیہ کے درمیان ہی ۱۲

نہایت عقیل اور دانا اور حسن صورت اور ادب مین موصوف وہ
ہمیشہ باپ کی خدمت کیا کرتا اور نادانی اور غفلت کو چھوڑ کر معرفت کے
مرتبہ کو نہین پہونچا تھا ایکبار بھرگ رکھیشر جو اس کو قابو مین لا کر نزد کے
مقام (یعنی استغراق بمشاہدہ) مین کلپ سمادہ بیٹھا تھا جسطرح کوئی راجہ
ہو کر دشمنون کو مغلوب کر شان شوکت کے مکان مین جلوس کرتا ہو
اس درمیان مین اندر کی ایک نچنیا عورت جسے اُپسرا کہتے ہین
نہایت حسن و لطافت کے ساتھ عمدہ پوشاک پہنے اور طوبیٰ کے
پھول کا ہار گلے مین اور ہوا سے اُسکی زلفین بکھری ہوئین جیسے
آسمان پر چمکتی بجلی ہو بن ٹھن کر چلی جاتی تھی یکایک شوکر کی نگاہ اُسپر
پڑی اور ہزار دل آسکا فریفتہ ہو گیا اور عشق نے ایسا بیقرار اُسے
کر دیا کہ باپ کی خدمت سے معذور رہا بے صبری اور بیقراری کے
مارے دل کے سنکلپ یعنی خطرہ اور باطن کے تصرف سے اندر کی
مجلس مین حاضر ہوا اور اندر کو سلام کیا اور اندر نے بھی اُسکی تعظیم اور
توقیر کی اندر کی مجلس کو بھی حسین عورتون نے بھر رکھا تھا کہ جسطرح
باغ کی چمکتی شاخ کو رنگا رنگ اور خوشبودار پھول بھرتے ہین شوکر اُسی
اپسرا کو وہان دیکھ کر اور بھی مشتاق ہوا اور وہ بھی شوکر کو دیکھ عاشق ہو گئی
اور ایک دوسرے کے خواہان وصال ہوئے شوکر نے ہمت کو نصرف

تاریکی شدید پیدا کی جیسے ہوا و بہار پہلے کو پیدا کرے دیوتا باہر ایک
اپنے ٹھکانے سے گئے اور تخلیہ ہو گیا شوکر اپنی معشوقہ کے ساتھ درخت
طوبی کے سایہ میں عیش و عشرت مشغول ہوا اور تین کروڑ پچاس
لاکھ اور ساٹھ ہزار سال اسی حال میں بسر کیے پھر اُسکے دل میں آیا
کہ یہ سب کچھ چین چان ریاضت اور عبادت کی بدولت ہی شاید
میری ریاضت کا پھل ختم ہوا ہو یہ خیال کیا تھا کہ موٹا بھدا بدن اُسکا
آسمان سے زمین پر گر پڑا اور لطیف بدن چاند کے آسمان میں گیا
اور برف بنکر ملک بنگالہ کی طرف برسا اور شالی یعنی دھان بن گیا او
اُس ملک میں ایک برہمن تھا اُسنے یہ دھان کھائے تو آب منی
پیدا ہوا اور اُس سے ایک فرزند تولد ہوا شوکر نام اور شوکر آب منی کو
کہتے ہیں جب شوکر سن بلوغ کو پہونچا مرتاضین اور منیشروں کی صحبت
میں بیٹھا اور اُنکے اثر صحبت سے عبادت کی توفیق پائی اور عمر بیاد حق

منہ
میں چاہتا تھا کہ اس داستان کی تاویل کروں مگر جب اس داستان کے رموز و غوامض پر خیال
جاتا ہے تو خاموشی بہتر معلوم ہوتی ہے ورنہ نربکلپ میں سادھو بیٹھنا بھرگ رکھیشر باپ شوکر کا
اور اسپر سے اندر کا خطرے سے گذرنا اور عاشق ہوجانا اور شوکر کا باپ کی خدمت سے باز رہنا
اور اندر کی مجلس میں اپنی قدرت سے جانا اندر یا دہ تاریکی پیدا کرنی اور ملائک کا دور کردینا
اور معشوقہ سے خلوت کرنی سب کی تاویل کیجائے تو ہمیں لوگوں پر غالباً نہایت اشارات مخفی
نہ رہینگے ایسے مطالب کا داستان کے پیرایہ میں ادا کرنا حکماء ہند پر ختم ہی ۱۲

تیس کرور اور ستر ہتو لاکھ برس محنت کی اور وہان ایک ہرنی سے اسکے
لڑکا ہوا اور پرورش اسکی کرنے لگا اسکی تمنا تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہو اور
بڑی عمر پاوے اور گیانی اور دانشمند ہے لیکن بیٹے کی تکمیل سے پیشتر
باپ گذر گیا اور چند تنزل اور دیکھ آخر کو ایک مرد متقی کے گھر میں
تیسیوں پسر ہی حاصل کیا جب بڑا ہوا تو ریاضت کرنے لگا اس نے
میں بھرگ نے تین لاکھ ساٹھ ہزار سال کے مراقبہ سے افاقہ میں آکر
دیکھا کہ بدن اسکے بیٹے شکر کا سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے مگر عبادت
اور ریاضت بھرگ کی برکت سے وہ جسم خاک نہیں ہوا اور بھرگ کے
خوف سے جانوروں نے نہیں کھایا ہے بھرگ کے مراقبہ کی مدت کا
حساب دیوتاؤں کے ایام سے جنکا ایک دن ہمارے ایک سال
برابر ہے حساب ہوتا ہے ورنہ شکر کی صحبت اپسرا کے ساتھ تین کروڑ پچیس
لاکھ اور ساٹھ سال اور ریاضت اسکی تیس کرور ستر ہتو لاکھ بھرگ کی
مدت مراقبہ سے مطابق نہیں ہوتی یا کہ صحبت اپسرا اور ریاضت
شکر کے تفاوت زمان سے بسط اور پھیلاؤ پر قیاس ہوں تاکہ دونوں
مدتیں مطابق ہو جائیں القصہ بھرگ نے جو یہ حال بیٹے کا دیکھا تو
کال یعنی روحانیت زمانہ پر غضبناک ہو کر چاہتا تھا کہ نفرین اور
بددعا کرے کال نے اپنی اصلی صورت چھ سر اور سو بازو سے نکر

تلوار ہاتھ مین لی اور زرہ بدن مین پہنی بڑی فوج سے آن حاضر
ہوا دیکھا کہ بھرگ بڑے غیظ و غضب مین دریائے قیامت کے
موافق عالم کے ہلاک کرنے کے درپے ہوا ہی اور کہا ای بھرگ آپ
مرتاض برہمن ہین مین جو یہان آیا تو فقط آپکے حفظ مرتبہ کی خاطر
یہ نہ جاننا کہ آپکی نفرین کے ڈر سے مین آیا ہون آپکو خود معلوم ہی
کہ کوئی بد دعا اور حادثہ مجھپر اثر نہ کریگا اور بہت سے برہانڈ اور برہما
کو چکھ گیا ہون کہ نہ مجھے نفرین کی جو تم کروگے آپ ایسا تصور
کرین کہ مین بھوکا ہون اور آپ میری غذا ہین اگر شاستر کی راہ سے
کرم بھوگ یعنی سزائے اعمال کو ملاحظہ کرو ہر طرف لاکھ غذا اور لاکھ
کھانے والے پڑے ہین کائنات تمام غذا ہی اور اعمال بد کھانے والے
کوئی شی عالم مین خواہ مزے کی قسم سے ہو یا الم کی قسم سے مگر نتیجہ نیکی
کا نیکی اور بدی کا بدی ہی اور آپ دانا بینا ہوکر کسواسطے دیدہ و دانستہ
نادان بنتے ہی اور خیال نہین کرتے کہ کس عمل سے تمھارے بیٹے
کے سامنے یہ معاملہ پیش آیا اور جو حقیقت کی نظر سے دیکھو حادثات
کے پیش آنے مین کردار ہو یا پاداش ہماری تمھاری تقصیر نہین نہ
اُسمین کوئی تصرف ہی بلکہ یہ سب تقاضائے تنوعات وجود اور شیونات
الٰہی ہین جیسے دریا تو لہرین لیتا ہی اپنے محیط مین ہنگے کو زعم ہی کہ کشاکش مجھی

حاصل کلام یہ ہی کہ ہر شی ایک مظہر ہی اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا اسکو
طعنہ دینا بعینہ خلق تعالی کو طعنہ دینا ہی اور زمانہ کا بھرگ کو لعن طعن سے
باز رکھنا اس بنا پر ہی کہ جو حدیث مشہور مین آیا ہی کہ زمانے کو گالی
مت دو کہ زمانہ خدا ہی کال یعنی روحانیت دہر نے کہا کہ ای بھرگ مین تمہارے
(یہ عبارت مترجم کی طرف سے ہی جس قول کی مطابقت مقصود اور شہادت منظور ہی)
بیٹے کا ماجرا اب بیان کرتا ہون جسوقت آپ دریاے مشاہدہ مین
مستغرق تھے بیٹا تمہارا ابسرا سے اندر کو جسکا لسوچی نام ہی دیکھ کر
عاشق ہوگیا اسکے پیچھے پیچھے اندر کے شہر مین پہونچا اور اسکی صحبت
مین رہا پھر وہ راجہ ملک اوجین کا ہوگیا اور تھوڑے اور تنزل حیل کر
حال کے تنزل مین ایک برہمن کا بیٹا بنا ہی باسدیو اسکا نام ہی گنگھار کے
دریا پر عبادت کر رہا ہی اور آٹھ سو برس گذرے کہ وہان سے جنبش نہین کی
جی چاہے تو مراقبہ کرو اور اسے دیکھو اور اسکے حال سے مطلع ہو بھرگ تھوڑی
دیر مراقبہ مین بیٹھا اور بیٹا دیکھا اور اسکے تنزلات سے آگاہ ہوا۔ اور مراقبہ بعد
کال سے کہا ای بزرگ ہم تمہارے نے سمجھے ہین اور ہماری عقل تمہاری عقل کے
آگے ایسی ہی کہ جیسے بچے کی عقل ہو اور عقل تمہاری ایسی ہی کہ زمان ماضی
حال اور استقبال کی خبر کو کہتے ہو کال یہ گفتگو سنکر ہنس پڑا اور بھرگ کا
ہاتھ پکڑ وہان سے چلتا ہوا اور دونون گنگھار کے دریا کنارے آ اُترے

زمانہ حکماے ہند کے نزدیک ایک جوہر قائم بالذات ہی اور روحانی قدسی صفات ہی اور تغیرات اسکے اعراض ہین

اور لڑکا دیکھا اور اُسے مراقبہ سے افاقہ مین لائے لڑکا اُٹھا اور دونون کی
تعظیم تواضع کی اور کہا میری جہالت جو شاستر کے پڑھنے اور رات دن
کی عبادت سے نہین گئی تھی آپ کے دیدار سے دور ہوئی تمہاری
نظر مین آبحیات کی خاصیت ہے اور مین گستاخانہ دریافت کرتا ہون
کہ آپ دونون صاحب کون ہین اور کہان سے تشریف لائے
بھرگ نے کہا کہ تو اپنے مراقبہ اور مشاہدہ کی توجہ سے دیکھ ہم کون ہین
باسدیو دو گھڑی مراقبہ مین گیا اور اپنے تنزلات سب یاد کیے اور
جان گیا کہ ان دونون مین سے ایک بھرگ اسکا باپ ہے اور دوسرا کال
ہے اسکے بعد باسدیو نے تبسم اور تعجب کیا اور کہا دل کے سنکلپ
اور وہم و نظر کا بھی عجب ظہور ہے کہ اتنے عالم اور مرتبے اور زمانے
اور مکانات آسنے دکھلائے اب آپکے دیدار پُر انوار فیض آثار سے
جو کچھ جاننا چاہیے تھا وہ مین نے جانا اور جو کچھ دیکھنا چاہیے وہ
دیکھا اور معلوم ہوا کہ عالم جو پہلے مین نے دیکھا تھا وہ سب سنکلپ
اور تصرف دل سے تھا اور یہ عالم جو اب نظر آتا ہے اسی قسم کا ہے اور سب
وہم و خیال ہے اور مین سمجھا کہ بغیر از شین سروپ کے سب ہیچ ہے اے
والد بزرگوار اب مین آپکے ساتھ چلتا ہون اور اپنے
پہلے جسم کو دیکھون بعد اسکے مندر پہاڑ کو گئے اور شوکر نے اپنے

یعنی شوکر اب باسدیو نام سے تناسخ مین پایا ہے ۱۲ تناسخ ۱۲

سنکلپ یعنی نیت اندیشہ اور خطرہ ۱۲

سنکلپ نیت اندیشہ و خطرہ ۱۲

یعنی ذات حق عز و جل ۱۲

مندر ایک پہاڑ کا نام ہے جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے ۱۲

فُردہ بدن کو دیکھ باپ سے کہا کہ اس بدن کو آپ نے بڑے ناز و
نعمت سے پالا تھا اب دیکھیے کہ کیسا خشک پڑا ہے لیکن کیا آرام سے
بلا خطرہ اور سنکلپ کے ہے کاش جتنے آدمی کا بھی یہ حال ہوتا کال
بولا اب تو اس بدن مین داخل ہو جیسے ایک بڑا راجہ اپنے
آرامگاہ مین داخل ہوتا ہے اور بدستور سابق اُستادی شیاطین کی
کرتا رہ اور کہا اے بھرگ اور اے شوکر فی امان اللہ ہم رخصت ہوتے
ہین شوکر باشدیو کا جسم چھوڑکر اپنے قدیم جسم مین در آیا بھرگ نے
اپنے آبخورے کا پانی سوکھے بدن پر چھڑکا وہ سوکھا بدن بدستور
سابق تر و تازہ اور خوش رنگ ہو گیا اور باپ بیٹے دونون اسی پہاڑ مین
رہنے سہنے لگے اے رامچند بھرگ اور شوکر کی حکایت تجھسے مین نے
کہی اور حالات اور واقعات اُنکے ظاہر کیے اسواسطے کہ اس کام
کی حقیقت سے مطلع ہو کر اپنے حال کی صلاح مین کوشش کرے
اور اپنی بہتری ہاتھ سے نہ دے اے رامچند جسنے اپنی بہبود مین فکر کو
درست کیا اور حقیقت واقعی کو سمجھ لیا اور لذت لوک پرلوک یعنی دنیا
و آخرت کی چھوڑ دی اور خطرات اُسکے برطرف ہو گئے اور اُسکے
دل کی چڑیا باسن کے جال سے چھوٹ گئی اور زلال اُسکی حقیقت کا
امکان کے گندلے پن سے الگ ہو کر پاک صاف ہو گیا جسطرح گندلا

پانی نرملی کے ڈالنے سے صاف ہوجاتا ہے (اور نرملی ایک تخم ہے جسکو گھسکر پانی میں ڈالتے ہیں کہ پانی صاف ہوجاے) اور جو دل آرزو اور خواہش سے خالی ہوا اور غفلت کی قید سے نکلا جسطرح ایک جانور کہ پنجرہ کی بندش سے خلاص پائے اور چودھوین رات کے چاند کے موافق نورانی ہوگیا اور ستوگن[1] کی صفت کہ اسکی اصل ہے ظاہر ہوئی۔ عمدہ اور اعلے درجہ کے دیوتا جیسے بشن و برہما مہادیو اور اندر اسکے التفات کے محتاج ہوجاتے ہیں بلکہ وہ اسکے احوال پر التفات کرتا ہے اور یہ سب بندھے جکڑے عالم اور اہل عالم نظم اور انتظام کی قید میں ہیں اور فرصت الٰہین سے خالی رہے اور عارف عالم کے احوال کو بلا خواہش اور بغیر آرزو کے دیکھتا ہے جسطرح کوئی بازار میں بیٹھے اور تماشا دیکھے اور جو سامنے سے گذرے اسکی طرف رغبت اور توجہ نہ رکھے بی بی بچہ کو خوب پہچان کر انسے صحبت رکھتا ہے اور کسی طرح کا نقصان انسے نہیں پاتا جیسے کوئی چور کو جانکر اس سے صحبت رکھتا ہے اور چور اسے آزار نہیں پہونچا سکتا اے رامچندر جو شخص دل کو اپنے قابو کر رکھے اور تھوڑے جر سے خوش رہ سکتا ہے

[1] ستوگن وہ ہے جسکو اصطلاح حکما میں نفس ملکی اور اہل اسلام کی شرح میں نفس مطمئنہ کہتے ہیں ۱۲ ستو صفات کے یہی تعینات کرتے ہیں (حا) ور بشن اور مہادیو عالم کبیر میں مشہور ہیں عالم صغیر میں نفس ملکی و بہیمی و سبعی سے تعبیر کیے جاتے ہیں ۱۲

اور اگر اسکو اسی کے طور طریق پر چھوڑ دے وہ عالم کی نعمتوں سے
اسکا پیٹ نہین بھرتا اور مثل ایسے شخص کے ہی جو قید مین رہکر
ہر غذا اور لباس پر قناعت کرے اور جو فارغ البال ہی وہ کسی چیز سے
جو ملے راضی نہین بلکہ سات ولایت کی سلطنت سے بھی سیر نہین ہوتا
اور ہمیشہ دوزخ کی طرح زیادتی کی خواہش رکھتا ہی ملنیت کبھی
تو سیر ہو مثل سعدہ دوزخ * مگر کہ رکھے خدایا تو ان تیرے دوزخ مین تا
جسنے دل کو تسخیر کرلیا ہر چند اسکو کوئی آرزو نہو لیکن اگر اچانک اسکے
دل مین آئے کہ یہ بڑا کام جو کوئی اسپر قادر نہین سمجھے بن پڑے
اسکا دل بڑی طاقت سے انجام کو پہونچائے مثلاً ایک فقیر ہو کہ
بڑا بادشاہ اسکا معتقد اور مسخر ہو گو اپنی ذات سے اسکو کوئی غرض
نہو مگر مصلحتہً کسی کام کا ارادہ کرے کہ اہل عالم اسکے سرانجام سے
عاجز ہون وہ عظیم الشان بادشاہ خود اپنے اوپر منت رکھو خدمت
اسکی بجالائے - اے راجچند دل کو عجب قدرت حاصل ہی جب
روح کو بڑے امورات کی رہنمائی کرے کہ ولایت بدن کا بادشاہ
ہی دانا وزیر خیراندیش کہہ سکتے ہین اور جب علم کے پڑھنے پر باعث
ہو تو استاد مشفق اسے جاننا چاہیے اور جب بدن کی پرورش
کرے جو تکمیل روح کا منشا ہی باپ کے بجائے ہی اور جب اپنے تئین

فنا کرے کہ آتما کے کام پورے ہون اور اصلی مطلب حاصل کرے تو فرزند
رضا جو کے بجائے ہی کہ اپنے باپ کے کام مین اپنے آپ کو تصدق کرتا ہی اور
جب اعتماد کے لائق ہو تو یار وفادار ہی اور جب معرفت کا مزہ پانے کا سبب
ہی تو معشوق عورت کے مشابہ ہی کہ باعث حصول لذت ہی آی رامچند حواس اور
قوے پکے دشمن اور زبردست ہین اُنکی شرارت سے بے فکر مت ہونا
اور ہمت کی ناو پر چڑھ دریاے خطرات اور پریشان مشاغل سے دنیا کے
اتر جانا اور حقیقت کی یافت سے آسودہ ہو اور دامم و بیال دگت کی
طرح خدا تعالی سے غافل اور خلق خدا سے لڑائی جھگڑے پر تیار رہنا (نام کئی شیاطین بدکار ۱۲)
اور بھیم و بھاس و ردوھ کے موافق معرفت الہی سے فیضیاب ہونا۔ دامم (نام کئی شیاطین نیک ۱۲)
و بیال دگت بدکار اور جاہل پریشان روزگار شیاطین ہین اور بھیم و بھاس
اور ردوھ گو اصل پیدائش مین شیطان ہین الا دانائی اور معرفت کے
مرتبہ کو پہونچے ہین اجمالاً اُنکی حکایت یہ ہی حکایت ملک پاتال یعنی نیچے
کے طبقہ زمین مین جہان سب دولت اور نعمت موجود ہی اور کثرت سے
خوشرنگ پھول اور لطیف میوے اُسمین ہین ایک شیطان ہی سنبر[1] نام اور اُسنے
اپنے خیال کے طلسم سے جو شیطانونکا خاصہ ہی اور جسکو مایا کہتے ہین ایک لشکر طیار کیا
اور کئی بار اندر کی لڑائی کو بھیجا جب دیوتاؤن نے قابو پاکر اُسکے لشکر کو زیر و زبر اور سردارون کو ہزیمت

[1] سین مہملہ مفتوح با نون ساکن اور بائے موحدہ مفتوح با رائے مہملہ ساکن ۱۲

قتل کر ڈالا سنبر نے دوسرا لشکر مایا سے کھڑا کیا اور آپ لڑائی پر چڑھا
اور ایک بڑی جمعیت کو اندر کے لشکر سے مارا اور امراوتی شہر کو
تاخت و تاراج کیا اندر بھاگ سمیر پہاڑ مین چلا گیا پھر دیوتاؤن نے
قزاقی اختیار کی اور شیطانون کو قتل کیا کرتے اس وجہ سے سنبر نے
ورق ہو کر تین دیت اپنی مایا سے اور پیدا کیے بڑے زبردست
زور آور کہ انپر کوئی غالب نہو (دیت کے معنی شیطان ہین) اور تین
شیطانون سے ایک کا نام دام اور دوسرے کا بیال اور تیسرے کا
نام کت رکھا اور انکو اپنے لشکر کا سردار بنایا اور حکم دیا جو انکے
سامنے آئے مار ڈالین اور قتل کے سوا دوسرا انکا کام نہ رکھین
اور وے باسنا ہرگز نہ رکھتے تھے جو محسوسات کے میل جول سے
حاصل ہوتی ہین اور مارے جانے اور زخم اٹھانے سے انکو کچھ
پروا نہ تھی اور مرنے جینے مین تفاوت نہ کرتے سنبر نے انکو ایک
بڑے لشکر کے ساتھ پھر اندر پر بھیجا اور اس دفعہ شیاطین ایسے غالب
ہوے کہ دیوتاؤن سے کوئی انکا مقابلہ اور انکے سامنے ہتھیار
اٹھانے کا حوصلہ نہین رکھتا تھا اور اسقدر مارے گئے کہ حساب و
شمار نہ تھا اور جہان کہین جاتے شیاطین انکا پیچھا کرکے مارتے
اور قید کر لاتے آخر الامر دیوتا لوگ برہما کے پاس فریادی گئے

اور حقیقت حال عرض کی برھما نے جواب دیا کہ یہ تین دیت
بڑے زور آور ہین اور عالم کی خوبو اور باسنا کے تصرف سے خالی
ہین اور جو زور آور کہ انکو باسنا نہو ہرگز مغلوب نہین ہوتے تم
لوگ ایک ہزار سال تک صبر کرو اور جو تمھارا حال ہو اسمین رہکر
لڑتے رہو اور جینے مرنے اور بھاگنے سے مانوس کرو کہ یہ
جاننے لگین کہ بدن شی عزیز ہی اور اسکی نگہداشت سب چاہتے
ہین اور جینا اچھا اور موت بری اور بھاگنا ہیات اور بقا کا سبب ہی
اور ایسا کرو کہ ہزار سال کے اندر یہ باتین انکو ملکہ ہوجائین اور
سیکھ جائین اور باسنا مین پھنسین ہرچند کوئی عالم کا بڑا مرد ہو جب
زنجیر مین بندھ جائے تو اسے مغلوب جانو جیسے کہ شیر زنجیر مین
بندھ جائے یہی سبب ہی کہ ارباب معرفت تمام عالم سے بڑھکر
مردانہ ہوتے ہین اور باسنا کی صفت انمین نہین ہوتی جو نامردی
اور ہارنے کی جڑ ہی اور جو ہزار سال تک شیاطین باسنا کے عادی
ہوجائینگے تمسے ہارجائینگے اسپر مطمئن ہوکر جو ہمنے کہا اسپر عمل کرو دیوتا
لوگ برھما کے فرمانے کے موافق لڑائی کا برتاو کرتے رہے اور ہزار
سال تک ہاتھ پانون مار آخرکو غالب آئے اور تینون دیت لشکر
سمیت مارڈالے۔ اے رامچندر تم دام خیال کت کی طرح باسنا کے

جال مین نہ پڑ وتیبن تو مغلوب ہوگے عالی ہمتون کو مغلوب
ہونے سے عار اور ننگ ہو رامچندر نے سوال کیا کہ یہ تین دیت
کسطرح پیدا ہوسے بششٹ نے فرمایا کہ جیسے پرم آتما کے حرکت
اور سنکلپ سے مثل ہمارے تمھارے پیدا ہوسے نہ ہمارا خارج
مین وجود ہو نہ انکا وہی وجود مین ہمارے انکے تفاوت کچھ نہین
یعنی تعینات اور تشخصات وجود کے معدوم مطلق ہین اور وجود
حقیقی خاصہ پرم آتما کا ہو اے رامچند تمام عالم آتما مین مندرج اور
کھپا ہوا ہو اور ظہور اسکا علم پرم آتما کے لوازم سے ہو اور آتما سے
باہر کوئی شی نہین پس جسنے اپنے کو جزو دیکھا اپنی صورت وہمی
مین بند ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے ملک ہو نہ مال اور افسوس
اُرکا بھی نہین اُسکی یہ مثل ہو کہ اپنے گھر مین خزانہ ہو اور نہ جانے اور
فقیر کی حالت ہو کہ گلی در گلی پھرتا ہو اور جسنے اپنے کو کل جانا قید تمام
کائنات سے خلاص ہوا بلکہ خود کل ہوا اے رامچند جسنے باطن کے نور سے
اپنی کلیت سمجھ لی جتنے دیوتا ہین اُسکی حفاظت کرتے ہین جیسے برہما
کی قیامت آنے تلک کرتے ہین اور صاحب مقام کلیت کو مین آدمی
سمجھتا ہون باقی کو حیوانات جانتا ہون اے رامچند جو کلیت یعنی معرفت
کی طرف میلان رکھے اگر شاستر اور آسمانی کتب کے موافق سلوک کرے

تو مطلب کو پہونچتا ہی اور جو نیک اعمال کی ورزش بغیر اہل معرفت کے
سخن کو معرفت کا وسیلہ بنائے جسقدر سمجھے اُسکا سمجھنا اُسکے سفرت
کرتا ہی چنانچہ راہ یعنی راس کا سر عین آبحیات کے پینے مین قطع کیا
(اور راہ ایک دیت کا نام ہی کہ دیوتاؤن مین چھپ کر آبحیات کے
پینے مین شریک ہوا تھا چاند سورج نے مطلع اسپر ہو کر سب کو خبردار
کردیا اور راس کا سر قطع کیا ہرچند آبحیات امرد کو جلاتا ہی مگر چونکہ اُسنے
ادب اور روش سے نہین پیا سر اُسکا برباد گیا اور روش یہ تھی کہ
دیوتاؤن سے اجازت لیکر پانی پیتا) اور اجیند جو کوئی شاستر پڑھے
اور اُسکے بموجب عمل کرے اور معرفت کا خواستگار رہو اور رفتہ رفتہ
سلوک کرے اور اپنے کام مین اضطرابی نہ کرے تو ممکن نہین کہ مطلب
کو نہ پہونچے معرفت جو مدت کے بعد ہاتھ آتی ہی اُسکا ثمرہ قوی ہی اور زوال
اُسکو نہین ہی اے راجیند دانا اگر چاہے کہ اپنی دانائی کا امتحان کرے
ایسے مقامات پر جائے جہان کوئی اُسکی عزت نہ کرے اور اس سبب سے
اپنے نفس مین تغیر نہ پائے تو جان لے کہ دانا ہی اور دانا کے ہتھیارات
یہ ہی کہ دولتمند اور مالدار اُسکی طرف کم التفات کرین اور جو اہل دولت
کے نزدیک شان اور عزت حاصل کرے باوجودیکہ یہ عزت ذلت اور
حکمت سے کم نہین ہی اُسکا نشان یہ ہی کہ اُسمین نقصان باقی ہی اور

خداتعالی کے نزدیک اسکی عزت کی قدر نہین ای رامچند عمدہ طریق معرفت کے حصول کا نیک اعمال کی ورزش ہی اور کوئی چیز انسان کے کمال مین شاستر کے پڑھنے کو نہین پہونچتی اس سے بہتر نیک صحبت اور خدمت سادھ سنگم کی ہی ای رامچند سادھ سنگم وہ ہی کہ شاستر کا اسنے کوئی عمل نہ کیا ہو اور بُرے صفات اسکے جاتے رہتے ہون ای رامچند آہنکار کو جو مین نے عیب لگایا سو اس سبب سے کہ اپنی ذات کو بدن ٹھہرا کر کہتا ہی کہ مین نے اچھا کپڑا پہنا اور اگر آہنکار کی حقیقت کو سمجھ کر کہے کہ من واسطے مراد برہما ہی تو آہنکار عین معرفت اور دانائی ہی رامچند نے کہا کہ آہنکار کی حقیقت مفصل بیان کیجیے بششٹ نے فرمایا کہ آہنکار والے تین قسم کے ہین ایک وہ ہی کہ بدن کے میل جول سے اپنے کو عین بدن جانتا ہی اور کہتا ہی کہ مین لانبا یا پست قد ہون دوسرا یہ کہ مین کہتا ہی اور جیو آتما اسکی مراد ہو اور جانتا ہی کہ مین لطیف ہون اور بدن سے الگ ہون اور بدن سے مجھے کچھ تعلق نہین تیسرا یہ کہ مین کہے اور برہما آتما مراد لے اور جانتا ہی کہ مین کل ہون اور عین برہم ہون پہلی قسم ناقص ہی اور دوسری قسم کامل اور تیسری قسم اکمل ہی اور پہلی قسم کو عارف لوگ ظاہر مین برا جانتے ہین اور مکروہ سمجھتے ہین اور نہین کہتے کہ میرا اعضا اور میرا کوزہ اور میری نعلین ای رامچند بششٹ نے

جب جانا کہ داسم بیال کت باسنا کی شامت سے ہار گئے تو کہا تین
دیت اور بناؤن جو گیانی ہون اور شاستر جانتے ہون اور اہنکار کے
پابند ہوں پھر کوئی غالب نہوگا یہ منصوبہ سوچکر تین اور دیت بھیم بہاس
درڈھ اپنی مایا سے بنا لیوے اپنی معرفت اور شجاعت سے تمام دنیا کو
وہم اور تمثیلون کا تماشا جانتے تھے اور ہمیشہ دیوتاؤن سے لڑتے اور
غالب آتے اور مدت تک انکی ولایت کو زیر زبر رکھا جب کبھی اہنکار
کی بوباس انکے دماغ مین آتی اور غیریت اور دوئی کا خطرہ انکے دل
مین گذرتا فوراً معرفت اور دانائی کے زور سے دور کردیتے اور کسی سے
انکی دوستی تھی نہ دشمنی اور اکثر دیوتاؤن کو بے سبب مارا اور جلا دیا
بچے کچھے انمین کے ناچار ہر طرف کو بھاگ گئے اور بشن کی پناہ لی جسطرح
گنگا ہمانچل پہاڑ برف سے ہزار نہرین بنکر زمین پر آئین اور سمندر مین ملین
اور جسطرح بادل کے لشکر کو تیز ہوا بھگاتی ہے اور وہ پہاڑون مین پناہ لیتے
ہین بشن جو دیوتاؤن کا پشت پناہ تھا اُسنے تینون دیت کو سدرشن چکر
کی آتش سے کہ بشن کا ہتھیار ہے جلا دیا اور تینون کو انکی معرفت اور
دانائی کے باعث بہشت مین جگہ دی بسشٹ نے فرمایا کہ یہ تین دیت
چاہے کتنے ہی شریر اور بدکار ہون مگر اہنکا بڑا اور باسنا جو انسے جاتی
رہی تھی گیانی ہوئے اور مکت پائی اے رامچند تو بھی باسنا دور کر اور

عارف بنجا اور رکمت کے مقام کا واصل ہو اور عالم کے تفرقون کو جو عقل کے زیر زبر کرنے والے ہین فانی کر۔ اے رامچند گنج معرفت کی کنجی کیا ہی تمام لذات اور آرزو کا بھول جانا اور بید شاستر کا پڑھنا الا نازک طبیعتون کو شاستر کا پڑھنا اور ورقون کا گردانا موجب تکلیف ہو اور کل شاستر کے مضمونون کا خلاصہ ایک سخن ہی وہ مجھسے سنو اور اسپر عمل کر جو شی کہ نفس اسکو میٹھی اور مزہ دار جانے خواہ دنیادارون کو پسند ہو خواہ نہو اور خواہ مطابق شاستر کے ہو یا نہو اسکو زہر قاتل اور آتش جلانے والی سمجھ اور اسکے پاس نہ جا۔ اے رامچند ہم نہین کہتے کہ دنیا اور لذات دنیا عارف محقق کے حق مین مضر ہین یہ سب گفتگو تعلق اور دلبستگی کے دور کرنے کی ہی پس جب عارف نے جان لیا کہ اسکے دل کو مطلوب حقیقی سے پورا آرام ملگیا پھر اتفاق سے اگر کوئی نعمت اور لذت دنیا کی اسکے سامنے آئے اور اسکو سمجھ بوجھ تصرف مین لائے تو یقین ہی کہ یہ فعل اُسکا حرص اور تعلق خاطر کی راہ سے نہو گا اور ضرر اسکو نہ پہونچائیگا اے رامچند جسکو عنایت اور ہدایت الٰہی سے معرفت اور دانائی نصیب ہوئی دل اور باسنا اور آہنکار اُسکا اُس سے خود بخود جاتا رہیگا اور غافل کو یہ خیر ہین بھاری زنجیر ہین اے رامچند عارف کا دل ترنجنی ہی یعنی اسکی بابت

کچھ نہین کہا جا سکتا نہ آنند سروپ کہ ادراک کو نہین رکھتا اور نہ
غمناک کہ آتما سے ایک ہوگیا ہو نہ ساکن کہ اندر باہر کے سب کام
اسکے تعلق ہین نہ ہست کہ واقعی کوئی چیز نہین اور نہ نیست کہ
معرفت اور رہائی اسپر موقوف ہو رامچند نے پوچھا اے برہمن کائنات
ظاہر ہوئی اور حقیقت مین عین چد آتما ہو اسکی نمود چد آتما مین کیونکر
ہو اور چد آتما خود بھی نظر آتا ہو یا نہین بسشٹ نے فرمایا کہ آکاش
نہایت لطافت سے نظر نہین آتا چد آتما جو ہزار گونہ اس سے
لطیف تر ہو کسطرح نظر آئے اور چونکہ کائنات تعین مین غیر چد آتما
کا ہو پس لا انتہا نقوش جو نظر آتے ہین کائنات کی صورت ہو کہ
چد آتما کے آئینہ مین نظر آتی ہو اور چد آتما خود نظر نہین آتا جسطرح
صورت آئینہ مین نظر آتی ہو اور آئینہ نظر نہین پڑتا اور نسبت نمود
کائنات کے حق مین ایسی ہو کہ نسبت نمود موج کی دریا مین کہ دریا سے
پیدا ہوتی ہو اور دریا مین دکھلائی دیتی ہو اے رامچند نمود کائنات کی
مع اسکے توابع اور لواحق کے حق مین نور حق سے ہو جسطرح
صورت کی نمود آئینہ مین اسی آئینہ کی روشنی اور صفائی سے ہو
پس متوسط دانائی اور نادانی جانتا ہو کہ حق کو دیکھتا ہو اور خطا کی
بلکہ جو کچھ دیکھا وہ صورت کائنات ہو کہ حق مین نور حق سے دیکھا فقط

اور انہیں ارشاد کا طریق یہ ہے کہ شاگرد سے اول ہی مرتبہ حقیقت کا بیان کرنی لازم نہیں ورنہ دوزخ کی راہ اسکو دکھلانی ہے بلکہ پہلے پہل شاستر کا پڑھنا اور معرفت اور معاملت کا سلوک اُسے فرمانا چاہیے سر حقیقت کا ارشاد کرنا لائق نہیں ہے الا جبکہ پوری آزمایش ہوچکے۔ رامچندر نے پوچھا استاد آپکی باتوں نے جو دودھ کے دریا کے موافق پاک اور لطیف ہے مجھے غفلت کی نیند سے بالکل جگا دیا اور حقیقت کو میں نے خوب سمجھ لیا مگر کبھی کبھی میری دانائی کا چہرہ نادانی کے پردے میں ہوجاتا ہے سبب کیا ہے حالانکہ حق جو پرکاش سروپ یعنی عین نور ہے ہمیشہ ظاہر ہے پھر کسلیے طالب کی نظر سے کبھی چھپ جاتا ہے یہ حقیقت پھر میری خاطر نشین کیجیے بششٹ نے فرمایا کہ میری باتیں اول سے آخر تک ایک ہیں اور سخن وہی ہے جو روز اول تمسے میں نے کہی جب تمھاری معرفت کمال کے درجے کو پہنچیگی اور اسکو وسعت ہوجایگی یہ حقیقت آپ ہی آپ تمھارے اوپر کھل جائیگی تحقیق سخن یہ ہے کہ تین قسم کے آہنکار جو پہلے ذکر ہوچکے وہ تینوں اودیا میں داخل ہیں یعنی جہل اور نادانی میں اور پہلی قسم کو پچھلی قسم دور کرتی ہے اور گویا اسکا علاج ہے اول کو دوسری دوسری کو تیسری اور قسم سوم

جو کاملترین قسم ہی اُس سے یہ مُراد ہی کہ جاننے مین عین برہمہ
ہون یہ بات بھی جب کہ تم خوب سمجھ لو غیریت اسے خبر دیتی ہی
اسواسطے کہ اِس عبارت مین کہ مین برمھو ہون دوئی لازم آتی
ہی پس اس حالت مین جذبۂ الٰہی چاہیے کہ اس تیسری اودیا کو
بھی برطرف کرے اور مین کو درمیان سے اٹھا ڈالے فقط برمھو رہے
اور پھر عارف اور معرفت سے معروف کے سوا نشان باقی نہو
اور حق کو بجز حق کے نہ پہچانے اہ راجچند قسم اول اور دوم کی
اودیا تمسے جاتی رہی ہی ہان تیسری قسم کی اودیا باقی ہی چونکہ اس
قسم مین بھی ایک اثر نادانی اور غفلت کا باقی ہی تو کبھی کبھی
مطلوب حقیقی تمسے آڑ مین ہوجاتا ہی اور جسوقت جذبہ الٰہی
جلوہ گر ہوا پھر پردہ درمیان مین نہین رہتا اگر یہ کہین کہ اودیا
کا اودیا سے علاج کسطرح ہوسکے کہ دونون ایک قسم کی ہین
اور ہر مرض کا علاج اُسکی ضد سے ہوتا ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ
ضد کا معالجہ ضد سے ظاہری امراض مین ہوتا ہی اور یہ قاعدہ
امراض باطن مین معتبر نہین ہی اور اِسکی بہت سی مثالین
ہین مثلاً ہتیار کو ہتیار سے روکتے ہین اور میلے کپڑے کو
ریہ سے اور سانپ کے زہر کو دوسرے زہر سے اور پانون مین

جو کانٹا چبھا ہو اُسے دوسرے کانٹے سے نکالتے ہین اور الماس کو الماس سے تراشتے ہین اے رامچند جو سخن کہ ہم تجھسے کہتے ہین سرت اُسکو درست اعتقاد سے قبول اور اُسپر عمل کرو دلیل اور حجت کے مقید نہو ورنہ اپنے وقت کو ضائع کرنے مین یہ تیری سعی ہی کہ دلیل اور مالاالدلیل دونون تمھارے اوپر ظاہر ہونگے رامچندر نے پوچھا کہ اودیا سے مراد نادانی محض ہی اور آتما گیان سروپ ہی یعنی عین علم اور نادانی کا علم مین پیدا ہونا محل تعجب ہی فرمائیے کہ یہ نادانی آتما کے اندر کسطرح اوپجی اور جی بسشٹ نے فرمایا کہ مجھسے یہ سوال نہ کرو اور مین بھی اسکا جواب نہین دے سکتا آپکو اسی قدر فکر کرنی چاہیے کہ اودیا کسطرح دور ہوتی ہی اور مطلب اودیا کا دور کرنا ہی۔ اے رامچند جسکو اودیا ہو اُسے اس فکر مین نہ پڑنا چاہیے کہ اودیا کیا چیز ہی اور کسطرح پیدا ہوتی ہی اور کسطرح دور ہوتی ہی کہ یہ باتین ایک بڑا وقت چاہتی ہین اور طالب صادق کا وقت اسمین سے عزیز تر ہی کہ ایسی باتون مین صرف کیا جاسکے بلکہ جو ذکر شغل کہ اُستاد سے سیکھا ہو اُسمین مشغول ہو کہ ضروری ہی اور علاج اودیا دور کرنے کا بھی یہی ہی نہ کچھ اور فکر اور تدبیر۔ اے رامچند جب آدمی کسی وہمی چیز مین پھنسے تو اُسی وقت اُسکی حقیقت پر اطلاع ناممکن ہی جسطرح کوئی خواب مین نہین جانتا کہ مین خواب مین ہون

یا جو کچھ دیکھتا ہون وہ خواب مین دیکھتا ہون اور اس وہم کا علاج
اسوقت کسی کے ہاتھ مین نہین ہی جسطرح خواب مین کسی کا مقدور
نہین کہ اپنے کو بیدار کرے پس اودیا کی حقیقت کو اودیا کے دور
ہونے پر تم سمجھوگے سردست اپنا وقت تلف نہ کرو اے رامچندجی اسروپ
یعنے حق تعالی عین دانائی ہی جب ایک بدن سے متعلق
ہونا چاہا اپنے تئین اس ارادہ کی صورت سے مقید کیا اور جیو آتما
نام ہوا اور جب یہ قید کچھ زیادہ ہوئی آہنکار پیدا ہوا جب اور قید
بڑھی بدھ اسکا نام ہوا اور بدھ کے سنکلپ سے من پیدا ہوا اور
من کے سنکلپ سے پانچ گیان اندری کہ سامعہ و باصرہ و ذائقہ
شامہ ہین ظاہر ہوئیں اور حواس کے سنکلپ سے پانچ کرم اندری
کہ گوینده اور گیرنده اور رونده اور عضو بول اور عضو براز ہین اور
ظاہر اور باطن کے اعضا پیدا ہوگئے اور اس مجموعہ کا نام بدن ہی
پس آتمانے اہل قیود کو اپنے آپ سے پیدا کرا اپنے تئین مقید اپنے
کیا ہی جسطرح ریشم کا کیڑا ہو کہ ریشم کے تار اپنے ہی لعاب سے
نکال خود اسمین پھنستا ہی اے رامچندجی سروپ نے ان وہمی
قیود کو اپنے آپ سے نکال اپنے تئین اس جال جنجال مین
الجھایا ہی جسطرح بیج درخت کو اپنے آپ سے نکال کر خود اسمین

در آیا اور ڈالی پھول پتی مین جلوہ گر ہوا اور رامچندر یہ دل جو غم کی آگ
مین جلا بھنا اور غصے کا اژدہا اُسے نگل گیا اور شہوت کے دریا کی
لہرنے اُسے غرق کیا اور نہایت پریشانی سے اُسنے اپنے خالق کو
بھلا دیا اُسکو دلدل مین پھنسے ہاتھی کی طرح باہر نکال کہ تیرے کام
آئیگا اور جسنے اس ناچاری کی حالت مین اُسپر رحم نہین کیا وہ ایک
شیطان ہے آدمی کی صورت کہ ذرہ اُسکو درد اُدھر نہین ہے- رامچندر نے
پوچھا کہ اصل کائنات کی دل ہے اس نسبت مین سب یکسان ہین پھر
ایک انمین سے بڑھا کسطرح ہوجاتا ہے بسشٹ نے فرمایا پہلی چیز
جو برھم آتما سے پیدا ہوئی جیو آتما ہے اور برھم آتما روح مطلق کا نام ہے اور
جیو آتما روح اور روح بہ تھوڑی توجہ اور تصرف سے دل کی صورت بنگیا
اور پہلے پہل جو چیز دل سے پیدا ہوئی شبد ہے جسکو سامعہ سُنتی ہے
آواز ۱۲
اور آکاش کا مادہ وہی آواز ہے اور دل اور آکاش کی ترکیب سے
سپرش ظاہر ہوئی کہ لامسہ اُسکو پاتی ہے اور ہوا کا وہی مادہ ہے اور من اور
آکاش سے تا درُوپ پیدا ہوئی کہ باصرہ اُسکو پاتی ہے اور آگ کا
وہی مادہ ہے اور دل اور آکاش و ہوا و آگ سے رس ظاہر ہوئی
لذت اکلی ۱۲
کہ ذائقہ اُسے پاتا ہے اور پانی کا مادہ وہی ہے اور دل آکاش ہوا آگ
پانی کے ملنے سے گندھ یعنی بُو نے صورت پکڑی کہ شامہ اسے

پانی ہی اور خاک کا وہی مادہ ہی اور شبد کے معنی آواز ہین اور سپرش وہ چیز ہی جو چھوئی جاسے اور روپ جو چیز کہ دیکھی جاتے اور رس جو چکھی جاسے اور گندھ جو سونگھی جاسے) پس آکاش مین شبد ہی اور ہوا مین شبد اور سپرش ہی اور آگ مین شبد سپرش اور روپ اور پانی مین شبد سپرش روپ اور رس اور خاک مین شبد سپرش و روپ و رس اور گندھ اور ان پانچون عناصر نے اپنے مادون سمیت باہم خوب مل جل کر خاص مزاج پیدا کیا جو تینگے کے مانند آگ مین نظر آتا ہی اور اس تینگے نے آہنکار و بدھ یعنی عقل اور حواس سے قوت پائی جیسے بیل کہ پختگی کے وقت بڑھ جاتا ہی (اور بیل ایک مشہور میوہ ہی) اور انسان کے نیلوفری دل مین بھونرے کے مثل قرار پایا چونکہ برھما کا نام اول ہی سے من مقرر ہوا اب بھی اسکا نام دل ہی حالا بہت منزلین طی کر چکا اور دل بدن کی صورت تصور کر جسمانی تجلی کے ساتھ نمودار ہوا جسطرح سونا جس قالب مین آئے اسی قالب کی شکل نظر آتا ہی اور پہلا ظہور جو عقل علم اور ریاست سرداری اور کامون کی رغبت اور حرفون پیشون کی طاقت سے آراستہ ہوا آسے برھما نام پایا جب اسکی پیدایش کامل ہوئی تو اسے فکر مین ہوا کہ مین کسواسطے پیدا کیا گیا اور کشف باطن سے جانا کہ پہلے برھماؤن نے

کیا گیا تھا اور اُنکی صفات کیا تھین انکی پیروی کی اور تمام دنیا کو
مناسب تفصیل اور ترتیب کے ساتھ بطون سے ظہور مین لایا
اور اسلیے کہ عالم کا انتظام اور مصالح کی تکمیل اور اصلاح مفاسد اور
نفوس اعلے ادنے کی تربیت کے لیے چار آسمانی کتابین اہل
جہان کو پہونچائین اور قرار دیا کہ اُسکی اولاد احفاد کے علما چھتیس
کتاب سمرت کی جنمین روزانہ عملیات اور احکام اور چھ شاستر جنمین
عقائد اور اصول دین کے اور اٹھارہ پُران جنمین حکایات رمز و کنایہ
کی اور صحیح واقعات عالم ہون اور تمام فائدہ بخش کتابین تالیف
کرین اس سے ظاہر ہوا کہ اتنی ترکیب اور ترتیب کے جو مذکور
ہوئین دل صورت اور معنی برھما کا ہی اور عالم اُسکے سنکلپ سے
ظاہر ہوتا ہی اور سنکلپ کے فنا ہونے سے وہ بھی فنا ہو جاتا ہی
جسطرح تیل کے ہو چکنے سے چراغ کی روشنی جاتی رہتی ای
رامچند دانائی اور فہمید کی نشانی یہ ہی کہ جسمانی لذات مین جو عوام کا
جال ہی آپ نہ پھنسین اور جو تمھارے پاس نہو اُسکا ارمان نہو
اور نہ آزردگی ہو اور جو ملے اُسپر خوش رہو بشرطیکہ تعلق اُس سے
نہو اے رامچند دنیا کے اسباب دانا کے شغل کو مانع مزاحم نہین کہ
اُس سے آلودہ نہین ہوتا ہی جسطرح نیلوفر کی پتی کہ پانی مین رہتی ہی

اور آپس سے میل نہین کھاتی - اے راجچند عالم کا دریا باسنا کے پانی سے
پُر ہے جو دانائی کی ناؤ پر سوار ہوا صحیح سلامت اس دریا سے گذر گیا
نہین تو ڈوب گیا - اے راجچند دانا اور آفتاب ایک ہین کہ دونون ہمیشہ
راستہ چلتے اور سفر کرتے ہین اور توشہ بغیر نہین ٹھہرتے اور جو راستہ
یعنے بے توشگی ان کو مانع سفر نہین ہوتی
مین کوئی نعمت ملے تو اسکی طرف نہین جھکتے - راجچند یہ باتین سنکر
بہت خوش ہوا اور دل نے آرام پایا اور اپنی خاطر جمع سے ستایا
راجچند نے کہا کہ بیشتر آپ نے فرمایا ہے کہ برہما بشن کی ناف سے پیدا ہوا
پھر کہا کہ آکاس سے پیدا ہوا اور آکاسج اسکا نام ہوا اب آپ فرماتے
ہین کہ دل سے پیدا ہوا یہ اختلاف کس سبب سے ہے بسشٹ نے کہا
کہ ہمنے برہما اور تمام مخلوقات کے باب مین جو بیان کیا مقرری امر نہین ہے
حقیقت حال یہ ہے کہ برہما اور مخلوقات کی پیدائش مکرر ہوئی اور ہوتی
ہے تو لازم نہین کہ ایک ہی طور سے ہو ہر دفعہ کہ نئی دنیا پیدا ہوئی عالم
کی ترتیب وضع اور ترکیب مین بھی اختلاف ظاہر ہوا چنانچہ کبھی عالم
کی آفرنیش مہادیو سے ہوئی اور کبھی برہما سے کبھی بشن سے اور کبھی
برہما کے نو لڑکون سے جو رکھیشر تھے اور برہما کبھی تو نیلوفر کے پھول سے
ظاہر ہوا کبھی پانی سے اور کبھی برہمانڈ سے جو مرغ کے انڈے کی شکل
ہے اور پہلے مخلوقات عنصری سے کبھی آکاش کبھی ہوا کبھی آگ اور کبھی خاک

اور زمین مین ایک وقت درخت ہی درخت تھے اور ایک چہپا زمین
آنسے خالی نہ تھی اور کبھی آدمی سے بھری تھی اور کبھی تمام پہاڑ تھے
اور کسی وقت مین تمام زمین سونے کی تھی حاصل کلام اصل عالم قدیم
ہی دور اور جگ متواتر آتے ہین اور دنیا مین کوئی شی نہین جسمین اول
مخلوقات کہہ سکین اسواسطے کہ ہر مخلوق اوضاع و ادوار کی تکرار سے
مکرر ظہور مین آتے ہین اور کھنڈ پرلے مین جو چھوٹی قیامت ہی ضرور نہین
کہ تمام اشیا بعینہ موجود ہون اور مہاپرلے یعنی بڑی قیامت متواتر مین
برہمانڈ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہی اور ہر ایک چیز ہر وقت مین جیسے
پہلے دور مین تھی پھر بعینہ ظاہر ہوگی اب داشور برہمن کی حکایت سنو
حکایت بکھ کے ملک مین ایک بیابان ہی جسمین سایہ دار درخت
اور خوش آواز چڑیان بہت ہین وہان ایک برہمن تھا داشور نام
سولوما کا بیٹا رہتا تھا جو مشہور رکھیشر تھا باپ بیٹون نے جگون
اس بیابان مین عبادت کی اتفاقاً باپ مرگیا داشور باپ کے مرجانے
سے بہت رویا پیٹا اور حد سے زیادہ بیقرار ہوا اس درمیان ایک
عورت دیبیون سے اسکے پاس آئی جسکو بن دیوتا کہتے ہین اور
جنگل مین رہتی ہی اور جنگل کے ہر ایک قطعہ کی حفاظت انمین سے
ایک ایک کے سپرد ہی اور نظر نہین آتین اور کبھی دکھلائی دیجاتی ہین

اور اپنے کو ظاہر کر باتین کرنے لگی کہ آپ پنڈت ہین اور دانا دنیا کی
ناپایداری کی کیفیت سے کسواسطے بیخبر ہین جسطرح کوئی جاہل
کہ حقیقت کار سے آگاہ نہو گریہ وزاری کرے نہین جانتے کہ دنیا مین
جو آیا چند روز دنیا مین رہ کر دوسرے عالم کو چلا جاتا ہی جیسے سورج
نکلا اور مغرب مین تھوڑے وقت بعد جا چھپا داشور نے بن دیوتا
کی بات سُنکر کسی قدر تسلی پائی اور ماتم اور غم سے نکلا باپ کی تجہیز
و تکفین کرنے لگا پھر بدستور قدیم عبادت اور ریاضت اور طہارت
مین بسر کرتا اچھے اعمال اور صفاے عبادت سے اُسکی طبیعت پر
لطافت اور پاکیزگی غالب ہوئی اور کہا کہ روے زمین نجاست کے
سبب میرے بیٹھنے کے لائق نہین ہی ایسا ہو کہ درختون کی لچکتی
ڈالیون پر چڑیا کی طرح بیٹھا رہون اور اِس نیت سے آگ کی پوجا
شروع کی اور اپنے گوشت کے تکہ تکہ کرتا اور آگ مین ڈالتا ایک عرصہ
بعد آگ کی روحانیت صورت مجسم پکڑ اُسکے سامنے آئی اور بولی
اس ریاضت اور مشقت سے تیرا کیا مطلب ہی بیان کر کہ تیرے لیے
وہ موجود کرون وہ بولا مین چاہتا ہون کہ درخت کی نازک ڈالیون پر
بیٹھا عبادت کیا کرون آگ کی روحانیت نے اُڑنے کی قوت جو کہ
چڑیون کو ہوتی ہی اُسے بخشی بعد ازان داشور درخت کلان جدا و نیچے

پہاڑون پر تھے اپنا مکان قرار دیکر وہان جا بیٹھا اور انواع اقسام کی
ریاضت اور عبادت دل کے سنکلپ سے بلا غرض بے مطلب کی
اور اُن اعمال پسندیدہ کی برکت سے آپ ہی آپ بے مرشد اور
اُستاد کے معرفت کے درجے کو پہونچ گیا اور باطن اُسکا نورانی ہوا
اب بن دیوتا جو پیشتر باپ کے واقعہ مین نصیحت اور ماتم پُرسی کو آئی
تھی پھر آئی اچھی صورت تحفہ پوشاک سے جو پھول کی پتی کے موافق
نازک اور لطیف تھی ظاہر ہوئی داشور نے پوچھا تو کون ہو اور کیا تیرا
مطلب ہی بن دیوتا نے جواب دیا کہ میرا جو مطلب ہو تم ایسے بزرگون سے
حاصل ہوسکتا ہو اور اس بیابان کی جسکا یہ درخت حضور کی نشست سے
رونق پر ہی مین بن دیوتا ہون اس بیابان کی حفاظت میرے ذمہ
ہی ایک دن بسنت کے موسم مین کہ کامدیو کی پوجا کا وقت ہی تینون
لوک کی عورتین نندن بن مین جمع ہوئی تھین اور سب کی گود مین
لڑکے تھے اور میرے لڑکا نتھا غیرت کی آگ سے مین جلی اسلیے
مین تمھارے پاس آئی ہون آپ جو قدرت طولی رکھتے ہین ایک
لڑکا مجھے عنایت فرمائیے اور جو یہ آرزو میری پوری نہو تو آگ جلاکر
اُسمین جل مرونگی داشور بن دیوتا کی بات سُنکر مہربان ہوا اور ایک
پھول اُسکے ہاتھ دیا اور کہا مہینے بھر مین لڑکا تیرے پیدا ہوگا چونکہ لڑکا

تامس یعنی غصہ سے تونے حاصل کیا ہی دیر مین عارف ہوگا
بن دیوتا نے ایک مہینے مین ایک لڑکا جنا پرورش اور تربیت
اسکی کرنے لگی جب بارہ سال کا ہوا تو داشور کے سامنے لائی اور
کہا یہ لڑکا مجھسے اور تمسے پیدا ہوا اس مدت مین تمام علوم مین نے
اُسے سکھلا دیے اب تمھاری باری ہی داشور بولا کہ یہ میرا لڑکا ہی
میرے پاس اسے چھوڑ جا اور رخصت ہو مین اسکی تربیت کرونگا
بن دیوتا لڑکا چھوڑ چلی گئی داشور مدت تک اُسکو تعلیم کرتا رہا علم بید و
بیدانت مین اسکو کامل کر دیا بسشٹ نے فرمایا کہ ایک شب میرا
گذر اُس جنگل مین ہوا اور اُس درخت کے قریب پہونچا جہان
داشور تھا اور گفتگو جو لڑکے سے کر رہا تھا وہ مین نے سُنی وہ کہہ رہا تھا
کہ ایک نمکین بات اور نئی داستان عالم کی حقیقت مین تجھسے کہتا ہوں
ہوش کے کان سے سُنو حکایت دنیا مین ایک راجہ ہی سو نام
جو تینون لوک مین نامور ہی دنیا کے راجہ لوگ اُسکے حکم کو جواہرات
کی طرح سر پر رکھتے ہین اور کوئی راجہ قوت ہمت اور شجاعت مین اُسکا
ہمسر نہین ہو سکتا اُسکی شکوہ اندر روشن و مہا دیو کے حوصلہ مین نہین
سماتی اور شان اُسکی بڑے بادشاہون کے ہوش اڑاتی ہی روح
اُسکی تین بدن سے تعلق رکھتی ہی اعلیٰ اوسط ادنی اور وہ آکاش مین

ظاہر ہوتا ہی اور وہین رہتا ہی اور وہین چھپ جاتا ہی اور اسنے
آکاش مین شہر آباد کیا ہی کہ اسکے چوادہ کوچہ ہین اور ہر کوچہ مین
موتیون کی مالائین پڑی ہین اور اسکے ایک کوچے مین سات
بڑے حوض ہین اور ناف شہر مین جنگل اور باغ اور پہاڑ بہت
ہین کہ دولتمند اور بادشاہون کے عیش کا مقام ہی اور راجہ کی درگاہ
مین دو شعل روشن کرتے ہین ایک گرم دوسری سرد اور شہر کے
تمام گھر ملتے ہین بعضے اوپر بعضے نیچے اور بعضے درمیان اور ہر گھر
مین سفید لکڑی لگائی اور لکڑیان مٹی گارے مین رکھی ہین اور
ہر گھر مین پانچ چراغ روشن اور ہر ایک گھر مین نو دروازہ اور کھڑکیان
بیشمار اور ہر ایک کا ایک چوکیدار مقرر ہی کہ گیان کی روشنی سے
معلوم ہوتا ہی راجہ چوکیدارون کے ساتھ ان گھرون مین سیر کرتا ہی اور
جس گھر مین سیر کرتے کرتے تھک جاتا ہی اسے چھوڑ جاتا ہی اور کبھی
چاہتا ہی کہ ناتیار گھر مین آ ہبے یہ ارادہ کیا اور گھر بنگیا داشور کے
بیٹے نے باپ سے پوچھا کہ راجہ سونہ اور اسکے شہر کی جو کیفیت
آپ نے بیان کی اسکی حقیقت واضح تر فرمائیے داشور نے کہا
کہ اول چیز جو چدا کاش مین آپ ہی آپ نمودار ہوئی اور متصوفہ
اسکو سنکلپ کہتے ہین راجہ سونہ وہی ہی اور اسکا ظہور مادہ ظہور

عالم کا ہوا اور اسکی فنا سے سب عالم فنا ہوجاتا ہی۔ بشن مہادیو اور اندر اُس آفتاب کے ذرے ہین اور تھوڑے ارادہ مین کرین برہما بن جاؤن وہ برہما ہوجاتا ہی اور شہر برہمانڈ ہی اور تین بدن راجہ کے ایک سوگن دوسرا رجوگن تیسرا تموگن مشہور ہی ستوگن صفت بقا ہی کہ اُسکا مظہر خاص بشن ہی اور رجوگن صفت ایجاد ہی جسکا مظہر برہما ہی اور تموگن صفت افنائی ہی کہ اُسکا مظہر مہادیو ہی شہر کے چودہ کوچے چودہ لوک ہین یعنی چودہ ملک نیچے کے سات لوک کے نام مہاتل اتل تبل سُتل تلاتل رساتل اور پاتال ہین اور بیچ کے ایک لوک کو بھولوک کہتے ہین اور اوپر کے چھہ لوک انترچھ لوک سُرلوک مہالوک جن لوک تپرلوک سُرلوک ہین اور موتی کی مالائین جو اوپر ذکر کی گئین اور دریا اور نہرین کہ چودہ لوک مین جاری ہین اور سات حوض سات سمندر ہین اور بیابان باغات پہاڑ جنکو بادشاہون کا عیش باغ بتلایا کیلاس سُمیر وغیرہ ہین اور دو مشعل کیا ہین ایک چاند دوسرا سورج اور رہنے گھر اہل جہان کے ابدان ہین اوپر نیچے تمام دیوتا اور آدمی اور حیوانات ہین اور سفید لکڑی مٹی مین استخوان گوشت مین لگے ہین اور ہر گھر کے پانچ چراغ پانچوان حوش ہین اور نو دروازہ دو سوراخ آنکھ کے اور دو سوراخ کان کے

اور دو سوراخ ناک کے اور منھ اور پیشاب اور پاخانہ کی راہ کے ہین اور ہر ایک گھر کا چوکیدار آہنکار ہی اور ارادہ بغیر ملنے گھر مین آنے کا ارادہ تعلق حاصل کرنے کا سنئے بدن کے ساتھ ہی اے صاحبزادہ یہ شہر بنایا سنکلپ کا جو درست فکر کے ساتھ سنکلپ کو دور کرے تمام شہر خراب اور نیست نابود ہو جاوے اے لڑکے لاکھ برس زمین یا سُرگ لوک مین یا پاتال مین تو عبادت اور ریاضت کرے جب تک سنکلپ کی آنکھ تیرے اندر باقی ہی خلاصے تجھے نصیب نہوگی بیٹے نے پوچھا کہ سنکلپ کسطرح پیدا ہوتا ہی اور کسطرح زیادہ ہوتا ہی اور کس تدبیر سے فانی ہوتا ہی داشور نے کہا کہ تھوڑی نگاہ چیتن سروپ کی سنکلپ کا بیج ہی اور جب وہ بیج ہرا ہوا چیت اُسکا نام ہوا اور جب بڑا درخت ہوا پورا سنکلپ ہی ہی اور سنکلپ خود بخود ہوتا ہی اور خود بڑا ہوتا ہی اور خود بخود جاتا رہتا ہی بسشٹ نے فرمایا باپ بیٹے کی باتین سُنکر مین بہت خوش ہوا اور اُنکے پاس گیا میری تواضع تعظیم کی اور رہنے کو جگہ دی تمام رات صحبت رہی صبح کے وقت اُنسے رخصت ہو کر اشنان کے لیے گنگا پر گیا اے برامچندا اہل دنیا مین دو کمال ذاتی مشہور ہین ایک کرتا بودن کہ جسطرح کے کام اور صنعت کا ارادہ کرے وہ تھوڑی

توجہ مین پورا ہوجاتا ہی اور دوسرا اکرتا بودن کہ اُس سے کوئی کام نہو سکے ان دو کمال سے جو تمھین پسند ہو مبارک ہو اگر تم کرتا ہوتے ہو تو سمجھا جائیگا کہ تم عین حق ہوگے جسنے عالم کو پیدا کیا۔ اور جو اکرتا ہوتے ہو تو معلوم ہوگا کہ تمکو ذات مقدس الٰہی مین کامل فنا ہوئی ہی اور ہر حال مین تم نور پاک ہو کہ اہل عالم کی عقل کو تمھاری صفت کے ادراک مین ہرگز راہ نہین ہی کمال اول مرتبہ الوہیت ہی اور دوسرا کمال مرتبہ حقیقت ذات صرف کا۔ ای رامچند جسنے روح کے وصال کا مزہ پایا ہی دنیا بھر کا مزہ اُسکے سامنے بے مزہ اور ناپسند ہی جسطرح کہ ایک شخص خوبصورت رمز شناس ظریف عورت کے ساتھ صحبت رکھتا ہی یقین ہی کہ بھونڈی صورت بے شعور عورت کی صحبت اُسکی طبیعت کو مکروہ معلوم ہوگی ای رامچند عقل سے بہرہ اُسی کو ہی کہ جس طرف کو نگاہ کرے پانچ عنصر کی پیدائش کے سوا اور کچھ نہ دیکھے اور سب طبیعت خاصیت مین یکسان ہین طبیعت صحیح اور فطرت سلیم اُسے آگاہ کرتی ہی کہ کب تلک ان مکروہ اور بے مزہ چیزون مین لت پت اور مبتلا رہیگا کوئی نئی چیز نہین کہ عقلمند کو اُس سے لذت حاصل ہو اور موقع نعمت اور لذت اُٹھانے کا ملے ای رامچند کچھ بیٹیا برہسپت کا جو مراقبہ کرا فاقہ مین آیا اُسنے ایک اشلوک پڑھا جسکا یہ مضمون ہی کہ

کہان جاؤن کیا کرون کونسی چیز لون اور کونسی چیز چھوڑون کل عالم اندر باہر مجھسے مملو ہی پھر کیا مانگون کہ تحصیل حاصل ہی اور سب میری حقیقت کو لازم ہی اور کس سے نفرت کرون اور بھاگون اور اپنی حقیقت سے کیونکر باہر آؤن بسشٹ نے فرمایا کہ اے رامچند کچ کی یہ گفتگو تفریح طبع تھی نہ کہ وحشت اور نفرت کی راہ سے کہ عارف ہمیشہ خوش وقت رہتا ہی اور شگفتگی اسکی طبیعت کو لازم ہی شادی کا دن غم کی رات اسے یکسان ہی جیسے سوتے کا نیلوفر رات دن کھلا رہتا ہی اور معمولی نیلوفر رات کو بند ہو جاتا ہی

تمام ہوئی اٹھسٹھ پرکرن اور پانچوین اٹیم پرکرن شروع ہوئی

مایا یعنی آفرینش عالم کی خواہش کہ باعث اسکے ظہور کی ہی دو صفت رجوگن و تموگن کے ساتھ کائنات کو پیدا کرتی ہی اور کائنات کا ایک ایک ذرہ اسکے ساتھ قائم ہی جیسے گھر ستون سے قائم ہو اور یہ سب اودیا ہی یعنی اثر غفلت کا کہ عارف کو اس سے گذرنا اور اسکو چھوڑنا چاہیے اسی واسطے رامچند آپکو بھی چاہیے کہ جو مال متاع دنیا کا آپ کے پاس ہی اسکے چھوڑنے مین زحمت برداشت نہ کرو کہ تمھارا ضرر نہین ہی اور جو کچھ نہین ہی اسکی تلاش مین کوشش نہ کرو کہ وہ تجھسے الگ نہین اور تیرے ساتھ ہی۔ اے رامچند معرفت کی دولت دو طرح سے

ہاتھ آتی ہی ایک مشہور ہی کہ جو مرشد کے ارشاد اور شاستر کے پڑھنے
اور نیک اعمال کے کرنے سے ملتی ہی اور دوسری محض عنایت
الٰہی سے کہ بے تلاش اور تردد کسی کو نصیب ہو جسطرح ایک میوہ
کہ آسمان سے گر پڑے اور بے مانگے ہاتھ آئے اور اس طریقہ مین
ایک حکایت تمسے بیان کرتا ہون ہوش کے ساتھ سنو حکایت
اے رامچندر راجہ جنک مدیہ نگری کا بسنت کی فصل مین باغ کی سیر کو
گیا تھا نوکر چاکرون کو چھوڑ آپ سبزہ اور پھولون کے دیکھنے مین
مشغول ہوا اتفاق سے ایک گروہ کامل عارفون کا باغ کے
ایک گوشے مین بیٹھا باہم گفتگو کر رہا تھا انکی باتون کو سنا اور انکو
نہ دیکھا ایک کہتا تھا کہ مرد خوبصورت عورت سے تعلق خاطر کرتا ہی
اور اسکے وصال مین سعی اور آخرکار اسکے وصال سے کامیاب
ہوتا ہی اس معشوقہ کی صحبت کی لذت ایک ذرہ ہی اس سرور کا جسکا
مین طالب ہون دوسرا سدھ بولا کہ بنیش اور بینا اور دیدہ شدہ
ان تینون کو انکی باسنا سمیت چھوڑ پرکاش اور روشنی کا جو کہ ایسے
پہلے ہین اور سب کی اصل ہی مین طالب ہون تیسرے سدھ نے
کہا کہ جو شی ہستی اور نیستی کے درمیان ہی اور دونون جگہہ ظاہر ہی اور
نور زمین آسمان اور تمام کائنات ہی مجھے اسکی طلب ہی چوتھے سدھ نے

[بینائی ۱۲ — دیکھنے والا ۱۲ — دیکھا ہوا ۱۲]

کہا کہ بسکار ہی جسکے ساتھ رد ہو رہا ہو اہی اور ہکار ہی کہ اسکا پرلا سرا ہی
اور اسکو اجپا کا تیرہی کہتے ہین وہ ذات لطیف جو اس اسم اعظم کو
دیوتا آدمی اور جیوانات مین لب وزبان بغیر ہلائے ہمیشہ جپتا ہی اور
سنتا ہی مین اسکی تلاش مین ہون اور سانس کی آمدورفت سے
سوہن ظاہر ہوتا ہی یعنی وہ مین ہون یعنی حق مین ہون اور یہ
ذکر ہمیشہ سوتے جاگتے بے اختیار ہر جاندار سے جاری ہی جو اس
ذکر کو سنے اور سمجھے عارف ہی اور جو نہ سنے اسکا نہ سننا مانع اس
ذکر کا نہین ہی چونکہ ابتدا اور حال مین حق پوشیدہ ہی اور سالک
ظاہر پچھلا نفس جو پوشیدہ ہی وہ حق کی طرف اشارہ ہی اور اوپر کا
نفس جو ظاہر ہی سالک سے مراد ہی اور ہمیشہ کے شغل اور کثرت
تکرار سے یہ تکرار پلٹ جاتی ہی ہنسو حاصل ہوتا ہی اور حق ظاہر
اور سالک پوشیدہ ہو جاتا ہی اسلیے اس شغل کو ہنس منتر بھی کہتے
ہین پانچوین سدھ نے کہا کہ دل خلوت خانہ خاص اللہ تعالی کا ہی
جو شخص اس گھر کے مالک کو بھول جاتا ہی اور دیوتاؤن کی طرف
رجوع ہو اسکی مثل یہ ہی کہ کوستبھ من گھر مین اسکے ہو اور کوڑی کی
تلاش مین سرگردان پھرے چھٹے سدھ نے کہا کہ دنیا کا مال متاع
حاصل کرنا مشقت اور ذلت اسکا محفوظ رکھنا تفرقہ اور محنت اور اسکا

بجا تا رہنا افسوس اور حسرت کا موجب ہی جو اپنے دل کو اسطرح بانائین
والے آدمی نہین گدھا ہی سا تو آن بستہ ہو بولا کہ جو اس کی تمنائین سانپ
ہین انمین سے جو سر نکالین اسکو کچلنا چاہیے اور جو شخص اس
قدرت کا ہو وہ پورا مرد ہی اور باقی سب حیوانات ہین راجہ جنک
درویشون کی یہ باتین سن بیہوش ہوگیا اور کانپا اور باغ سے
باہر آیا اور پھر انھون کو رخصت کر محل سرا ے مین داخل ہوا
اور گھر کے کونے مین بیٹھ گریہ اور زاری کے ساتھ کہتا تھا کہ بڑا
افسوس ہی کہ عالم کے حوادث مین ایسا مین سرگردان ہون جیسے
راستے کے پتھر آدمیون کی ٹھوکرون سے جنبش مین آتے ہین
اس لاانتہا زمانے مین عمر میری معلوم ہی کسقدر ہی اور اس
عرصے مین اگر مطلب میرے ہاتھ نہ آئے تو میرے اوپر زدف ہی
بادشاہت اور سرداری مین جی لگانا کوئی فائدہ نہین دیتا امین
جو باقی اور ثابت ہو اور نقصان امین نہو مفقود ہی جو بہت بڑے
ہین جیسے برھما اور دھرو وغیرہ یہ سب فنا ہو جاینگے آدمی کو بچپن
مین نادانی پریشان کرتی ہی اور جوانی مین عورتین اور بوڑھاپے
مین اولاد پھر مین نہین جانتا کہ راحت اور خوشی کا وقت کون سا ہی جو
کچھ ہی اور نظر آتا ہی انجام کو نیست ہو جائیگا جسکو نیک کی صورت دیکھو

اسمین برائی کا اثر پوشیدہ ہی پھر کس چیز مین دل لگانا چاہیے ایسا شخص
جسکی آنکھ کھولنے سے تمام دنیا ادنےٰ سے لیکر اعلےٰ تک ایک لحظہ مین
موجود اور آنکھ بند کرنے سے اسکے قیامت قائم ہو وہ فنا ہوجاتا ہی یعنی
برھا پھر ہم کس شمار قطار مین ہین دل جو اودیا اور نادانی کے درخت کی
جڑ ہی ایک چھپا چور ہی کہ عمر کے نقد ہی کو چرا تا ہی اب مین جاگا اور مین نے
جانا کہ یہ چوٹا گردن مارنے کے قابل ہی اگر تدبیر کے ساتھ تقدیر موافق
ہی تو اسکو قتل کرتا ہون راجہ جنک یہ باتین کہکر خاموش ہوا اور اسکی
یہ حالت ہوئی کہ اگلی پچھلی کوئی بات اسکو یاد نہین آتی تھی ای رامچندر
راجہ جنک نے معرفت کی راہ آپ ہی آپ بے مشقت اور ریاضت
کے پائی اور آپ سے پائی نہ کہ دوسرے سے حقیقت مین معرفت
کی دولت عقل کی صفائی اور باطن کے نور سے ملتی ہی دوسری
شرطین مثل تربیت مرشد اور ریاضت اور جوگ اور دھیان کے
سب حیلہ اور بہانے ہین یہی فہم کی تیزی درکار ہی اور بس اکثر دنیادار
حصول دنیا کے لیے تدبیر اور تلاش کیا کرتے ہین کاش اسکی آدھی
کوشش عقل کی افزونی مین کرین کہ عقل کی کمی غم اور الم کے لیے
بیج اور رنج و محنت کا خزانہ ہی اور روشن عقل سے ہر مطلب عظیم کو
پہونچ سکتے ہین اور جسکی عقل کامل ہی اسمین حرص و ہوا کا عیب

نہین ہوتا جیسے زرہ پوش کہ اُسپر کوئی سلاح اثر نہین کرتا ای رامچند
جو شخص مرتبہ بلند چاہتا ہی اُسے لازم ہی کہ اپنی عقل کو تیز اور روشن کرے
جیسے کاشتکار چاہتا ہی کہ زمین سے حاصلات خوب لے اور وہ زمین
کو نہایت زرخیز کماتا ہی ای رامچند خاطر کا اسطرف تعلق کہ اسکو لیجیے
لینے کے لائق ہی اور اسکو چھوڑ دیجیے کہ چھوڑنے کے قابل ہی عین
گرفتاری ہی جسکی قسمت مین برہما کا دیدار بدا ہی اُسکے سامنے سب
چیزین یکسان ہین اور ہمیشہ حق اُسکی نظر مین جلوہ گر ہی اُمید اور
خوف اور گرفتاری اور آزادی سے علیحدہ ہو سب کے ساتھ ہنسی
خوشی رہتا ہی اور جانتا ہی کہ مین روح لطیف ابدی ہون کہ کسی سے
مخالفت اور بیگانگی نہین ہی۔ ای رامچند عارف آدمی کھڑے ہونے
مین اور بیٹھنے اور راہ چلنے اور سونے اور جاگنے مین سب وقت
برھم کو دیکھتا ہی اور سمجھتا ہی کہ عالم فقط وہم ہی ای رامچند دل اپنی ذات کا
شعور اور ادراک نہین رکھتا اور عقل کے واسطے سے تعلق محسوسات سے
رکھتا ہی اور فریب اُٹھاتا ہی جسطرح لومڑی آپ شکار نہین کرتی اور
شیر کے مارے شکار سے اپنے لیے قوت حاصل کرتی ہی۔ ای
رامچند ہمیشہ اس فکر مین رہو کہ مین آکاش کا محیط ہون اور محسوسات
سے نہین ہون اور آہنکار کو چھوڑ اور نچنت بیٹھو رامچند نے کہا ای بزرگ

آہنکار سے بدن قائم ہی جسطرح درخت جڑ سے جب آہنکار کو چھوڑوں اور اُسکے دو طریق ہین ایک تصور اور خیال جسطرح کوئی توہم کرے کہ بی بی بچے خویش آشنا اور معاش کے اسباب کو جب ترک کرون تو زندگی محال ہی جب اِس وہم کو دور کیا آہنکار برطرف ہوئی اِس آہنکار کے دور کرنے سے بدن بحال رہتا ہی دوسرے واقع مین جیسا کہ جیون مکت کے حصول کے بعد ارادہ کرے کہ بدیہ مکت کے مرتبہ کو پہونچے اور آہنکار مطلق نہ رہے اِس صورت مین بدن بھی نہ رہیگا اور یہ عین مطلب ہی بسشٹ نے فرمایا اے رامچند آہنکار کی چار صورت ہین اول یہ کہ مین ماں باپ سے پیدا ہوا ہون اور اتنا بڑا ہوا ہون دوم یہ کہنا کہ مین لطیف ہون اور بال سے بھی باریک ہون اور فنا ہونے والا نہین ہون تیسرے کائنات سب مین ہون اور کوئی شے اُسکی میرے سوا نہین چہارم مین اور کائنات سب سے شون یعنی خالی ہین پہلی قسم غفلت اور نادانی کی بنیاد ہی اور تین قسم آخر مکت کے لوازم سے ہین اے رامچند تمام کائنات شون یعنی ہیچ ہین اگر کہین عالم کو شون کسطرح کہہ سکتے ہین کہ یہ مذہب شون بادیون کا ہی (اور شون بادی ایک بدمذہب گروہ ہی جو کہتے ہین کہ خارج مین نہ حق کا وجود ہی اور نہ عالم کا

اُسکا یہ جواب ہی کہ یہ الفاظ جو اہل مذہب اپنی اصطلاح مین طرح طرح کے
معنی سے لاتے ہین جیسے شون پرکرت مایا برمھ بگیان شیو پرکھ ایشان
آتما ہم اپنی گفتگو مین ان سب سے مُراد حق لیتے ہین شون اسلیے ہم
کہتے ہین کہ آکار اسکے نہین یعنی شکل اور رنگ اُسکے نہین اور پرکرت
اسلیے کہتے ہین کہ حواس سے نہین پایا جاتا اور مایا اسلیے کہ بہروپیے
کی صفت سُمین ہی اپنے آپکو لاکھہ صورت مین ظاہر کرتا ہی اور برمھ اسلیے
کہ جو نظر آتا ہی عقلی اور وہمی اور خیالی صورت سے مقید ہوتا ہی اور حق
اُس سے بزرگتر اور برتر ہی اور بگیان اسلیے کہ گیان سروپ ہی یعنی عین دانائی
اور شیو اسلیے کہ آنند سروپ ہی یعنی عین سرور و خوشی اور پرکھ اسلیے
کہ پورن یعنی سب جگہ پر ہی اور ایشان اسلیے کہ لطیف ہی اور لطیف
کثیف سب کا محیط ہی اور حاصل جواب یہ ہی کہ ہر چند شون کا لفظ اِس
گروہ کا اصطلاحی ہی کہ اُنکے مذہب مین اہل حقیقت کی اصطلاح ٹھیک
نہین لیکن ہماری مُراد اس لفظ سے دوسرے معنی ہین جیسے لفظ پرکرت
اور مایا اور برمھ و بگیان و شیو و پرکھ و آتما یہ سب الفاظ اور اصطلاح مین
دوسرے معنون کے لیے بولے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک سب
خدا کے نام ہین لیکن مختلف اعتبارات سے جیسے کہ پہلے مفصل ذکر ہو چکا
اور اس جواب مین اسکا اشارہ ہی کہ اہل مذہب مین اگرچہ بظاہر ایک کی

جدا گانہ مصطلح ہو اور ایک دوسرے کے برخلاف باتین اپنی کتابون مین لائے ہین مگر حقیقت مین انکی باتین ایک ہین اور سب حق پر اور صواب پر ہین اور راہین انکی اگرچہ بظاہر مختلف ہون مگر سب کی منزل ایک ہو اور بعضے محققون نے فرمایا ہو کہ معرفت الٰہی مین بہت سے مذہب ہین اور سب مذاہب کا مجموعہ میرا مذہب ہو رباعی

کافر مجھے اسلیے ہو کہتے ہر بار	تا آنکہ تجھے رنج ہو پر ہی بیکار
ہفتاد و دو ملت ہین مرے مذہب دنیا	پستی و بلندی ہو مجھے سب ہموار

اور یہی ہین کلام کے معنی بسشٹ نے فرمایا کہ ایک جماعت بھید کی قائل ہو یعنی حق جدا ہو اور عالم جدا ہو یہ نیایکان کا مذہب ہو اور ایک گروہ ابھید کا اعتقاد رکھتے ہین یعنی ایک وجہ سے حق اور عالم ایک ہین اور ایک وجہ سے جدا اور یہ مذہب پاتنجلیان کا ہو اور تینون مذہب کا حاصل ایک ہو اور سب ایک ہی معنی کی طرف جھکتے اور رجوع کرتے ہین جسطرح لہرون کی صورت ہر جگہ علحدہ ہو اور سب دریا مین جا ملتی ہین اور اصل سب کی دریا ہو بسشٹ نے فرمایا ای راجچندر اس تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ تجھے عالم سے جدا رہنا چاہیے اور عالم کے ساتھ ایک پس عالم کے کام ظاہر مین کرو اور باطن مین آلودہ اس سے نہو اور ظاہر مین بتقاضائے رسمی نسبتوان کے کہو کہ یہ میرا بیٹا اور وہ میرا

بھائی ہی اور حقیقت مین نہ جان کہ بیٹے بھائی تیرے ہین بلکہ عین آپ
مسئلہ مین ایک حکایت مین تمسے کہتا ہون حکایت جینو دیپ
مین مندر نام ایک پہاڑ ہی جسمین سے لعل اور یاقوت نکلتے ہین
ایک رکھیشر ویر کھ تپا نامے وہان عبادت کیا کرتا اور اُسکے دو بیٹے
تھے ایک پن دوسرا پاون پن عمر مین بڑا تھا اور کمالات و فضائل
مین معرفت کے مقام کو پہونچا ہوا اور پاون کا مرتبہ متوسط تھا کسی قدر
خواب غفلت سے جاگا تھا مگر اپنے کمال کو نہین پہونچا انکے باپ نے
اپنے اختیار سے تعلق جسمانی کو چھوڑ دیا جب کہ ضعف پیری نے
اُسپر غلبہ کیا جسطرح پلہ دار اپنا بوجھا گرا دیتا ہی روح اُسکی صفائی
اور لطافت کے ساتھ آکاش پر گئی بیٹے باپ کے گذر جانے سے
مغموم ہوے خصوص چھوٹا بیٹا جو گیانی نہ تھا زیادہ تر غم اور ماتم مین
گرفتار رہا بڑے بھائی نے تجہیز و تکفین کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو
تسلی دیکر کہا کہ تیرا رنج اگر اسواسطے ہی کہ باپ کے حال پر تجھے رحم آتا ہی
تو یہ بیجا ہی اسواسطے کہ باپ نے مکت اور نجات پائی اور حق سے
جا ملا اور جو باپ کی نسبت سے تو روتا پیٹتا ہی تو اسقدر باپ تیرے
مرے ہین کہ جنکے شمار نہین کس کس کا تو ماتم کریگا کتنی ہی بار انواع
مختلف کی فرزندی مین تو متعین ہوا ہی اور سب تیری نسبت پیدا ہی

اور مادری مین برابر ہین - ایک پر توجہ کرنا اور دوسرے پر نہ کرنا
مہمل بات ہی اگر تو حقیقت مین نگاہ کرے تو لطیف آتما تو ہی باپ سے
تجھے نسبت نہین اور یہ سب بدن کے تعلق ہین باون بڑے
بھائی کی نصیحت اور ارشاد سے معرفت کے مرتبہ کو پہونچا بسشٹ نے
فرمایا ای رامچند تمام ظاہری نسبتین بدن سے تعلق رکھتی ہین اور
آتما کو کسی سے تعلق نہین ہی پچھلے کی حسرت اور آیندہ کی امید سے
یہ تمام غم اور آلام بڑھتے ہین اور جو ایسے آنکھ بند کر لو تو کچھ بھی نہین
جسطرح لکڑی سے آگ بڑھتی اور بھڑکتی ہی اور جو لکڑی نہو تو جلد
ٹھنڈی اور راکھ ہو جاتی ہی ای رامچند اپنے دل کو وسعت دے اور
دل کی وسعت مین وہ لذت ہی کہ تینون لوک کا راجہ ہونا اور خزانہ کا
معمور ہونا اُس سے کچھ نسبت نہین رکھتا تنگ مکان کشادہ دل کے
ساتھ کشادہ ہی اور تنگ دل کے ساتھ وسیع جہان ہو تو وہ بھی تنگ ہی
ای رامچند دل جو تعلقات جسمانی سے خالی ہو ایک حوض ہی کہ ٹھنڈی ہوا
مین پانی اُسکا صاف اور لطیف ہو جاتا ہی اور تعلق کا بھرا دل گر بالفرض
دریا ہو اُسکے پانی کو گویا سہیل ستارہ سب پی گیا ہی - ای رامچند پورے
چاند اور دودھ کے دریا اور دولتمندون کی صورت کو وہ روشنی نہین
ہی جو عارف کے دل کو ہی - ای رامچند جسطرح چاند کی خوبی کو بادل

چھپا لیتا ہی اور سفید کپڑے کو آلودہ ہاتھ میلا کرتا ہی اسی طرح خواہش
اور آرزو روشن دل کو دھندھلا اور سیاہ کرتی ہی۔ اے رامچندر اپنے
دل کو راجہ بل کی طرح پاک اور روشن کر اور نجات کے مقام کو پہونچ جا
رامچندر نے کہا کہ راجہ بل کی حکایت بیان کیجیے بسشٹ نے فرمایا
حکایت پاتال کے ملک مین توم دیت سے نروجن پسر پہلاد کے
ایک لڑکا تھا بل نام دس کرور سال اُسنے راجائی کی اور تینون لوک کی
نعمتون کی لذت حاصل کی اور اتنی مدت دراز کی متواتر نعمتون سے
ملول ہو کر کہنے لگا افسوس جو وقت کہ کھانے پینے اور پوشاک پہننے
اور عورات کے ساتھ صحبت رکھنے مین صرف ہو خصوص پنڈت
اور دانا لوگون کو کوئی کام ضرورت بغیر نہین چاہیین اسلیے سوچا کہ
ایسا بھی کوئی شغل دنیا مین ہی کہ اُسکے سبب اِن بے فائدہ شغلون سے
فرصت ملے بڑی فکر کے بعد اُسکو یاد آئی کہ ایکبار مین نے باپ سے
پوچھا تھا کہ وہ چیز کیا ہی جو دنیا کی لذت اور اُمیدون کو پورا کرے
باپ نے کہا کہ دنیا مین ایک وسیع ملک ہی کہ زمین اور آسمان اور پہاڑ دریا
شہر اور بیابان تیرتھ اور عبادتگاہ نہین رکھتا اُس ملک مین ایک راجہ ہی
کہ تمام عالم پر پوری قدرت رکھتا ہی اور سب کائنات پر محیط ہی اور اُسکا ایک
وزیر ہی جو اُسکے کام کو انجام دیتا ہی اور جس کام کو کوئی نہ کر سکے وہ کرتا ہی

اور عجب یہ ہو کہ وہ وزیر کچھ نہین جانتا اور نہ کوئی کام اپنے واسطے کرتا ہو
اور جو کچھ کرتا ہو راجہ کے لیئے کرتا ہو مین نے پوچھا کہ وہ ملک کہان ہو
اور کس طرح ہاتھ آسکے اور کون شخص ہو جو اُس ملک کو قابو مین لایا
اُس ملک کا راجہ کون ہو اور جہنے تینون لوک کو تسخیر کیا ہو کسواسطے
ہم اُس ملک کو نہ لین اور وزیر وہ کون ہو باپ نے جواب دیا وہ ملک
مکت کا ملک ہو اور اُس ملک کا راجہ جیو آتما ہو اور وزیر اُسکا دل اور
جیو آتما جب اُس ملک کا مالک ہوا کمال کے سب مراتب حاصل کیے
اور سب غم و الم سے نجات پائی اور دل جو اُسکا وزیر ہو کوئی دیو دیت
اور آدمی لشکر اور سپاہ کے ساتھ اُسپر غالب نہین آسکتا مگر حکمت سے
اور تدبیر اُسکی تین ہین نادان کے لیے یہ تدبیر ہو کہ اپنی اوقات کو
چار حصہ کرے دو حصہ دنیا کے کاروبار مین صرف کرے اور ایک حصہ
شاستر کے پڑھنے مین اور ایک حصہ اُستاد کی خدمت کے لیے مقرر کرے
اور متوسط چار حصون مین سے دو حصہ اُستاد کی خدمت کو اور ایک حصہ
شاستر کے پڑھنے کے لیے اور ایک حصہ دنیا کے کام کو دے آور دانا
چار حصون مین سے دو حصہ شاستر پڑھنے کے لیے اور ایک حصہ
اُستاد کی خدمت کو اور ایک حصہ حقائق اور معارف الٰہی کے لیے مقرر کرے
اور دل کو ہاتھ مین لانے سے دو چیز حاصل ہوتی ہین ایک اُن عادات کا

ترک جنسے مالوفات ہوا ہی دوم مشاہدہ پرم آتما کا اور یہ دونون پرسپر یعنی ایک دوسرے کے موقوف علیہ ہین جنسے مالوفات کو ترک کیا پرم آتما کے مشاہدہ کو پہونچ گیا اور جو پرم آتما کے مشاہدہ کو پہونچا اسنے مالوفات کو چھوڑ دیا ہی فرزند مکت کا ملک قبضہ مین لانا عارف اور دانا لوگون کی خدمت کرنی ہی اور تصوف کی کتابون کا پڑھنا اور بید و شاستر کا اور اسکے احکام پر عمل کرنا اور لذات و مالوفات کا چھوڑ دینا اور باطن کا شغل جاری رکھنا یہ تمام مراتب مشاہدہ اور معرفت خاص کو پہونچاتا ہو راجہ بل نے جو نصیحت باپ کی یاد کی اسکا دل دنیا کی لذتون سے سرد ہو گیا اور چین آرام اسکو ملا اور کہا شکراچارج استاد اپنے سے بھی یہ بات دریافت کرلون اسواسطے مراقبہ کر شکراچارج کو حاضر کیا اور اسکا استقبال اور اسکی تواضع تعظیم کی اور جواہرات اور پھول اسپر نچھاور کیے اور کہا ای استاد میری طاقت نہین ہی کہ آپ سے کچھ پوچھون لیکن جب آپکے سوا کوئی استاد نہین ہی اور آپکی مہربانی اپنے حق مین نہایت دیکھتا ہون تو کیا چارہ ہی شکراچارج نے جواب دیا کہ مجھے اسوقت اندرلوک جانا ضرور ہی اسقدر فرصت نہین کہ اس مقدمہ کا جواب تفصیل وار تمھاری خاطر نشان کرون ایک مختصر بات فائدہ بخش تمسے کہتا ہون اگر تمھاری سمجھ درست ہوگی تو سمجھ لوگے اور اگر ایسی

سمجھ نہین ہی تو جسقدر ہین کیون سمجھو گے اور وہ سخن یہ ہی کہ دنیا مین
چیتن سروپ کے سوا کچھ نہین ہی اور چیتن سے سروپ ظاہر ہوا اور
اسکی بقا سے باقی ہی اور اسکے دوام سے دائمی ہی مین اور تم اور
تمام عالم بجز چیتن سروپ کے دوسری چیز نہین سخن یہی ہی اور بس
اب مین جاتا ہون اور سات رکھ عارف میرے منتظر ہین مریچ اترو انگر
پلست پلہ کرت اور بسشٹ اور وہان مجھے چند روز ٹھہرنا پڑیگا شکر اچارج
تو یہ بات کہکر چلا گیا اور بل کو اسکے کلام سے تسکین کامل حاصل
ہو گئی اور کہا استاد نے جو کچھ کہا سچ ہی اور اسکے دل مین صفائی
اور روشنی در آئی جسطرح چراغ کو بلا مزاحمت ہوا کے اور آسمان کو
سردرت کی ہوائین بعد اسکے بل بالاخانہ مین جو بلور کا بنا یا تھا عبادت
مین مشغول ہوا خادم لوگ نزدیکی اسکے جو وہان جاتے تھے اسکو مراقبہ سے
ہوشیار نہ کرتے تھے کہ خود بخود بیدار ہوا اور دنیا سے آزاد اور بے تعلق
ہوکر پھر بدستور راجائی کے کاروبار مین مشغول ہوا بسشٹ نے فرمایا
ای رامچند تو بھی موافق بل کے اپنے دل کو دنیا کے کاروبار سے الگ کر
راجائی کا کاروبار کرتا رہ اور شاستر کے احکام سے کوئی حکم معطل نہ رکھ
اور کسی شی سے آلودہ نہو ای رامچند پہلاد نواسا بل کا پسر ہرن کشب کا
راجہ اور سردار دیتون کا تھا اسی طرح خود بخود معرفت کے مرتبہ کو

پہونچا یہ بھی حکایت سُنو حکایت پہلاد نے جب خیال کیا کہ میرے
باپ چچا اور بھتیجے کل قبیلہ میرے کو جو پہاڑون کے موافق زبردست تھے
اور قوت بازو سے پہاڑون کو چاہتے تو جڑ سے اُکھیڑ ڈالتے بشن نے
مار ڈالا اُنمین سے کوئی غالب نہ آیا اب جو مین تمہارہ گیا کہ اُنسے زور
مین کمتر ہون کسطرح بشن کو مغلوب کر سکتا ہون میری مصلحت
اسی مین ہے کہ بشن کی خدمت کے سوا اور کوئی کام نہ کرون اور ایسا ہو
کہ مین عین بشن ہو جاؤن اور بشن کو اپنا یار و یاور بناؤن اِس
نیت سے بشن کی عبادت اُسنے شروع کی دتیون کے لشکر نے جب
دیکھا کہ اُنکا بادشاہ بشن کی عبادت مین مشغول ہوا سب کے سب
مخالفت چھوڑ بشن پرست ہو گئے یہ خبر جو دیوتاؤن کو پہونچی سب نے
کہا کہ ہرگاہ دتیون نے بشن کی پرستش اختیار کی تو شاید شدہ شدہ
بشن اُنکی جانب دیکھے یہ سب جمع ہو کر بشن کے پاس گئے اور عرض
کی شیاطین کو بشن کی عبادت سے کیا مطلب ہے جیسے کوئی پھول
بے فصل پھولے بدی کا احتمال ہے بشن نے جواب دیا کہ پہلاد اگر
بشنو ہو جاے تو بہت بہتر ہے جسطرح نیک اگر بد ہو جاے تو بہت
بُرا ہے یہ آخری بدن پہلاد کا ہے اِسکے بعد وہ دوسرے بدن سے
تعلق نہ رکھیگا اور بدیہ مکت ہو جائیگا بشن نے یہ بات کہہ دیوتاؤن کو

رخصت کیا کہ آکاش کو جا اور آپ دودھ کے سمندر مین چھپ گیا
اور پہلاد نے عبادت اور ریاضت نہایت درجہ کی اور ابھی معرفت کے
درجہ کو نہ پہونچا تھا کہ بشن دیوتا اون سمیت اُسکی عبادتگاہ مین گیا
پہلاد بشن کو دیکھ تعظیم کے لیے سروقد اُٹھ کھڑا ہوا اور ثنا و صفت
کہی کہ آپ خانۂ تاریک جہالت کے چراغ ہین اور تمام نفائس
زمین و آسمان کے مخزن یعنی برہما آپکی ناف سے برآمد ہوے ہین
بشن نے فرمایا کہ جو تو چاہتا ہی مجھسے طلب کر پہلاد بولا آپ جہان و
جہانیان کے مُراد بخشنے والے ہین جو مقصود کہ بہتر اور بزرگتر اُس سے
نہو مجھے عنایت ہو بشن نے فرمایا کہ تجھے وہ علم نصیب ہو کہ باعث
مکتی کا ہو اور اثر نادانی اور غفلت کا تیرے اندر باقی نہ رہے بشن
یہ بات کہہ دوسرے عالم مین گیا بعد ازان پہلاد عالم تصور مین پڑا کہ
مین بدن اور جوڑ توڑ اور آنکھین نہین ہون اور جو کچھ کہ حواس اُنکا
ادراک کرے وہ بھی مین نہین ہون بلکہ محض آتما اور چیتن سروپ
و سرب بیاپک ہون اور میرے نور سے چاند سورج اور سب ستارہ
روشن ہین مین بہت بڑا تھا تعجب ہی کہ اپنے تئین مین نے چھوٹا
جانا تھا اب یقین کے نور سے مین نے جان لیا کہ سب مین ہی
ہون میرا سجدہ میرے واسطے ہی مین کہ تم ہون اور تم مین ہون

سب کو مکت کار یعنی تعظیم ہی پہلاد یہ سخن کہکر خاموش ہوا اور نرگلپ
سمادھ مین مستغرق ہوا اور پانچ ہزار سال تک ایک مُراقبہ کیا
اس عرصہ مین مفسدین اور نادان دیوتون نے ملک کو حکومت سے
خالی پاکر نامناسب کام بہت کیے بشن یہ ماجرا دیکھکر پھر پہلاد کے
پاس آیا اُسے مراقبہ سے افاقہ مین لاکر کہا کہ ابھی بدن چھوڑنے کا
وقت نہین ہی تونے بدن کو ضعیف کسواسطے کیا ہی چاہیے کہ
جیون مکت کی نوراجائی کرے اور احوال عالم سے خبردار رہے
اور چار ارب تبیس کرور سال سلطنت توکرے پھر تو بدن کو چھوڑیگا
اور بدیہ مکت ہوگا بشن یہ بات کہہ پہلاد کو تخت نشین کر چلا گیا
رامچند نے بسشٹ سے پوچھا پہلاد کو ہرگاہ ایسا استغراق ہو گیا تھا
پھر کسواسطے ہوش مین آیا بسشٹ نے فرمایا کہ پہلاد اپنے گیان
بھومکا کے چھٹے مرتبہ مین تھا اِس مرتبہ مین باسنا ایک بھونے بیج کے
موافق عارف مین رہتا ہی اور جبتک باسنا اسمین باقی ہی ہوش
مین آنا اُسکا استغراق سے ممکن ہی اگرچہ گیان بھومکا کے ساتوین
مرتبہ مین بھی بدن اپنے حال پر رہتا ہی اسواسطے بدیہ مکت کو ٹھوان
مرتبہ مراتب ہفتگانہ دانائی سے خارج شمار کیا ہی اور جبتک بدن
رہتا ہی باسنا بھی کسی قدر رہتا ہی جیسے کہ سابق مذکور ہوا اور باسنا فقط

سبب ہی اسکا جواب یہ ہی کہ جو مذکور ہوا ہی کہ ساتوین مرتبہ مین عارف کا
ہوش مین آنا استغراق سے ممکن نہین ہو اُس سے مُراد یہ ہی کہ اس
مرتبہ مین نہ عارف آپ سے آفاقہ مین آسکتا ہی اور نہ دوسرے کے
افاقہ دینے سے اگرحق تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے تقاضیا سے اُسے
ہوش مین لاکر اہل روزگار کے کاربار مین مشغول کرے یا مرشد
صاحب قدرت جو قائم مقام حق کا ہو اُسے ہوش مین لائے تو ممکن
ہی اور اس صورت مین احتمال ہی کہ بپلاد ساتوین مرتبہ گیان بھومکا
مین صاحب مقام ہوا ہو اُسکا ہوش مین لانا بشن کی طرف سے ہی
نہ دوسرے کی طرف سے بشن اکمل ظہورات الٰہی سے ہی اور قدیم تر
سب موجودات سے بسشٹ نے فرمایا کہ تمام عالم مایا کا بنایا ہوا ہی
غفلت اور نادانی اور توہم اثر اور نتیجہ مایا کا ہی اُسکا دور ہونا فقط دل کے
قابو مین لانے سے ہی اس باب مین ایک دوسری حکایت مجھسے سُنو
حکایت کوسلا ملک یعنی ولایت اودھ مین ایک برہمن گاوہ نامے
بڑا داٹا پنڈت تھا عبادت کی نیت سے بیابان مین گیا اور پانی کے
اندر آٹھ مہینے تلک ریاضت کی ایک دن بشن نے وہان جاکر کہا کہ
اے برہمن پانی سے باہر آ اور جو تو چاہتا ہی مجھسے مانگ۔ برہمن نے
بشن کو نمشکار کی اور کہا مین چاہتا ہون کہ اپنی مایا مجھے دکھلائیے

کہ جس سے یہ لانہایت ظہورات پیدا ہوئے ہین لبشن نے فرمایا
کہ اپنی مایا تجھے دکھلاؤنگا اور یہ وعدہ اُس سے کرکے چلے گئے
پھر ایک دن برہمن اشنان کر رہا تھا پانی مین غوطہ مارا اپنے کو دیکھا
کہ بیمار ہو کر مر گیا ہو اور ماں بی بی اور کتنے قبیلہ نے اُسکی تجہیز تکفین
کرکے جلادیا پھر دیکھا کہ بیوان ملک مین جاکر ایک مہترانی کے رحم
مین حمل ہو گیا اور بعد مدت کے لڑکا کالا بھجنگ پیدا ہوا ماں باپ نے
اُسکا نام کنج رکھا اور پرورش کرنے لگے جب سولہ سال کا ہوا بیاہ
کردیا اور اُسکے ہاتھ ایک خوبصورت عورت آئی اور اُس سے
لڑکے بالے پیدا ہوئے پھر عبادت کی طرف رخ کیا بی بی بچون
سمیت گھر سے نکل جنگل مین گیا اور وہان سکونت اختیار کی چند
روز بعد اُسکی عورت اور بال بچے سب مر گئے برہمن تنہا وہان سے
نکلا اور دوسرے ملک مین گیا دیکھا کہ اُس ملک کا راجہ لاولد مر گیا ہو
وزیر وکلا نے موتیون کی مالا ایک ہاتھی کی سونڈ مین دی اور قرار دیا کہ
یہ ہاتھی جسکے گلے مین مالا ڈال دے اُسی کو راجہ بنادین اتفاقاً ہاتھی نے
وہ مالا اُس مسافر مہتر کے گلے مین ڈال دی سب نے اُسی کو راجہ بنایا
اور راجہ کنول نام رکھا کول نے آٹھ سال راج کا انتظام کیا ایک دن
سپید رنگ شبیاؤ گھر سے باہر نکلا تھا کہ ایک مہتر وہان آنکلا جس سے

اپنا بیت اُسکی تھی اُسنے دیکھ کر پہچان لیا اور کہا اسکو کہ اب تلک تو کہان
تھا اور کسطرح بسر کی اور تعجب کرتا تھا کہ اپنے رشتہ دارکو مین نے
آٹھ سال بعد دیکھا سب نے اُسکی باتین سُنکر جان لیا کہ یہ راجہ ذات کا
چنڈال ہی سب اُمراؤ اور راجہ حیران ہوے کہ ہمنے اس راجہ کے ساتھ کھانا
کھایا اور اُسکی صحبت مین رہے ہم سب چنڈال ہوگئے افسوس اب ہم
کیا تدبیر کرین کہ اس پاپ سے پاک ہون اور یہ دھبا دور ہو اس باب
مین پنڈتون کی طرف رجوع کی پنڈتون نے کہا کہ بڑی آگ روشن کرو
اور اپنے تئین جلاؤ سب پنڈتون کے حکم سے جل مرے راجہ نے کہا
کہ ہرگاہ یہ لوگ میرے سبب اس بلا مین گرفتار ہوے مروت کے خلاف
ہی کہ مین جلنے سے بچ رہون اور آپ بھی آگ مین گر پڑا عین اس آتش
مین دیکھا کہ پانی کے اندر آیا اور اشنان کرتا ہی اور یہ وہی پانی ہی جسمین
پہلے اشنان کیے تھے کپڑے جو کنارے پر رکھے تھے بدستور رکھے ہین
بعد ازان پانی سے نکل کر حساب کیا جبسے کہ وہ گھر سے نکل کر نہانے
مین مشغول ہوا تھا اب تلک چار گھڑی گذری تھین اور جو عمر کہ مہترائی
اور راجائی مین گذری سو برس کے قریب ہی اور تحقیق جانا کہ یہ کام
مایا کا ہی اور بھیرم ہی کہ اِسکے دیکھنے کی التجا اُسنے کی تھی گادھہ یہ
واقعہ دیکھ کر پھر جنگل کو گیا اور عبادت مین مشغول ہوا ایک دن دیکھ

برہمن اُسکے جھونپڑے مین آکر مہمان ہوا جسکی مہمانداری اُسنے کی
اور جنگل کے میوے اُسکے سامنے لاکر رکھے مہمان نے رات وہان
کاٹی اور حکایات غریب نقل کین گادہو نے اُس سے پوچھا کہ تو دُبلا
اور ناتوان کیون ہو کہا اِن ایام مین ایک عجیب واقعہ مین نے دیکھا
ہو مین نے کیسر کے ملک مین ایک مہینے سفر کیا وہان سُنا کہ ایک
چنڈال اِس ملک مین راجہ ہوا تھا تمام اشراف اور امرا جو صحبت اور
میل جول کھانے پینے مین اُسکے شریک تھے جب حقیقت حال سے
مطلع ہوے سب کے سب جل مرے مین اِس حقیقت کو سُنکر بہت دلگیر
ہوا کہ اسقدر بیگناہ برہمن اِس واقعہ مین جل گئے مین ڈرا کہ ایسا نہو اِس
ماجرا کے سُننے سے مین بھی تقصیر مین اور گناہ مین پکڑا جاؤن پر آگ کو گیا
اور چند مہینے عبادت اور ریاضت مین مصروف ہوا یہ زردی اور لاغری جو
دیکھتے ہو اُسی عبادت کی نشانی ہی گادہو نے یہ بات سُنکر جانا کہ یہ سب
میری حکایت ہی اور کہا یہ واقعہ وہم وخیال کے عالم مین دیکھا تھا نفس الامر
مین اسکا وقوع کیا معنی۔ اِن حالات کی تحقیقات کی خاطر اول ہون کے
ملک مین گیا اور اپنا گھر دیکھا اور اپنے چنڈال ہونے کی حقیقت سے
مطلع ہوا اور اپنی نسبت اُس قوم کے ساتھ تحقیق کی پھر کیسر ملک مین
گیا اور اپنی راجائی کی کیفیت سُنکر علم الیقین سے جانا کہ یہ سب آثار

قدرت الٰہی کے ہین کہ وہم سے ظہور مین آئے تھے پھر اپنے دیس کو
واپس آیا اور عبادت مین مشغول ہوا اور ڈیڑھ سو سال تک ہر روز
تھوڑا تھوڑا پانی پیا کرتا اور بس اس درمیان مین بشن پھر آیا اور کہا ہماری
مایا تو نے دیکھی اب تو کیا چاہتا ہی گادھو نے پوچھا کہ اس عالم کو جو وہم و
خیال کے اندر مین نے دیکھا آیا کسطرح سچ ہوا بشن نے جواب دیا
کہ اب جو تو دیکھتا ہی وہ بھی وہم کے اندر دیکھتا ہی تمام عناصر اور فرزندان
عناصر وہم مین نمودار ہوے ہین نادان کا قول ہی کہ مین مین ہون اور
یہ دوسرا ہی اور وہ دوسرا ہی اور اس وہم مین ڈوب جاتا ہی اور دانا کا قول
ہی کہ سب وہم ہی اور باقی حق ہی اے برہمن یہ وہم کی بیڑی تیرے باطن کے
پانوٗن سے نہین نکلتی جب تک کمال معرفت کو تو نہین پہونچتا چاہیے
کہ سب کام سے اپنے آپ کو نجنت کر کے ایک پہاڑ مین تو جا وے
اور خالص خدا کے لیے تو عبادت کرے بشن یہ نصیحت فرما کر چلا گیا اور
برہمن پہاڑ مین گیا اور ریاضت اور عبادت کرتا رہا حتے کہ مرتبۂ عرفان کو
پہونچا بسشٹ نے فرمایا اے رامچند حق کی مایا نے بڑی بڑی غفلتین بی لوگون پر
غالب کی ہین جیسے کہ گادہ برہمن کو چند اوقات غفلت کی بلا مین پھنسایا
تھا اسواسطے نادان اپنے تئین دوری کی محنت مین ڈالتا ہی اور دانا کو
یہ مرض لاحق نہین ہوتا یہ بیمار اپنا علاج اگر کرنا چاہے تو لازم ہی کہ اسے شیخ

دل کو قابو مین کرے اور دل کا قابو مین لانا دل کا خوش رہنا ہی اُسکے ساتھ جو سردست اُسکے سامنے ہی اور گذشتہ اور آیندہ کی فکر مین نہونا اور باسنا اور سنکلپ کی یاد نہ کرنا کہ لحظہ بھر مین لاکھ خطرے پیش آتے ہین اور خطرات کا علاج اِسکے سوا نہین ہی کہ جو خطرہ آئے اُسی دم دور کرے اور نہ مہلت دے کہ دوسری بار آوے اور زور پکڑے جب تو ہمیشہ یہ علاج کرے وہ بیماری تجھسے جاتی رہیگی اور ہستی حقیقی اور سرور دائمی ملیگا اور تمام صفات محمودہ کے ساتھ تو موصوف ہو جائیگا اے رامچند بات کہنے چپ رہنے جانے اور کھڑے ہونے پکڑنے اور چھوڑنے دیکھنے اور کرنے اور آنکھ بند کرنے مین کسی وقت حضور حق سے غافل نہو اور عالم کے تفرقون پر نگاہ مت کر اور اُسکی خلاصہ حقیقت کو حاصل کر اور آرام چین سے بیٹھ۔ اے رامچند پہچان کی لذت سے جب تو آشنا ہوگا دنیا کی جو اعلے درجہ کی لذات ہین بیمزہ بلکہ زہر کے موافق معلوم ہونگی اے رامچند دل سانپ کی مثال ہی اور دنیا کی خواہش ہوا ہی اور لذات وشہوات دودھ کی مانند اور ہوا اور دودھ دونون سانپ کی غذا ہین جو شخص یہ غذائین دل کے سانپ کے لیے تیار کرتا ہی اُسکو موٹا تازہ کرتا ہی اے رامچند اپنے دل کو شل اور الک رکھیشر کے عاجز کر اور عقل کامل سے اپنے تئین غفلت کے

دریا سے نکال رامچند نے پوچھا کہ اوالک نے کسطرح اپنے دل کو مغلوب
کیا تھا بسشٹ نے فرمایا حکایت دکن کے ملک مین ایک بڑا پہاڑ
ہی کہ زمین اسکی سفید مثل کافور ہی اور رنگ برنگ کے پھول اس
زمین مین کھلے ہوے تھے اوالک وہان عبادت کیا کرتا اور ریاستا
اسکا بالکل نہین گیا تھا لیکن رات دن کی ریاضت اور شاستر کی
تعمیل اور خورش کی نگاہداشت سے معرفت کی طلب اسکے دل مین
قرار پکڑ چکی تھی اور ہمیشہ اپنے نفس سے لڑائی کرتا تھا کبھی محسوسات
کی ہوا اسے بے آرام کرتی اور کبھی اپنے باطن پر نگاہ کر تھوڑی تسلی
پاتا تھا جب دیکھا کہ قدیم گھر مین اسکا دل آرام سے نہین رہتا اسی
پہاڑ مین دوسری جگہہ جہان آدم آدم زاد کا گذر نہ تھا اپنے بیٹھنے کے لیے
پسند کی اور عبادت مین مشغول ہوا اور اپنے نفس سے کہا کہ ای بیوقوف
کس لیے دانائی کے شہرستان کو چھوڑ نادانی کے جنگل کو تو جاتا ہی جسطرح
کوئی احمق طوبی کے درختون کا باغ چھوڑ کر زہر اور تھوہر کے جنگل مین جاتا
ہی۔ ای نفس محسوسات مین ملوث اور ہرن کی طرح اچھی آواز مین
گرفتار نہو۔ ورنہ تو مارا جائیگا اور ہاتھی کی مثال مادہ کے مساس مین
مبتلا نہو ورنہ تو باندھا جائیگا و پروانہ کی طرح روشنی کا پابند نہو ورنہ تو جلجائیگا
اور مچھلی کی طرح گوشت کے مزہ پر نہ جا ورنہ تو شکار ہو جائیگا اور کالی

بر کی طرح اچھی خوشبو کی طرف میلان نہ کر نہین تو قید ہو جائیگا اے نفس
ان حیوانات مین سے ہر ایک لذت حسّی کا گرفتار ہوا ہے تو جو سب
لذتون مین گرفتار اور اُلجھا ہوا ہے کیونکر خلاصی پائیگا اے نفس ہرگاہ
پرم آتما تجھ مین نہین سماتا تو کس کام آویگا مین نے تمام بدن مین سر سے
ناخن تک تلاش کی وہ چیز کہ اس درمیان مین انا یعنی مین کہہ سکے
نہین ہے پس مجھے فکر کرنی چاہیے کہ مین کا کہنے والا کون ہے اور ک
یہ باتین کہکر مراقبہ مین گیا اور تین قسم کی پرانایام یعنی حبس نفس
عمل مین لایا اول عمل پورک یعنی دل کا ہوا سے خالی کرنا اور اسکا
طریق یہ ہے کہ پران بائی کو جسکی جگہ دل ہے اُس رگ کی راہ سے کہ
سکھمنا اسکا نام ہے دل سے اوپر کی طرف کھینچتے ہین اور اس سبب سے
دوسری چار ہوا کہ اودان سان سمان اور ابان اُنکے نام ہین اُن
رگون کی راہ سے جو سکھمنا سے ملی ہوئی ہین داخل سکھمنا ہوکر اوپر کی
طرف کھینچی جاتی ہین اور ان ہواؤن کو آہستہ آہستہ دماغ تک پہونچاتے
ہین دوسرا عمل کنبھک اور کنبھک کوزہ کو کہتے ہین اور وہ یہ ہے کہ اوپر کی
طرف ہوا کھینچی ہوئی کو ام الدماغ مین جمع کرے اور نگاہ رکھے اور چونکہ
یہ عمل بہت گرمی دیتا ہے اور گرمی آتش کا اثر ہے احتمال ہے کہ اس عمل مین
حرارت سے بدن کو نقصان پہونچے اور ضعف اور نقصان پہونچانے

اور یہ بات ملنع مطلب ہی کہ بدن سب کامون مین روح کی سواری ہی
جب تک سواری نہو راستہ چلنا دشوار ہی پس عامل کو چاہیے کہ
اِس عمل مین بدن سے خبردار اور ہوشیار رہے اور اِس نقصان کو
تصور مین باسنا اور آہنکار اور دیگر صفات ذمیمہ پر ڈالے کہ یہ سب
جلجائین اور بدن صحیح سلامت رہے تیسرا عمل ریچک ہی یعنی
دماغ کا ہوا سے خالی کرنا اور اُس سے یہ مُراد ہی کہ اوپر کھینچی ہوئی
ہوائین آہستہ آہستہ چھوڑنی جس جگہ سے کہ حبس کی تھین اور اُن
ہواؤن کا پھر اُسی جگہ پر پہونچانا کہ جہان سے اوپر کی طرف کھینچی تھین
اور یہ پہلے عمل سے مشکل تر ہی کہ یہ ہوائین چھوڑنے کے وقت اپنے
مکان طبیعی کی طرف میل کرتی ہین اور بزور چاہتی ہین کہ وہان پہونچین
اور نزدیک ہوتا ہی کہ سر رشتہ ضبط کا عامل کے ہاتھ سے جاتا رہے اور
چونکہ اِس عمل کا اثر اخیر کو برودت ہی چاہیے کہ سر کے کاسہ کو جو آبحیات
کا معدن ہی تصور کرے اور کمبھک کے عمل سے جو آگ نمودار ہوئی
اُسکے دُھوین کو قرار دے کہ ابر ہوکر آبحیات برسا رہا ہی اور جب یہ
تصور کامل ہوجاے تو دماغ آبحیات سے لبریز ہوجاتا ہی اور سکھمنا کی
راہ سے اور تمام رگون مین اور اعضا و جوارح مین پہونچتا ہی اور جلی
ہوئی باسنا پھر جی اُٹھتی ہی لیکن بصورت نعم البدل کے یعنی صفات

ذمیمہ کے بجاے کہ وہ جل گئے ہین صفات حمیدہ ظاہر ہوتے ہین
اور باطن کے جیسے چہرہ کی شگفتگی اور ملائم شیرین کلام محبت اور
رضا اور تسلیم ظہور مین آتے ہین اور اِس عمل کے خواص سے یہ ہی
کہ عامل کے ساتھ ملک الموت کا معاملہ نہین رہتا بلکہ موت حیات
اُسکے اختیار مین آتی ہی القصہ اوالک نے یہ تینون اعمال سہولت سے
انجام کو پہونچائے کہ ہٹھ جوگ نہ کی یعنی سینہ زوری اور سخت کوشش سے
اِن اعمال مین در نہ آیا اور اُسکے جسم کو مضرت نہوئی اور اِس جوگ کی
بدولت اُسکے دل نے آرام پایا اور خوشی کے دریا اور آٹھ سدھ کا مالک
بنگیا اور آٹھ سدھ حسین صورتون کے ساتھ اُسکے پاس حاضر آئین
اور اُس سے کہا کہ ہمارے لوگ مین آؤ اور چار ارب بتیس کروڑ سال
طرح طرح کی نعمتون سے مزے اُڑاؤ اوالک نے جواب دیا کہ میرا
تم سب کو سلام جاؤ کہ تمسے مجھے کام نہین اور پھر مراقبہ مین مشغول ہوا
کبھی ایک دن اور کبھی ایک مہینہ اور کبھی ایک سال بعد مراقبہ سے
سر اُٹھاتا پھر اُسکے جی مین آیا کہ بدیہ مکت ہوا اسلیے ہونٹھون کو بند کر
اور اوپر تلے کے دانتون کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر زبان کے
سرے کو تالو مین چپکایا اور کتھک کے عمل سے حبس نفس کر بدنی تعلق
کو چھوڑ دیا اور آسودہ ہوا اور سرور محض بنگیا لبشت نے فرمایا

اے رامچندر تو بھی اوالکا کی طرح شاستر کے پڑھنے اور استاد کی امداد اور
فکر درست سے معرفت کے مرتبہ کو پہونچکر سرور محض نجا۔ رامچندر نے پوچھا
دو شخص جو عارف ہون ایک دنیا کا کام کرے اور دوسرا نہین کرتا ان
دونون سے کون بہتر ہی بسشٹ نے فرمایا جسکا دل آرام سے ہو
اسکو دنیاوی کام کرنا نہ کرنا برابر ہی اسکا کام کرنا ایک متوالے رقاص
کے موافق ہی کہ ناچتا ہی اور رقص کے قاعدون سے واقف نہین
عارف کام کرنے والا اسی طرح دنیا کا کام کرتا ہی اور اس سے خبر
نہین رکھتا اور جسکا دل بے آرام ہی اگر دنیا چھوڑ گوشہ مین مراقبہ کرے
اسکا مراقبہ مست رقاص کے مانند ہی کہ جو ناچتا ہی اور قواعد سے اسکے
خبر نہین۔ غافل مراقب اسی طرح مراقبہ کرتا ہی اور قاعدہ سے نہین کرتا
اور قاعدہ یہ ہی کہ دل اسکا پریشان نہو۔ اے رامچندر جس کسی کا دل
پریشان ہو گو کچھ کام نہ کرے گویا سب کام کرتا ہی تکان اور محنت کام
کرنے کی اسے معلوم ہوتی ہی جسطرح کوئی خواب دیکھے کہ وہ کنوئین مین
گر پڑا حالانکہ کوئی کام نہین کرتا کنوئین مین گرنے کی تکلیف اٹھاتا ہی
عارف کا گھر بے تعلقی کے باعث بیابان ہی اور غافل کے لیے بیابان
اسباب کا بھرا گھر ہی زمین اور آسمان اور دریا پہاڑ جو کچھ عالم مین ہین اگر
دل کا جنسے تعلق ہی تو گویا یہ سب دل کے بوجھ سے باہر پڑے ہوے

اور جو دل انسے بے تعلق ہو سب اُسکے خیال مین معدوم ہین جو شخص
دل کو قابو مین لایا ہو خواہ آج مکت اور نجات پائے خواہ جگوان بعد
اُسکو مضرت نہین ہو جسطرح سونا کیچڑ مین پڑا ہوا اُسکو کیچڑ نقصان
نہین پہونچاتی اس بارہ مین ایک حکایت تجھسے کہتا ہون حکایت
امر رامچند کیلاس پہاڑ کے نیچے ایک گروہ قوم کرات کا بود باش رکھتا ہو
اُنکے راجہ کا نام رکھ تھا اور وہ سیاست ملکی کے سبب مجرم کو سزا دیا کرتا
ایک دن اس فکر مین پڑا کہ ان لوگون کی ایذا دہی کا ہر چند ایک روز
حساب ہوگا چونکہ میرے ہاتھ سے ہوتی ہو تو میرے باطن کو کدورت
ہوتی ہو اور اس بات کا جسوقت دھیان کرتا ہون تکلیف ہوتی ہو جسطرح
ہاتھی کہ شیر کے ناخن کا تصور کرے اور تکلیف پائے اس درمیان مین
مانڈت رکھیشر اُسکے گھر آیا راجہ نے اُسکی تواضع تعظیم کی اور اُس سے
بیان کیا کہ دنیاوی کام میرے دل کو پریشان کرتے ہین آپ بزرگ
اور اُستاد ہین ایسی توجہ فرمائیے کہ میری یہ پریشانی رفع ہو مانڈت نے
کہا کہ تم عاقل ہو پریشانی اپنی آپ ہی دور کرو اور یہ فکر اپنا وظیفہ کرو
کہ مین کون ہون اور جہان کیا ہو اس فکر سے تمھاری گرد کھل جائیگی
یہ کہکر وہ چلا گیا راجہ نے اس فکر کے برابر کرنے سے جانا کہ برہما اور
اندر اور جم اور تمام کائنات مین ایک حقیقت موجود ہو جیسے کہ جواہرات کے

مالامین ایک ٹدرا ہوا اور اس فکر کی بدولت وہ گیانی اور عارف ہو گیا
اے رامچندر راجہ رگھو نے اپنی ہی کوشش اور تلاش سے معرفت پائی
اور خلق کی دید سے سویا اور دید حق سے بیدار ہوا اور راج کا کاروبار
شباستر اور سمرت کے موافق بلا تعلق خاطر کرتا نہ کسی کے ساتھ لطف
اور ترحم اور نہ کسی کے ساتھ قہر اور غضب اُس راجہ کے عہد مین ملک
کابل کا ایک راجہ تھا ہرکھ نام اور دونون راجہ یار تھے ایک دفعہ کابل
مین اکال پڑا رعیت حیران پریشان ہوئی ہرکھ رعیت کی خرابی اور
آوارگی نہ دیکھ سکا اور جنگل مین گیا اور عبادت کرنے لگا اور ایک ہزار سال
ریاضت کی اور سوکھی پتی درختون کی کھاتا اسواسطے ہرباد نام پایا
(اور ہرباد لغت مین سوکھی پتی کھانے والے کو کہتے ہین) اور اس ریاضت
کے طفیل معرفت کے مرتبہ کو پہونچا جب چاہتا تھوڑی توجہ مین آکاس
اور پاتال چلا جاتا اور اس حالت مین راجہ رگھو اُسکی ملاقات کو آیا ہرباد نے
اُسکی تواضع تعظیم کی اور کہا جبتک آپ نے بعنایت الٰہی معرفت کی لذت
پائی مین نے بھی پائی آپ فرمایئے کہ آپ خاطر جمع سے دنیا کا کام کرتے ہو
یا نہین رگھو نے جواب دیا کہ جو شخص معرفت کے درجہ کو پہونچا دنیا کے
لاکھ کام ہون اُسکی حضوری کو مانع نہین بسشٹ نے فرمایا اے رامچندر
جسطرح یہ دو راجہ معرفت پاکر راجائی کرتے تھے تو بھی عارف ہو کر

راج نے کام کاج کیا کہ اس باب میں ایک اور حکایت بیان کرتا ہون
حکایت دکن کے ملک مین ایک پہاڑ ہی جو کہ اتر پسیہ برہما کا مسکن
تھا وہان دو عابد مرتاض رہتے تھے ہر ایک کا ایک ایک بیٹا تھا ایک کا
نام بیاس دوسرے کا نام بلاس اور ان دونون لڑکون مین باہم کمال
الفت اور محبت تھی ہر ایک باپ کے مرنے پر گوشہ علیحدہ اختیار کر عبادت
مین مشغول ہوا اور سالہا سال اس طور پر گذرے۔ ایک روز دونون
بھائی ملے بلاس نے بیاس سے کہا بھائی سلامت رہیے اس مدت
جو مجھسے تم علیحدہ رہے کیسی گذری اور تمھاری عبادت کے باغ مین
پھل آیا یا نہین بیاس نے کہا کہ دیدار تمھارا سلامتی اور عافیت ہی لیکن
انجانی جانی گئی اور ہستی عالم کی حقیقت نہین ملی اور نفس نے آرام نہین
پایا عافیت کہان ہی تمام عالم کا میل جول بسوچکا کی بیماری ہی اور اس
بیماری کا علاج برم آتما کی شناخت ہی جب تک کسی نے اپنی بیماری کا
علاج نہین پایا اسے آرام اور قرار کہان اے رامچند دونون یار ایک
دوسرے کی صحبت سے معرفت کو پہونچے اور نیک صحبت کے بہت
اثر ہین رامچند نے پوچھا نیک صحبت کون سی ہی اور بری صحبت
کون سی بسشٹ نے فرمایا کہ تنہا روح کی صحبت جسمین جسمانی لوازم بدنی
نہون صحبت نیک ہی اور صحبت بدن اور اشغال حسی اور جسمانی کے ساتھ

صحبت بد ہی اے رامچند ہم سب اور بشن روحی تعلق مین شریک ہین
ہم بدن کی صحبت اور میل جول سے پستی کی حالت مین رہگئے اور بشن
بے تعلقی کی وجہ سے تینون لوک کا مالک ہوگیا جو کوئی نادانی سے
تعلقات مین بندھ جکڑ گیا وہ جہان کہین تھوڑا سامان دنیا کا دیکھتا ہی
جھٹ اسپر گر پڑتا ہی جیسے گدھ جہان مردار گوشت کا ٹکڑا دیکھا اور
اسپر گرا اے رامچند جو شخص عارف اور گیانی ہوگیا اسکو دھارنا کے
اقسام دل اور دماغ مین اور دونون ابرو اور ناک کے سرے اور
آنکھ کی پتلی مین اور من آکاش مین اور آتما مین اور جہان کہین جا
میسر ہین اور دھارنا آٹھون اعمال جوگ مین سے ایک عمل ہی کہ
انگوشٹ انگ کہتے ہین اور یہ تصور کا جمانا ایک خاص چیز پر ہی اور
آٹھ اعمال جوگ کے یہ ہین اول جم دوسرا نیم تیسرا آسن چوتھا پرانایام
پانچوان پرتیاہار چھٹا دھارنا ساتوان دھیان آٹھوان سمادھ اور ان
اعمال کے مراتب کی تحقیق نہایت تفصیل کے ساتھ جوگ شاستر مین
مذکور ہی اور مجمل یہ ہی کہ جم چھوڑنا چیزون کا ہی جو لائق چھوڑنے کے ہین
اور نیم لینا ان چیزون کا ہی جو قابل لینے کے ہین تیسرا آسن بیٹھک
نشستون کی خاص مقررہ طور پر اور پرانایام حبس نفس کا نام ہی اور
پرتیاہار حواس ظاہری و باطنی کا ضبط ہی اور دھارنا ایک چیز خاص پر

توجہ کا جانا اور دھیان توجہ کی استقامت ہو اور سمادھ اس چیز مین محو
ہو جانا جسکی طرف متوجہ ہوا ہو اور سمادھ کی دو قسم ہو ایک سنکلپ سمادھ
یعنی انا الحق دوم نرکلپ سمادھ جہان شغل اور شاغل کی گنجایش نہین
ہو رامچند ہرچند عارف بظاہر مشغول کسی کام مین معلوم ہو لیکن دل اسکا
سمیر پہاڑ کی طرح جنبش سے خالی ہو۔ رامچند نے پوچھا کہ دل کی جنبش
کس چیز سے برطرف ہوتی ہو بسشٹ نے فرمایا حرکت جو طبیعی دل کی
ہو اسکا جاتا رہنا دشوار ہو اور محنت طلب ہو اور وہ دو طریقہ پر منحصر ہو
ایک جوگ کا طریقہ اور وہ یہ ہو کہ دل کی توجہات کو ان چیزون سے
روکے جسکی طرف دل جاتا ہو اور محققین نے کہا ہو کہ دل کی حرکت
حرکت پران بای سے وابستہ ہو اگر جوگ کی قوت سے پران بای کو
قید کرے دل بھی حرکت سے باز رہتا ہو رامچند نے پوچھا کہ پران بای
سارے بدن مین جاتی ہو اور ہمیشہ حرکت مین ہو اسکا قید کرنا مشکل
ہو اسکے قید کرنے کا طریقہ فرمائیے بسشٹ نے فرمایا کہ جس ترتیب سے
بزرگون نے اور کاملون نے عمل کیا ہو کوئی عمل کرے تو آسان ہو
اور عمل کی ترتیب یہ ہو کہ اول یافت کا اور دریافت کا عشق اسکے
باطن مین پیدا ہو دوم جوگ کا طریق جوگ شاستر سے سیکھے اور اسکو
استاد کامل اور کامل ارشاد فرمائے تیسرے رسوم اور عادات سے

در گذرے چو تجھے ہمیشہ شغل برابر کرتا رہے۔ طریق دوسرا گیان اور
گیان کا خلاصہ یہ ہی کہ سمجھ لے جتنی دنیا نظر آتی ہو اور عقل اور وہم او
خیال مین آتی ہو وجود خارجی اسکو نہین ہی اور برم آتما کے سوا اور
کوئی چیز موجود نہین ہی ای رامچند جب اس بات کو تو نے خوب سمجھ لیا
دل کی جنبش سے خلاصی پائی اور کمال درجہ مطلب کو پہونچا اس
بات مین لمھب وکیشر کی حکایت تجھسے کہتا ہون حکایت لمھب
رکھیشر بندہ پہاڑ مین عبادت کیا کرتا جب اسکا مطلب ظاہر کی
عبادت سے نہ نکلا تو جوگ کے طریقہ مین آیا اور دوسرا گوشہ اس پہاڑ
مین اپنی مشغولی کے لیے پسند کیا اور جوگ کا سامان مہیا کر مراقبہ مین
بیٹھا اور تین سو برس تک اپنے سے اور کائنات سے خبر نہوا گویا ایک
صورت پتھر کی تراشی ہوئی تھی ایکبار مینہ بہت برسا اور ہر طرف سے
مٹی کیچڑ اسپر جمع ہو گئی اور اسکے بدن کو ڈھک لیا جب تین سو برس
گذر گئے اور افاقہ ہوا بدن کو خاک مین چھوڑا اسی وقت دوسرے بدن سے
تعلق حاصل کیا اور جیون مکت پائی اور سو برس گنہ ضرب اور ساٹھ
لاکھ چالیس ہزار برس اندر رہا اور چار ارب بتیس کرور سال مہادیو کا
چیلہ بنا اور انکی خدمت کیا کرتا اسکے بعد اسے پہلے بدن کی یاد آئی
جو خاک مین چھوڑ آیا تھا اور مہکل شاگرد آفتاب کی امداد سے اسکو

خاک سے نکالا اور اس بدن کو پہلے کی نسبت خوبصورت دیکھ کر حال کا بدن چھوڑ اُسمین آگیا اور عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوا ایک دن اُسنے کہا کہ اے یار دوستو اور اے خوشی و ناخوشی اور اے شادی اور غم اور اے عبادت اور نیک اعمال تم سب کو سلام جاؤ کہ مین جاتا ہون اور بدیہ مکت ہوتا ہون رامچندر نے پوچھا کہ اگر سودھ اور جیون مکت کے لوگ صاحب تصرف ظاہر نہین اور آکاس دیا تال جانے کی قدرت نہین رکھتے اور رجال الغیب کی باتین نہین سنتے تو یہ کیا بات ہی بسشٹ نے فرمایا کہ عارف لوگ تعلق خاطر ان چیزون سے نہین رکھتے اور نہین چاہتے کہ کوئی تصرف کرین اور اگر انکو تعلق اُنکے ساتھ ہو عارف نہین ہین کشف و کرامات اور تصرفات اعمال کا نتیجہ ہی اور بعضے انمین سے ابتدائی سلوک سے سخت محنت کرتے ہین لہذا اس قسم کے تصرفات بعضے اوقات اُنسے ظہور مین آجاتے ہین رامچندر نے پوچھا کہ جوگیشرون نے بڑی عمر کسواسطے پائی بسشٹ نے فرمایا کہ موت اور فنا دل اور پران باہی کی جنبش سے ہی چونکہ رکھیشرون نے دل اور پران باہی کو قید مین رکھا ہی اور ہلنے نہین دیتے تو موت کا سبب انمین موجود نہین ہوتا موت اُنکے اختیار مین ہی رامچندر نے پوچھا کہ آپ نے مکرر فرمایا کہ جیون مکت نفس کے برطرف کرنے سے ہوا اور جب

نفس برطرف ہو اصفات نیک جو اُسکے لوازم سے ہین کس چیز سے
قائم رہتے ہین بسشٹ نے فرمایا کہ نفس کا برطرف ہونا دو طریق سے
ہو ایک سروپ دوم اروپ جب کہ صاحب جیون مکت سے صفت
رجوگن اور تموگن کی برطرف ہوتی ہی جو برے فضائل کے سبب ہین
تو کہہ سکتے ہین کہ اُسکا نفس برطرف ہو اور نہ حقیقت مین سروپ نفس کا
برطرف نہین ہوتا اور ستوگن جو صفات نیک کی موجب ہی اور کمالات
انسانی کی مدار علیہ ہی عارف مین بحال رہتی ہی اور صاحب بدیہ مکت کا
نفس اروپ ہی اور بدن کے ساتھ فنا ہوتا ہی اور رجوع فنا و حادث ہین
کہتے ہین کہ عارف کا نفس مُردہ ہی سخن ظاہری ہی تحقیقی نہین جب تک
آدمی زندہ ہی عارف ہو یا غافل نفس ممکن نہین کہ مرجاسے

تمام ہوا پرکرن اور چھٹے پرکرن کا شروع ہوا یعنی پربان پرکرن کا

اے رامچند ایسا ہو جا کہ سمجھے یہ نہ کہین کہ یہان ہی اور وہان نہین ہی اور
اس سمت ہی اور اُس سمت نہین ہی اور اسوقت مین تو ہی اور اُسوقت
مین تو نہین ہی اے رامچند اپنی ذات سے مسرور رہو نہ دوسرے کے
سرور سے اور اپنے آپ کو پا کر خاموش بیٹھو اور بات نہ کر کہ سخن انتہا
جزو اُسکے بیان کا ہو اور جہان کہ عیان ہی جز و بیان کی حاجت نہین
اور اپنے باطن مین نظر کر اور آتش دانائی مین شکوک اور اوہام کو

مینون لوک کے جلا ہوا جان - اگر رامچند سخن بیدانت کا اُس شخص کے
دل مین اثر کرتا ہی جسکا اعتقاد درست ہو بیدانت اور استاد پر جس سے
سُنتا ہی اور معتقد طالب حقائق کا پیاسا ہوتا ہی اور جو سخن سُنتا ہی اُسے
جلد یاد کر لیتا ہی جسطرح سوکھی کھیتی پانی کو فوراً کھینچ لیتی ہی ای رامچند
او دیا جو مشہور الفاظ بیدانت سے ہی تین صفت ستوگن رجوگن تموگن کے
اعتبار سے دس قسم ہی اوّل یہ کہ تینون صفت برابر ہون اور اِس قسم کا
نام پرکرت ہی اور مہتی پرکرت کی صفت کے ساتھ کسی چیز کی مصدر نہین
ہوتی دوسری قسم ستوگن دو صفت باقی پر غالب ہو اور دونون اخیر صفت
یکسان ہون یہ قسم عارف دیوتاؤن کی پیدایش کی مادہ ہی جیسے بشن
مہادیو و برہما اور مثل انکے جو ہون تیسری قسم یہ کہ ستوگن رجوگن اور
تموگن پر غالب ہو اور رجوگن تموگن پر اور اِس قسم سے منیشر اور کامل
نوع انسانی کے پیدا ہوئے مثل بسشٹ و بشوامتر اور جو امثال انکے
ہون چوتھی قسم یہ ہی کہ ستوگن رجوگن و تموگن پر غالب ہو اور تموگن رجوگن پر
اور اِس قسم سے ناگ وِدیا اور جو کہ دیوتا کی ایک قسم سے ہین موجود ہوئے
جیسے باسک و سنگھ ناگ جیسے کسپ وغیرہ قسم پانچوین رجوگن ستوگن
اور تموگن پر غالب ہو اور یہ دونون برابر ہون اور یہ قسم چھتریون کی آفرینش
کے سبب ہین جیسے رامچند و جنک اور امثال انکے چھٹی قسم یہ ہی کہ

رجوگن ستوگن اور تموگن پر غالب ہو اور ستوگن تموگن پر اس قسم سے
برہمن لوگ پیدا ہوے جیسے بالمیک و بیاس اور امثال اُنکے
ساتوین قسم یہ کہ رجوگن ستوگن اور تموگن پر غالب ہو اور تموگن ستوگن پر
یہ قسم باعث خلقت شودر کشت مثل دھرم بیادھو وغیرہ کی ہوئی آٹھوین
قسم یہ کہ تموگن ستوگن اور رجوگن پر غالب ہو اور یہ دونون برابر ہون
اور اس قسم سے نباتات جمادات پیدا ہوئے جیسے حلوبے سمیرو
امثال اُنکے جو ہون قسم نہم تموگن ستوگن اور رجوگن پر غالب ہو ستوگن
رجوگن پر اس قسم سے حیوانات پیدا ہوے جیسے گاے گھوڑا اور
امثال اُنکے قسم دہم یہ کہ تموگن ستوگن اور رجوگن پر غالب ہو اور رجوگن
ستوگن پر اس قسم سے تمام حیوانات پیدا ہوے جیسے شیر بھیڑیا اور
امثال اُنکے رامچندر نے پوچھا کہ سبب تنزل ایسے سروپ کا جمادات
مین کیونکر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی چیز نہین جانتا ہی اور نہ کوئی کام کرتا ہی
بسشٹ نے فرمایا کہ جاننا اور کام کرنا دل کی حرکت پر موقوف ہی اور جمادات
مین دل حرکت نہین کرتا اِسلیے ان صفات کا مظہر نہین ہوتا رامچندر نے
پوچھا جمادات مین دل حرکت نہین کرتا تو جمادات بہ نسبت دیگر مخلوقات کے
نزدیک تر مکت سے ہون بسشٹ نے فرمایا جیتن سروپ نے جمادات
مین گونگی اندھی جاہل ہونے کی پوشاک پہنی ہی اور مکت وہ ہی کہ

دل کی حرکت دانستہ برطرف کرے اور دل کا جنبش کرنا جمادات مین
اُسکی دانست مین نہین ہی۔ رامچندر نے کہا ہرگاہ چیتن سروپ جماد آت
مین موجود ہی اور کوئی کام اور شغل کہ تفرقہ کا باعث ہو موجود نہین ہی
نادانستگی مانع مکت کی کیون ہو بسشٹ نے فرمایا کہ جمادات باسنا سے
خالی نہین اور مکت باسنا کے دور کرنے پر موقوف ہی اور باسنا کا دور
کرنا فکر کرنے پر اور کسب کرنے پر ہی اور یہ دونون چیز جمادات مین
نہین ہی رامچندر نے کہا کہ کرم جوگ جو آپ نے بیان فرمایا دل کو اسنے
قرار اور آرام بخشا اور باسنا کو بالکل دور کیا چاہتا ہون کہ کرم جوگ کا
بیان دوبارہ فرمائیے اور پران بائی کے قید کرنے کا طریق بھی دوسری
دفعہ ارشاد کیجیے بسشٹ نے فرمایا کہ جوگ کے معنی جگت ہین یعنے
طریق دونون قسم کے جوگ کا طریق گذرنے کا دریاے عالم سے اور
وسیلہ معرفت الٰہی کا ہی یعنی طالبون کو گیان جوگ کا طریق سہل معلوم
ہوتا ہی اور کرم جوگ دشوار اور بعضون کو اسکے برعکس اسلیے استادون نے
دونون طریق بتائے ہین تاکہ جو طریق جس کسی کے حال کے مناسب
ہو اسکو بطریق مذکور ارشاد کرین چونکہ گیان جوگ کا طریق تیرے
دلنشین ہو گیا اور تیری خواہش ہی کہ کرم جوگ کا طریق بھی خوب
سمجھے اس بابمین ایک حکایت نقل کرتا ہون ہوش کے ساتھ سنو

حکایت ایک روز اندر کی مجلس مین مین بیٹھا ہوا تھا اور نارد و رکھیشر
بھی تھے ایک تقریب سے ذکر اُس گروہ کا چلا جنکی عمر زیادہ ہوئین شاانت
رکھیشر نے کہا کہ سُمیر پہاڑ کے اوپر جو سونے کا پہاڑ ہی پورب آور کے
درمیان ایک مکان بلند ہی کہ جسمین درخت بکثرت اور رنگ برنگ کے
پھول اُسمین ہین اور درختون کی ڈالیان پھول اور میوے سب لعل و
یاقوت ہی اور درخت طوبی وہین ہی اور اُس نشستگاہ مین ایک کوّا ہی
بھسنڈ اُسکا نام ہی جتنی بڑی عمر اُسکی ہی اور کسی کی نہین اور کبھی اُسکو دکھ
بیماری نہین ہوتا گذشتہ اور آیندہ سب حال اُسے معلوم ہی اور معرفت
کے مرتبے کو پہونچا ہوا ہی اور دل اُسکا آرمیدہ ہی مجھے شاانت کی نقل سے
شوق پیدا ہوا کہ بھسنڈ کو دیکھنا چاہیے جلد مین وہان سے نکلا اور ایک
ساعت مین سُمیر پہاڑ پر گیا اور درخت طوبی کے نیچے پہونچا اور کاگ بھسنڈ
کو تین نے دیکھا کہ کوم جوگ کے عمل سے پران باہی کو قید کیے بیٹھا ہی اور
اقسام اقسام کے جانور بہت سے درخت پر ستے مجھے دیکھکر متوجہ میری طرف
ہوئے الا کاگ بھسنڈ کہ جسطور پر بیٹھا تھا بیٹھا رہا اور وہ ہر چند واقف تھا
کہ مین اُسکے دیکھنے کو آیا ہون لیکن جو شغل اُسے تھا وہ نہین چھوڑا جب
فراغت اُس سے پائی تو میری طرف دیکھا اور کہا ای بسشٹ خیر و عافیت
ہی اور میری تواضع تکریم کی اور طوبی کا پتا میرے بیٹھنے کے لیے اوپر سے

ڈال دیا جب مین بیٹھا ہاتھ پھیلائے دونون ہتھیلی اسکے ہاتھو کی پھولون سے
بھر گئین اور وہ پھول میری طرف گرائے اور کہا اگرچہ مین جانتا ہون
جس کام کے لیے تم آئے ہو مگر چاہتا ہون کہ تمھاری باتین سُنون جو
آبحیات کی موافق ہین کہو کسطرح آئے تعجب ہو کہ بڑی عمر والون کے ذکر
خیر کی تقریب سے میری یاد ہوئی - مین نے کہا کہ کہو تم کسطرح پیدا ہوے
اور کسطرح معرفت کو پہونچے اور تمھاری عمر کسقدر ہو اور پچھلے واقعات سے
کیا کیا یاد ہو اور یہ مقام تمکو کسنے دیا کاگ بھسنڈ میرے سوالات کو سُن
محفوظ ہوا اور لگا جواب دینے کہ جن دیبیون نے مہادیو کی خدمت کی آٹھ
آٹھ عورت افسر تھین جیا بجیا جنتی اپراجیا سدھا رکتا السا اُسلا اور سب
پرندون پر سوار تھین مرکب السا کا ایک کوا تھا چند آبکا نام - ایک دن
سب دیبیون نے آسمان پر جشن کیا اور برہما کی خدمتیون سے بھی چند
عورات آئی تھین اور سواری مین انکی ایک قسم کی مادہ ہنس تھین چنڈ
سرا با پہا جو تھا اُسنے سب سے جفتی کیا کر حاملہ کر دیا چنانچہ ہر ایک نے تین تین
بچے جنے اکیس کوے ہم پیدا ہوے اور ہم سب بھائی ہمراہ اپنی ماؤن کے
دیبیون کی خدمت کرتے تھے اور دیبیان ہماری خدمت سے راضی ہو کر
ہمارے حق مین دعا کرتی تھین انکی دعا کی برکت سے ہم سب نے جیون مکت
پائی ایک دن میرے دل مین آیا کہ ایک علٰحدہ گوشہ میری عبادت کی

خاطر ہوا اِس ارادہ سے السا اپنے باپ کے آقا کے پاس مین حاضر
ہوا اور یہ ارادہ ظاہر کیا میرے باپ اور السا نے یہ مکان میرے
واسطے مقرر فرمایا اسوقت سے مین یہان رہتا ہون بسشٹ نے فرمایا
کہ مین نے پوچھا کہ اکیس بھائیون مین سے آپ تنہا یہان رہتے ہین
اِسکا سبب کیا ہی کہا اور بھائیون نے جاگ اور کلپ یہان بسر کیے
انجام کار اپنے اختیار سے بدن کو چھوڑ دیدیہ مُکت ہو گئے مین نے پوچھا
کہ ہر کلپ کے آخر ایک قیامت قائم ہوتی ہی اور طوفان پانی آگ
اور ہوا کا ظہور مین آتا ہی اور بارہ سورج ایک دفعہ نکلتے ہین تم اِن
تہلکون مین کسطرح زندہ رہے بھسنڈ بولا کہ جب یہ سورج نکلے اور
طوفان آگ کا آیا برن دیوتا جو پانی کی روحانیت ہی اِسکا تصور کرکے
اُس سے مین ایک ہوجاتا ہون اور جب ہوا کا طوفان آیا گربان
سِدھ کو حاضر کرکے اپنے تئین ایسا بھاری کرتا ہون کہ ہوا مجھے ایک
سر مو جنبش نہین دے سکتی اور طوفان آب کے وقت روحانیت پہاڑ
کی صورت بنجاتا ہون اور آکاش مین برھمانڈ کے باہر جگہ حاصل
کرتا ہون پھر جب برھما خلقت کو تازہ کرتا ہی مین اپنی جگہ چلا آتا ہون
اور میرے دل کے سنکلپ اور ارادے سے یہ درخت پھر اپنی اصلی
حالت پر آجاتا ہی بسشٹ نے فرمایا کہ مین نے پوچھا کہ اور لوگ جو کہ

جیون مکت ہوتے ہین تمہاری سی قوت اور قدرت کس واسطے نہین رکھتے
کہا تفاوت حکمت الٰہی کی تقدیر کے تقاضا سے ہی کہ بندون مین طرح
طرح کی صورتون سے جلوہ گر ہوا ہی پھر مین نے کہا کہ اس عمر دراز مین
عجائبات واقعات سے کچھ یاد ہون مجھسے بیان کر بھسنڈ نے کہا کہ ایک بار
اس عالم کو مین نے ایسا دیکھا کہ بالکل پہاڑ اور درخت ہی تھے دوسری
مخلوقات کا نام و نشان نہ تھا اور دوسری مرتبہ کیا دیکھتا ہون کہ پندرہ ہزار
برس تک نہ پہاڑ تھا نہ درخت سب سفید خاک تھی۔ اور ایک وقت
بالکل پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور بس اور کبھی بالکل درخت ہی درخت تھے
اور ایکبار دیکھا بندھیا پہاڑ نے تمام عالم کو گھیر لیا ہی اور سورج کی آمد رفت
کا راستہ بند ہو گیا اور اگست یعنی سہیل ستارہ ابھی پیدا نہو تھا اور حکایت
بندھیا اور اگست کی اسطرح پر ہی کہ ایک دن نارد پسر برہما نے بندھ کے
حضور مین سمیر پہاڑ کی تعریف کی اور کہا سمیر اسقدر اونچا اور بڑا ہی کہ آفتاب
نے جو بروز مرہ پورب سے پچھم تک سیر کرتا ہی اسکی بڑائی کا ادا نہین کیا
بندھ نے غصہ ہو کر کہا سمیر کی طاقت کیا ہی کہ میرے مقابل بلندی مین
ہو سکے اور اپنے تئین اسقدر بڑا بنالیا کہ سمیر اور سورج کی راہ بند ہو گئی
اور مدت دراز تک عالم کا حال ایسا تھا کہ ہر طرف آفتاب چمکتا ہمیشہ دن
اور دوسری طرف رات اور عالم کے کام جو رات دن کے متعلق ادہر اُسکے پر

سو تو بن باہین بند ہو گئے تھے کہ اگست یعنی ستارہ سہیل پیدا ہوا اور بندت
اور دانا اور عارف ہو گیا اور بندھ پہاڑ اُسکی شاگردی سے منسوب ہوا
سب دیوتا اگست کی خدمت مین حاضر ہوے اور التماس کی بندھ کو
نصیحت فرماییے کہ اپنی اصلی حالت پر جاوے اگست اُسکے پاس گیا اور
وہ تواضع کے سبب پست ہو گیا اگست نے کہا اسی طرح رہو جبتلک
مین واپس آؤن بندھ ویسا ہی پست رہا بھسنڈ نے کہا کہ ایکبار مجھے
یاد ہو کہ برہمن کو شراب حلال تھی اور کمینون کو حرام اور ایک ایسا وقت
تھا کہ عورت غیر سے صحبت رکھتی اور اُسے پت برتا کہتے (اور پت برتا
شوہر پرست کو کہتے ہین) اور مین یہ بھی جانتا ہون کہ بشن اور اندر
اور سورج اور چاند کب وجود مین آئے ایکبار ہرنا کچھ دیت کرہ زمین کو اصلی
مقام سے اُٹھا کر دوسری جگہہ لیگیا اس سبب سے بشن نے سور کی صورت
مین تنزل کرکے اُسے قتل کیا اور زمین کو اُسکی جگہہ پر لایا اور اسقدر منو میری
یاد مین راجہ ہوسے ہین اور ہر منو وہ راجہ ہو کہ تیس کرور اور ستر لاکھ اور
آٹھ ہزار سال راجائی کرے اور ایک وقت سنکھاسر دیت نے بید دن کو سمندر
مین چھپایا تھا اسلیے بشن نے مچھلی بنکر اُسے مار ڈالا اور سمندر سے بید دن کو
نکالا اور سنکھاسر کی استخوان سے سنکھ پیدا کیا اور ایکبار بشن اور دیوتاؤن نے
مندر پہاڑ کو اُسکی جگہہ سے اُکھیڑ کر سمندر مین ڈالدیا اور سمندر کو زیر وزبر کرکے

آبحیات وغیرہ اسمین سے نکالا اور وہ وقت مجھے یاد ہی کہ گڑڑ بیٹا کسیب کا
انڈے سے نکلا اور ابھی اُسکے پر نہین جمے تھے اور ابتدا اُسکے خلقت ساتا
دریا اور تمھاری امثال کی یاد ہی اے بششٹ جیسے کہ بھردواج پلست اتر نارد
مریچ سنت کمار بھرگ مہادیو سوام کارتک گنیش پارتبی سرستی اور چھمین
اور آٹھ بار تمھاری پیدایش مجھے یاد ہی اور اس آٹھوین پیدایش مین کہ
برہما کے لڑکے ہوے میرے اور تمھارے درمیان ملاقات ہوئی اور تم ایکبار
آکاس سے پیدا ہوے اور ایکبار آتش سے اور ایکبار پانی سے اور ایکبار
پہاڑ سے اور پانچ مرتبہ زمین سمندر مین ڈوبی ہی اور ہر بار بشن نے کچھوے کی
صورت بنکر زمین کو پانی سے نکالا ہی اور بارہ دفعہ دیوتاؤن نے سمندر کو
زیر و زبر کیا ہی اور چھ بار پرسرام کا تنزل مجھے یاد ہی اور کتنے ہی کلجگ دیکھے
ہین کہ اُنکا شمار قطار نہین اور ایک سو تنزل بودھ اوتار کے جانتا ہون و
ہر بار کہ یہ تنزل ہوا ہی بید دن کو غائب کر دیا اور بید دن کے عمل کو منسوخ
کیا اور یہ تنزلات دیتون کے گمراہ کرنے کے لیے تھے اور مہادیو نے تین بار
تر دیت کو قتل کیا اور جگ دچھ اپنے خسر کو برہم کیا اور حکایت جگ دچھ کی
اسطرح پر ہی کہ دچھ ستی زوجۂ مہادیو کے باپ نے جگ کیا تھا جسمین سب
دیوتاؤن کی دعوت کی مگر مہادیو کو نہین بلایا ستی نے کہا کہ میرے شوہر
کو تم کسواسطے نہین بلاتے باپ نے کہا کہ اُسکی وضع مُردہ ہڈ آدمیون کے

سروں کی مالا گلے میں ڈالے ہو اور سانپوں کو اپنے بدن پر لپیٹا ہو وہ اس لائق نہیں کہ اُسکو اس جشن میں بلاؤں ستی مارے شرم اور ننگ کے جل گئی مہادیو یہ خبر سنکر جگ کے جلسہ پر آموجود ہوا اور جگ کو برہم کر دیا بسشٹ بولا کہ دس بار مہادیو نے اندر کو مار کر سلطنت کا مرتبہ اس سے چھین لیا اور آٹھ دفعہ کی جنگ بشن کی جو ماستر دیت کے ساتھ ہوئی مجھے یاد ہو اور بہت دفعہ بید بین تبدیل ہوئیں اور اُنکے اعمال اُلٹ پلٹ گئے اور فنون بید دان کے جو علم قرأت اور علم خواص ادعیہ اور خواص حروف اور علم بیاکرن یعنی صرف نحو و علم عروض و علم نجوم ہیں تبدیل و تغیر ہو گئے اور یہ بھی یاد ہو کہ بالمیک نے بارہ دفعہ کتاب رامائن جسکے معنی جوگ بسشٹ ہیں ایک لاکھ اشلوک میں تصنیف کی جسمیں بیان حقائق اور معارف الٰہی ہی اسی طرح بیاس نے سات بار کتاب مہابھارت تالیف کی حاصل کلام یہ کہ ہر بار قیامت قائم ہوئی کتابیں بھی اور مخلوقات کی طرح معدوم ہو گئیں اور دوسری پیدائش میں جو مصنف یا شاگرد اُنکے پیدا ہو سے اُن کتابوں کو حافظہ قوی اور فطرت عالی سے اُنکے الفاظ و معانی یاد کرکے جیسے تھے ویسے ہی تحریر میں لائے یا بمقتضائے حرکات ادوار و اوضاع آسمان ایسی کتابیں جو پہلے مضامین پر مشتمل تھیں از سر نو تصنیف کیں بدون اس بات کے کہ حالات گذشتہ سے آگاہ ہوں بسشٹ بولا یہ بھی مجھے یاد ہے کہ گیارہ دفعہ بشن

گھر مین راجہ دسرتھ کے جنم لیکر رامچندر ہوا اور سولہ دفعہ بسدیو کے گھر مین جنم لیکر
کرشن ہوا بسشٹ نے فرمایا کہ تمہاری طول عمر کا سبب کیا ہی بھسنڈ نے کہا مین
جانتا ہون جو تمنے پوچھا تم اسکو بہتر مجھسے جانتے ہو لیکن بزرگ اور استادونکا
قاعدہ یہ ہی کہ اپنا جانا ہوا امتحاناً شاگرد سے پوچھتے ہین اور مجھے خود آپکے
حکم کا قبول کرنا لازم ہی اسواسطے بیان کرتا ہون کہ جو کوئی تین باسنا
نہ رکھے اور باسنا کے ڈر سے مین عیب دار موتی نہ پرودے یعنی برے
صفات اسمین نہون اور معرفت کا آبحیات پیے ہو اور توحید کا قائل ہو اسکے
نزدیک موت نہین آتی الا اسکے اختیار سے مین نے ان اشغال سے
جو خدا تک پہونچاوین پران چنتا کو اختیار کیا ہی اسی کا اثر ہی کہ میری اسقدر
عمر ہوئی مین نے پوچھا کہ پران چنتا کیا چیز ہی بھسنڈ نے کہا کہ بدن مین دو
باد یعنی ہوا عمدہ ہی ایک پران بائی دوم اپان بائی کہ چاند کی مثل سرد ہی
اول غذا کو پکاتی ہی دوسری شائستہ غذا بدن کے تمام اجزا کو پہونچاتی ہی
اور ناشائستہ کو دور کرتی ہی اور طریق شغل یہ ہی کہ پران بائی جو بارہ انگل
ناک کے سوراخ سے باہر نکلتی ہی اسکو چھوڑنا نہین چاہیے کہ اندر کی
طرف لوٹ جاے اور اسکو کنبھک کہتے ہین اور اپان باے کو بارہ انگشت
اپنے اصلی مکان سے نیچے کی طرف جاتی ہی اسکو اوپر کھینچکر پران بائی سے
ملا دینا چاہیے اور جو چار انگشت پران بائی کے مکان سے اوپر کھینچ لے

نہایت مرتبہ جوگ کا ہی اور اُسے بھی کینھک کہتے ہین اور یہی لازم ہی کہ
عامل اِس شغل مین تصور کرے جس کسی نے اِن ہواؤن کے لیے
مکان معین اور حرکت مضبوط مقرر کی ہی مین اُسکو طلب کرتا ہون
بھنڈ نے کہا کہ مین اس شغل کی بدولت خدا کو پہونچا اور گذشتہ اور
آیندہ کو یاد نہین کرتا اور پسند ناپسند خوش اور ناخوش میرے نزدیک
برابر ہو گیا ہی اور اِسی سبب سے مین ہمیشہ زندہ رہتا ہون بسشٹ نے
فرمایا کہ مین نے اُس سے کہا کہ جو کچھ کنہ بیدانت کی اور حقیقت معرفت
کی تھی وہ آپ نے بیان کر دی اب مین جاتا ہون اور اُس سے
رخصت ہو آکاش کو گیا اور وہ ایک جوجن میری مشایعت کر کے
اُلٹا پھر گیا ایکبار اور بھسنڈ کو مین نے ست جگ کی ابتدا مین دیکھا اور
ایکبار اِس جگ ترتیا مین کہ جسمین تو ہی دیکھا ہی ای رامچند جسطرح طریق
معرفت اور ضبط پران بای وایان بای کیا ہی اور بھسنڈ نے اُسپر عمل کیا
دیو پوجا بھی ایک طریق ہی اور اُسکو مجھے مہادیو نے تعلیم کیا ہی وہ تمسے
بیان کرتا ہون حکایت ای رامچند ایکبار مین کیلاس پہاڑ کے اندر
عبادت کرتا تھا علمی کتابین اور خوشرنگ پھول میرے سامنے رکھے تھے
اور چار گھڑی رات ساون مہینے کی بائیسوین تاریخ سے گذری تھی کہ
دور سے ایک روشنی نمودار ہوئی مجھے القا ہوا کہ مہادیو تشریف لاتے ہین

دفعتہً مہادیو پارتبی کے شانہ پر ہاتھ رکھے ہوے آئے اور تھوڑے
خادم انکا آگے کا راستہ دیو اور دیت سے خالی کرتے آتے تھے اپنے
شاگردون کو مراقبہ سے ہوشیار کیا اور آپ پانی اور پھول لیکر اُنکے
استقبال کو دوڑا اور اُنکے پاؤن پر پانی اور پھول ڈالے اور نہایت
تواضع و تعظیم سے مہادیو اور پارتبی کو اپنے جھونپڑے مین لایا۔ ایک
ساعت بیٹھکر مجھسے پوچھا کہ اس پہاڑ مین خیر و عافیت سے ہو اور عبادت
بے تفرقہ حاصل ہی اور دل خدا کے ساتھ آرام پاے ہوے ہی اور کوئی
خوف اور وہم تو نہین ہی اُسکے جواب مین مین نے عرض کی جو کوئی آپکی
یاد کا عادی ہو اُسے تفرقہ اور ہراس نہین ہوتا اور کون مطلب ہی کہ وہ
حاصل نہین ہوتا بلکہ شہر اور مقامات مین سے بہتر وہی ہی جہان مین آپکی
یاد کرتا ہون جب یہ مقام آپ نے اپنی تشریف آوری سے روشن کیا ہی
گستاخانہ پوچھتا ہون کہ دیو پوجا کی حقیقت کیا ہی جسکے ساتھ تمام کمالات
اور سعادات وابستہ ہین فرمایا کہ بشن برہما مہادیو اور دیگر اجسام وارواح
کو دیو نجان دیو وہ ہی جسکی ابتدا اور انتہا نہو اور صورت شکل کو نہ قبول
کرسے اور کسی کا ساختہ پرداختہ نہین ہی اور وہ ہستی محض ہی کہ آنند سروپ
اور گیان سروپ ہی اُسکی پوجا اور عبادت کیجیے اور صورت کی پرستش کی
تلقین جو ہر ایک کو کرتے ہین اُسکا یہ مطلب ہی کہ چونکہ اہل ظاہر عالم صورت کو

اپنے سے نزدیک جانتے ہین اور معنی کو بہت دور ۔ استاد لوگ اور
کاملین پہلی مرتبہ ایک صورت کو انکی نظر کے ساتھ کرتے ہین کہ پریشان
خاطر کو جمع کرے بعد ازان آہستہ آہستہ اسکی توجہ صورت سے پھیر کر
مطلوب حقیقی سے آشنا کرتے ہین جسطرح ایک منزل کے تھکے ہوے کو
جسکے ذہن مین منزل دور ہی بتلاتے ہین کہ تیری منزل کوس ایک ہی
تاکہ تصور نزدیکی کا مسافت منزل کو آسان کردے ۔ ای بسشٹ پانی
پھول چانول چندن عود چراغ یہ سب لوازم دنیاوی صورتون کی
پوجا کے ہین ۔ اور حقیقی دیو کی عبادت کے لوازم اور ہی ہین ۔ پانی
اسکا علم ہی اور پھول اسکی توحید اور چانول اسکی قوت حلال اور چندن
اسکے باطن کی صفائی ہی اور عود اسکی حرارت عشق اور چراغ اسکا
روشنی دل کی ہی ۔ جو اس دیو کی صورت سر ہاتھ پانون ثابت کرے
اسکی صورت تمام کائنات ہی اور سر اسکا انتہا آکاش کی اور پانون
اسکے منتہی پاتال کی اور ہاتھ اسکے جہات ستہ اور تمام آنکھین اور کان
اسکی آنکھ کان ہین اور دانا اسی دیو کی عبادت کرتا ہی اور عبادت
اسکی یہ ہی کہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور مساس کرنے جاگنے سونے
سانس لینے مین اسکو حاضر دیکھے یعنی جانے کہ دیکھنے والا سننے والا سونگھنے
والا چکھنے والا مساس کرنے والا جاگتا سوتا سانس لینے والا وہی ہی

ایک دم کی یاد مین اُسکی لاانتہا فائدے ہین اگر پورا ایک دن تو اُسکی یاد
کرے تو عارف ہوتا ہی اور مُکت کے مقام کو پہونچتا ہی جوگ یہی ہی اور یہی پوجا
ہی اور اُسکی بہترین عبادت یہ ہی کہ اُسکو اپنے اندر تو دیکھے اور اپنا عین جانے
اور شادی غم اور رنج راحت اور دولتمندی ناداری مین اُسکو موجود جانکر
تو ایک حال پر رہے اُسکو کسی کام اور حال مین تو فراموش نہ کرے ای بسشٹ
اُستاد کا ارشاد جب شاگردون کے دلنشین ہوگیا معرفت الٰہی خود بخود آتی
ہی اور معرفت نہ اُستاد سے ہی نہ بے اُستاد اور نہ شاستر سے ہی نہ بے شاستر
ای بسشٹ دیو پوجا کی حقیقت تمسے ہمنے بیان کی اب تمھارا خدا حافظ مین
جاتا ہون بسشٹ نے فرمایا ای رامچند جو طریقہ کہ مہادیو نے مجھسے ارشاد فرمایا
اُسی کے مطابق مین اب تک عبادت کرتا ہون اور اپنے سب کاروبار کو رسم و
عادت کے موافق انجام دیتا ہون اور کسی چیز سے مجھے تعلق نہین رامچند بولا
کہ آپکی توجہ ظاہری اور باطنی سے جو چیزین جاننے کے قابل تھین سب
مین نے جان لین اور میرے دل کو آرام ملا مگر تمھاری باتین آبحیات کے
مانند شیرین اور لطیف ہین اور سُننے والے کو پیاس زیادہ ہوتی ہی چاہتا ہون
کہ دوبارہ کہو اور دوبارہ سنون بسشٹ نے فرمایا کہ جو لذت شاگرد کو اُستاد کے
کلام سُننے سے حاصل ہوتی ہی اُس سے سیری نہین ہوتی اور دوسرے
لحظہ مین آرزو دوسرے کلام کے سُننے کی ہوتی ہی اُسکا اعتبار نہین اور

آرزو بڑی خراب صفت اور دور کرنے کے قابل ہو اور لذت آرام دم بھر کا
لڑکے چاہتے ہین لائق یہ ہو کہ تو اس قسم کی لذت سے درگذرے اے رامچند
دل دانا بے آرزو ہونا چاہیے اور جب تک کوئی پوری تہذیب اخلاق کی
نہین کرتا اسکا دل سراسر آرزو ہوتا ہو اور آدمی بعد تہذیب اخلاق کے
چیز دیگر اور حقیقت دیگر ہوجاتا ہو جیسے تانبا اکسیر سے کندن ہوجاتا ہو رامچند
نے کہا اے استاد اب کوئی ایسا مطلب جس سے خاطر کو تعلق ہو نام کو باقی
نہین رہا اور انتظار اور تفرقہ درمیان مین نہین اس قسم کا سوال جو آپ سے
کرتا ہون محض تفریح خاطر کے لیے ہو بسشٹ نے فرمایا اے رامچند جسطرح
ارجن نے کشن کے ارشاد سے چشم حقیقت بین حاصل کی تو بھی دنیا سے
بے تعلق ہو رامچند نے پوچھا کہ ارجن اور کشن کب آئینگے اور کشن اسکو
کسطرح کا ارشاد کریگا بسشٹ نے فرمایا کہ جم یعنی ملک الموت کبھی جان
لینے سے ملول ہوکر ریاضت مین مشغول ہوتا ہو اس مدت مین کوئی جاندار
نہین مرتا اور زمین آدمی اور جانورون سے بھرجاتی اور بوجھل ہوجاتی ہو
حکمت الٰہی کے موافق دیوتا لوگ اترکر عالم کو ہلاک اور زمین کو ہلکا کرتے
ہین اور اس دنیا مین ہزارون ہزار جم گذرگئے اور یہ جم ہمارے زمانے کا
جو سورج کا بیٹا ہو ایک وقت ملول ہوکر ریاضت مین مشغول ہوگا اور
زمین آدمی اور جانورون کی کثرت اور اپنے زیادہ بوجھ سے بشن کے سامنے

فریاد کریگی اسواسطے بشن دو صورت مین نزل کرکے کشتنی جو ہونگے
انکو قتل کریگا ایک تو بسدیو کے گھر مین بصورت کرشن دوم ارجن کی صورت
پانڈو کے گھر مین ظاہر ہوگا اور جب یہ ظاہر ہونگے واقعہ مہابھارت اور دوسرے
واقعات اور سانحات جو کرور ون آدمی اور جانور کے مارے جانے کے
باعث ہونگے پیش آئینگے اور ارجن غنیم کی صف مین نظر کر دیکھیگا کہ سب
اسی کے عزیز اور اقارب ہونگے کرشن سے کہتا ہی کہ مین انکو کسطرح
قتل کرون کرشن اسکو ارشاد کرتا ہی کہ یہ صورتین اور یہ اجسام جو کہ تو دیکھتا ہی
وہم محض ہی خلاصہ انکا روح ہی اور روح ازلی ابدی ہی اور اسکو کسی سے
نسبت اور قرابت نہین ہی مرنا اور ہلاک ہونا ان وہمی صورتون پر واقع
ہوتا ہی نہ روح پر اور یہ قتل نہین ہی الا رفع حجاب من و تو کا اے ارجن
تو نے اب چھتری کی قوم مین جنم لیا ہی جو تقاضا اس منزل کا ہی عمل مین
لانا چاہیے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کے میدان مین تو منھ نہ موڑے اے ارجن
جوگ کے طریق مین استقامت کر اور ساتھیون کو چھوڑ ظاہر باطن کی عبادت
مین مشغول ہو اور جوگ مین استقامت کا نشان یہی ہی کہ نیک اور بد کو
یکسان جانے اور ساتھیون کے چھوڑنے سے یہ مراد ہی کہ خواہش کی
فرمانبرداری چھوڑ دے جو کہ ہمراہیان روح ہین اور ثمرات اور نتائج
اعمال سے نظر کو اٹھا لینا رضاے الٰہی مین کہ اعمال کے ہمراہی اور

لوازم ہین اور خلاصہ اعمال اخلاص ہو کہ عمل کو بے غرض اور بے مطلب
تو کیا کرے اور جب اسطرح کی کثرت اور مداومت تو کریگا تو عین برمھ
ہوجائیگا اور روے زمین کے لیے زینت پہونچائیگا اور جو شخص سنیاس
جوگ اور گیان کی راہ مین کامل ہوتا ہو مکت اور نجات پاتا ہو اور شرح گیتا
اور اس کتاب کی شرح مین لکھا ہو کہ ارجن نے پوچھا کہ ساتھیون کا چھوڑنا
کیا معنی ہین اور عبادت مین اخلاص کیا ہو اور سنیاس جوگ کسطرح ہو
اور گیان جوگ کیا چیز ہو کشن نے فرمایا کہ ساتھیون کا چھوڑنا اقسام
سنکلپ کا چھوڑنا ہو اور اخلاص عبادت مین یہ ہو کہ مین اور عالم اور
عالم کے کام کاج اور عبادت میری سب حق ہو اور حق سے جدا نہین
اور سنیاس جوگ یہ ہو کہ تمام ریاضات سخت بی غرض اور بے مطلب
کرتا رہے اور ثواب اسکا نہ چاہے اور نتیجہ کی خواہش نہ کرے اور گیان جوگ
یہ ہو کہ اپنے تئین برمھ کی ذات مین ترفانی کرے ای ارجن میری دو ہستی ہین
ایک مطلق دوم مقید مطلق یگانہ مدام اور انت ہو یعنی اسکا اول آخر نہین
اور اول ہر اول کا ہو اور ہر آخر کا آخر اور اسکو پرم آتما اور برمھ آتما کہتے
ہین اور مقید وہ ہو جسکی شکل رنگ ہاتھ پانوُن و گدا و چکر جیسے تجھے تو دیکھتا
ہو (گدا اور چکر کشن کے ہتیار ہین) ای ارجن اگر تجھے شغل اور توجہ
پرم آتما پر اچھی طرح میسر ہو تو میری صورت ہو اور ہمیشہ اسی صورت کا

تصور کر اور جو ریاضت عبادت کرے میرے واسطے کر ای ارجن جب تک
پرم آتما کو تونے نہین جانا اسی طریقہ پر عمل کرتا رہ کہ رفتہ رفتہ اُسکو
جان لیگا اور جب اُسے جان لیا تو تنزل سے نجات پائیگا ای ارجن پنڈت
اور دانا وہ شخص ہی کہ جو افعال و اعمال کہ قابل جزا ہین اُن سب کو
گیان کی آگ مین جلادے اور اِس آگ کا اعمال کو جلانا ایسا ہی کہ جانے
مین نے یہ اعمال ہی نہین کیے ہین روح مجرد ہون اور یہ بدن کے
کام ہین ای ارجن جب تک اعمال کا عوض درمیان ہی گیانی مرد
نہین ہوتا پس جزا کے دور کرنے کا علاج کرنا چاہیے اور علاج اِسکا
یہ ہی کہ اعمال کو اپنے ساتھ نسبت نہ دے ای ارجن دانائی کا یہ نشان
ہی کہ اگر قیامت کی ہوا چلے اور پہاڑ اُڑنے لگین دانا اُستاد کی نصیحت
اور شاستر کا حکم نہ بھولے بسشٹ نے کہا جب کشن یہان تک کہہ چکا ارجن
ایک لحظہ چپ ہو کر کہیگا کہ ای صاحب تینون لوک کی تمھاری بات
سُننے سے میرے دل کو آرام ملا اور حقیقت کام کی سمجھی اور میرا دل
باغ باغ جسطرح نیلوفر سورج کے نکلنے سے ہو ا بسشٹ نے فرمایا
کہ ای رامچندر دوسری حکایت سُنو کہ خاطر حق جو تیری تسلّی پائیگی
حکایت ایک سنیاسی برہمن قدرت اور تصرف والا روشن ضمیر ایک
دن اپنے بدن سے الگ ہو کر دوسرے کی صورت مین ظاہر ہوا اور

راجپوت اپنے تئین کہلوایا ایک وقت سوتا تھا تو خواب مین دیکھا کہ چند دیہات کا رئیس ہوگیا اور رئیس نے دیکھا خواب مین کہ راجہ ہوگیا اور راجہ نے خواب مین دیکھا کہ کسی ایک دیوتا کی عورت بنگیا اور عورت نے خواب مین دیکھا کہ ہرنی ہوگئی اور ہرنی نے دیکھا کہ گھانس کی بوٹی بنگئی اور گھانس نے دیکھا کہ کالی بر ہو کر نیلوفر کے پھول مین آئی تھی کہ ہاتھی نے اُسے جڑسے اُکھیڑ ڈالا اور بر بہیت (زنبور سیاہ) کھا گیا اور بر نے فنا کے وقت ہاتھی کی صورت کا ارادہ کیا تھا ہاتھی بنگئی (زنبور) اور قید تنزل کے بعد برہما کی سواری ہوگئی اُنکے ساتھ مہادیو کی مجلس مین گئے اور چند روز کے بعد دل کے سنکلپ سے مہادیو بنگئے مہادیو کی صورت مین عارف اور گیانی ہوگئے تمام تنزلات کو اپنے یاد کیا پھر برہمن سنیاسی کے سر پر جا کر اُسکو جگایا اور ان دونون صورت نے راجپوت کے سر پر جا کر اُسکو جگایا اور تنزل مہادیو اور یہ سب صورتین کہ اوپر شمار کر جمع کین مہادیو کی برکت سے گیانی اور عارف ہوگئین بسشٹ نے فرمایا کہ عارف کے علم مین بے نہایت عالم مندرج اور چھپے ہوے ہین اور عارف کا دل جس چیز مین لگتا ہو اُسکی صورت پکڑ لیتا ہو لیکن یہ سب تصرف عارف کے مراد اُسکی خاص توجہ کے ساتھ ہو راجچندر نے پوچھا کہ یہ صورتین ایک شخص سے کسطرح ظہور مین آئین بسشٹ نے فرمایا جسطرح ایک ہستی متکثر ہو کر لاانتہا صورتون مین تنہا ہر ہوتی ہو اسی طرح صاحب تصرف عارف جس صورت مین

چاہے اپنے تئین ظاہر کرے ای رامچند ہر چند عارف نے اپنے تئین اور اپنے
تمام صفات کو حق مین فانی کیا ہی اور مُردہ کی صورت مین نظر آتا ہی لیکن
درحقیقت حق کے ساتھ زندہ ہی اور قدرت حق قدرت اُسکی ہی۔ ای رامچند
اپنی عقل کو قرار و ثبات دیکر جو کچھ تیرے سامنے آئے خواہ بصورت خیر ہو
یا بصورت شر اُسمین انکار نہ کرنا اور راجہ بھاگیرتھ کے مانند اپنے مین راسخ رہنا
تاکہ مشکل کام جنکو کوئی نہ کر سکے تیرے اوپر آسان ہو جائین رامچند نے کہا کہ
سُنا گیا ہی کہ راجہ بھاگیرتھ دریاے گنگ کو آسمان سے زمین پر لایا تھا جو تدبیر کہ
اس باب مین اُسنے کی نقل فرمائیے **حکایت** بسشٹ نے فرمایا کہ راجہ
بھاگیرتھ نے بابتداے جوانی مین تصور کیا کہ دنیا کے سب کام مکرر اور دوبارہ
ہین اور ہمیشہ رات دن آگے پیچھے آتے ہین اور جو کچھ کل کیا گیا وہی آج
کرنا چاہیے چاہتا ہون اہتمام کرون کہ دوبارہ نہو اور پھر کام کرنے کی حاجت
نہو اور کوئی مطلب ایسا ہو کہ پورا نہوا ہو اسلیے اُسنے ترمل رکھیشر کے پاس
جاکر اُس سے پوچھا کہ عالم کے غم خصوص مرنے کا غم کس طریق سے برطرف
ہوتا ہی ترمل نے جواب دیا کہ تجھے قابل جاننے کے ہی یعنی پرم آتما اُسکو جسنے
جانا سب غمون سے خلاصی پائی بھاگیرتھ نے کہا مین یہ بات جانتا ہون مگر
یہ دانستگی میرے دل مین نہین ٹھہرتی ترمل بولا جو شخص اپنے باطن کی
طرف متوجہ ہو عورت اور لڑکے مال متاع اور تمام اسباب دنیا سے بے تعلق ہو

اور ہمجنسون سے صحبت کی رغبت نہ رکھتا ہو ثبات اور قرار حاصل
کرتا ہی بھاگیرتھ نے پوچھا کہ آہنکار جو سالہا سال سے دل مین قرار
پکڑے ہوئے جاے گیر اور متمکن ہوے دور نہین ہوتی رِکھ نے کہا
جو کوئی لذات کو چھوڑے اور ہستی مطلق کو نظر مین رکھے اور اپنے شغل
کو برابر کیے جاے اُس سے آہنکار دور ہو جاتا ہی اور جب تک
آٹھ کمندین جنسے خلائق کا دل بندھا جکڑا ہی نہ کاٹے شغل بھی برابر
نہین جاری رہ سکتا ایک دلبستگی وابستون کی پرورش کی دوم
شک اور تردد اُن کامون کے اندر جو شروع کیے کہ اسکا کچھ پھل ملیگا
یا نہین تیسری حرص اور آرزو لذات اور شہوات کی چوتھی شرمندگی
دنیا مین رسم و عادت کے چھوڑنے سے جو متعارف اور مستعمل ہین
پانچوین خلق کو حقیر دیکھنا جسوقت کہ علم اور عمل مین اسکو نہ پہونچے
چھٹی اپنی قوم و قبیلہ کی عزت اور شان پر نظر کرنی ساتوین اپنی عزت
اور جاہ کا پابند ہونا کہ جنسے اپنے ابناے جنس مین ممتاز ہوا آٹھوین
مقید ہونا عزت اور شان کا جو آبائی اور موروثی ہی۔ اے راجہ نشان طلب
صادق کا یہ ہی کہ اپنی تمام دولت دفعۃً دشمنون کو دے دے اور جو
ضروری قوت کا محتاج ہو تو دشمنون کے دروازے پر ٹکڑے مانگے
اور کل مطالب سے دست بردار ہو اور مجھے بھی چھوڑ دے کہ مرشد تیرا ہون

اور اگر تو میری بات پر عمل کرے تو مقام اعلیٰ پر تو پہونچیگا - بھاگیرتھ نے
مرشد کا کلام سنکر چندروز راج کاج بعد جگ شروع کیا اسکا یہ ارادہ تھا کہ
اس بہانہ سے دنیا کا اسباب الگ کرے پس تھوڑے عرصہ مین تمام نقد اور
جنس محتاج اور برہمنون کو دے دی حتیٰ کہ پوشاک کے سوا جو پہنے ہوے
تھا کچھ باقی نہ رکھا اور راجائی ایک ہمسایہ دشمن کے حوالہ کی اور ملک سے
باہر چلا گیا اور ایک مدت ریاضت اور عبادت مین مشغول رہا اور کمال
معرفت کو پہونچگیا چند عرصہ تک اپنے مرشد کے کلام پر عمل کرکے اپنے ملک کو
واپس آیا اور فقیرون کی طرح راجہ کی ڈیوڑھی پر گذر کیا اور ایک مدت وہان
بسر کی راجہ اسکے احوال سے خبر پاکر اسکی ملاقات کو آیا اور کمال شرمندگی کے
ساتھ ظاہر کیا کہ یہ ملک تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا ہے اگر بدستور سابق
راجائی اور خلق کی حاجت روائی اختیار کرو بہتر ہے بھاگیرتھ نے قبول
نہ کی اور وہان سے چل دیا مدت بعد اپنے مرشد ترل کی زیارت کو آیا
اور اسکی خدمت مین رہا سدھ اور کامل لوگون کی ایک جماعت نے آٹھ
سدھ اسکو دینے چاہے وہ بھی قبول نہ کیے اور وہان سے روانہ ہوا اور
دوسرے ملک کو چلا گیا وہان کا راجہ مرگیا تھا کوئی بیٹا اسکے نہ تھا کہ وارث
ملک کا ہو اسکے وزرا امرا نے راجہ بھاگیرتھ کو دیکھا اور راجائی کے نشان
اسمین پاکر بڑی تمنا سے راج ملک کا اسکو یاد دلایا راجہ بھاگیرتھ نے اسکے

التماس کو نہایت بے تعلقی سے قبول کیا ایک عرصہ بعد بھاگیرتھ کے ملک
موروثی کا راجہ مرگیا اور فرزند اسکے نہ تھا وزیر لوگ راجہ بھاگیرتھ کے پاس
آئے اور ماجرا بیان کیا کہ اب ملک خالی ہوگیا ہے اور ایسا کوئی نہیں کہ راجائی
کی لیاقت رکھے اُمیدوار ہیں کہ مہربانی کی نظر اس ملک کی رعایا پر کرکے
وہان کا راج قبول کرو راجہ بھاگیرتھ نے بضرورت اس بات کو قبول کیا اور
بعد چند سے ساتوں ولایت کی راجائی اُسکے تعلق ہوئی اور عین راج مین ہزار
سال سخت ریاضت کھینچی اور دریاے گنگا کو آسمان سے زمین پر اُتار لایا
اور گنگا کے لانے کا سبب یہ تھا کہ ساٹھ ہزار آدمی جو بھاگیرتھ کے بزرگ اور موروث
تھے اُنکو کپل رکھیشر مصنف سانکھ شاستر وغیرہ نے ایک تقریب مین جلا دیا
تھا اور اُنکی ارواح دوسرے اجسام سے متعلق ہوکر دوزخ مین گئین اور
اُنکی ہڈیان لڑکون نے ایک کنوین مین محفوظ رکھی تھین اور کپل رکھیشر نے
دعا کی تھی کہ جسوقت دریاے گنگا زمین پر آوے اور یہ ہڈیان گنگا جل مین
دھوئی جاوین کل ساٹھ ہزار آدمی دوزخ سے خلاص ہوکر بہشت مین جاوینگے
اسیواسطے راجہ بھاگیرتھ نے بڑی سعی اور تلاش سے گنگا کو دوزخ سے نکالا
اور زمین پر لایا اسکی تفصیل مہابھارت اور پرانون مین لکھی ہوئی ہے بسشٹ نے
فرمایا کہ اے رامچند دل اپنا مستقیم رکھکر راجہ سکھدھج کی طرح آرام تمام سے
پرم آتما کی خلوت مین نشست کیجیے رامچند نے پوچھا کو راجہ سکھدھج نے معرفت کیا

دولت کسطرح پائی حکایت بسشٹ نے فرمایا کہ ساتہ منو تر کے گذرنے کے بعد جبکے دو ارب چودہ کرور ستر لاکہ چالیس ہزار سال ہوے دواپر کے جگ مین ملک مالوہ کا راجہ سکھدرج نام ہوا عدل اور انصاف بخشش اور وقار اور مہربانی کے صفات سے موصوف اور راجہ ملک سورتہ کی لڑکی چورالا نام اسکے نکاح مین تھی اور شوہر سے کمال محبت اور اخلاص اُسے تہا اور میان بی بی ایام جوانی کو بڑے ناز نعمت عیش اور عشرت مین گذر رہے تھے جب دیکہا کہ جوانی کا آفتاب زوال پر پہونچا جسطرح ٹوٹے برتن مین پانی کہ آخر کو نکل جاتا ہے اور ضعیفی کی سردی عمر کے باغ کو جسطرح برف گل نیلوفر کو خشک کرتی ہے اور اجل رسیدہ کو پکے میوہ کی طرح جو درخت پر ہو نہین بچا سکتی اور ہر چیز دنیا مین مائل بہ کمی ہوتی ہے الا حرص اور آرزو اور دلخوشی اور فراغت دنون سے ایسی جاتی ہے جسطرح تیر جو کمان سے نکلا ہو دونون راجہ اور رانی باہم کہنے لگے کہ ہر گاہ عالم کا کام کیلے کی طرح بے مغز ہے تو ہم ایسا کام کرین کہ لوک پرلوک کا غم ہمسے دور اور جینا مرنا برابر کردے اس لیے بیدانت شاستر کا شغل کیا اور اکثر کامون کو چہوڑ درویشون اور رکہیشرون کی باتین سنا کرتے چورالا بمقتضاے فطرت عالی راجہ پر سبقت لیگئی اور پہلے اُس سے معرفت کو پہونچی اور جب اُسکا باطن نور معرفت سے معمور ہوا اور صفائی اور لطافت آگئی باطن کی شگفتگی اور سرور نے اُسکے ظاہر مین بھی

اثر کیا اور جوانی کی تازگی اُسکے بدن مین نمایان ہوئی راجہ اسکا یہ حال دیکھکر
بولا کہ تجھے ازسر نوجوان صاحب جمال دیکھتا ہون اسکا سبب کیا ہی چورالہ نے
جواب دیا کہ مین حقیقت سے آگاہ ہوگئی ہون اور مین نے جان لیا کہ عالم
وہم اور خیال ہی اور یافت حقیقت سے خوش اور بہرہ مند ہوئی اور دنیا
کی لذات اور نعمات سے ہرگز میری دلبستگی نہین اور اپنے تئین ایسا
دیکھتی ہون کہ تمام دنیا کی مالک مین ہی ہون اور اب مجھے ارشاد مرشد کی حاجت
نہین اس سبب سے مین ہمیشہ خوش ہون اور باطن کی خوشی میرے
ظاہر مین جوانی اور جمال کو پھیر لائی راجہ نے اچنبھے کے ساتھ اس سے کہا
کہ لڑکون کی سی باتین تیری ہین اور یہ بات عقل کے نقص سے ہی کہ
وہمی خیالات کو تیری نظر مین جلوہ دیکر اس قسم کی گفتگو پر آمادہ کیا ہی یہ
نہین ہوسکتا کہ آدمی دنیا مین رہے اور اسکی نعمت اور لذت سے ہاتھ
اٹھا لے راجہ یہ بات کہکر قہقہہ لگاتا ہوا باہر گیا چورالہ نے کہا بڑا اچنبھا ہی
کہ راجہ میری بات کو نہ سمجھا اور عالم حقیقت سے اسکو سرمو بہرہ نہین مین
حیران ہون کہ بعد ازین اس بے مناسبتی کے ساتھ اُسکے درمیان کسطرح
صحبت اور موانست ہوگی اس فکر مین پڑی کہ راجہ کو عارف اور گیانی بنانے کے
اسلیے چاہا کہ تھوڑی کرامات اور خوارق عادت اُسے دکھلا کے علیحدہ گوشہ مین
جاکر جوگ آسن کر بیٹھی اور اوڈان بائی کے ضبط مین مصروف ہوئی اور ثمرہ

اس عمل کا یہ ہے کہ عامل تھوڑی توجہ مین آکاس اور پاتال کو جاتا ہے رامچندر نے
پوچھا کہ اودان بای کا ضبط جسکا یہ اثر ہے کیونکر ہے اور کسطرح ہاتھ آتا ہے بسشٹ نے
فرمایا کہ اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ اول طریق جوگ کا جوگ شاستر سے سیکھے اور
جس قسم اور جس مقدار کی غذا کہ شاستر مین مقرر ہے اس سے تجاوز نہ کرے
اور بیٹھنے کی وضع مین جسے آسن کہتے ہین ایسا قرار دے کہ پانی اور آگ
نزدیک نہو اور آدمی جانور کی آواز سنائی نہ دے اور شہوت اور غضب سے
پرہیز کرے پھر ہوا کا راستہ بند کرے اور جو مطلب ہو اسکے سوا دوسری
چیز کی خواہش نہ رکھے اور جس ترتیب سے کہ اسکا پہلے ذکر ہو چکا ہو اون کو
حبس کرے اور جب بدن کی ہوائین کسی کی تسخیر ہو جائین تمام مطالب
اور کمالات کلی اور جزوی حتی کہ سلطنت اور مکت و معرفت اسکو ملتے ہین
اس ہوا کی جگہ ناف کے گرد ہے سانپ کی صورت بندھی ہوئی اور آدھی پیچ
کھائے ہوے اور سر اسکا اوندھا ناف کے نزدیک رگ سکھمنا سے ملا ہوا ہے
اور دم اسکی بھی کسی قدر اس سے نیچے کی طرف رگ مذکور سے چپکی ہوئی ہے
اور جو ہوا کہ اس عضو مین لپٹ جاتی ہے اسکا نام کنڈلنی ہے اور مادہ اسکی
حیات اور حس و حرکت کی ہے اور اس ہوا کا انتشار دل ہے جبتک گردن کے
گھومتی ہے پران بای اسکا نام ہے اور اصطلاح قوم مین اسے روح کہتے
ہین اور جب گلے مین پہونچی اور وہان قوت پاکر دماغ مین گھر کیا

تو اُسکا اودان بای نام ہوا اور جب دل کے نیچے ناف کو پہونچی اور وہان
قوت پاکر باطنی اعضا سے تعلق حاصل کیا اُسوقت سمان بای اُسکو
کہتے ہین اور جب ناف کے نیچے مقعد کے مقام پہونچی اور وہان ٹھہر کر
پانوُن کے اعضا اور اُنگلیون تک حرکت کرتی ہو اُسے اپان بای
کہتے ہین اور جب سیر اُسکی تمام جسم مین ایک نسبت کے ساتھ قرار پکڑے اُسکو
بیان بای کہنے لگے اور اس سے ظاہر ہوا کہ سب ہواؤن کی اصل
پران بای ہو اسواسطے سب کو پران بای کہتے ہین ان ہواؤن کی عامل
سکھمنا رگ ہی جو نیلوفر کے بوتہ سے مشابہ ہو اور جو عضو کہ کنڈلنی کی جگہ ہو
وہ ایک رگ ہی جسکی صورت کیلہ کی جڑ کے موافق ہو اور چھوٹی بڑی
رگین کہ اُس عضو کے پایئن مین ہین ریشون کی مثل ہین کہ اُنکی وساطت سے
فیض روح حیوانی کا آدہی کے نیچے کے بدن مین پہونچتا ہو اور جو رگین کہ
عضو مسطور سے بالاتر اور سکھمنا رگ سے متصل ہین شاخون کی طرح ہین
کہ اوپر کے آدھے بدن کو فیض پہونچاتی ہین پس تمام بدن کے ادراک اور
اُسکو فیض پہونچانے اور طلب کرنے حیات کا منشا اور مبدء یہی رگ ہی
اور جوگ کا مدار اسی پر ہو اور پران بای اور اپان بای پر۔ اور جو شخص
جوگ کے عمل کو تمام کرے فائدے عظیم دیکھتا ہو اور کوئی بیماری جسمانی
روحانی اُسکو نہین ہوتی بسشٹ نے فرمایا کہ بیماری دو قسم کی ہو جسمانی

اور روحانی اول کو بیادہ کہتے ہین اور دوسری کو آدہ کہتے ہین اور
باطن کی بیماری غفلت از حق ہو اور حرص اور شہوت غم اور غصہ اور
حقائق اشیا کا نہ جاننا اور انجام امورات اور آسکی اشکال سے بےخبر رہنا
اور یہ سب اسباب بیماری جسمانی کے ہین اسواسطے کہ جو لوگ حق سے
غافل اور حریص لذات کے ہین غذا اور پانی میوے اور شراب کے کھانے
پینے مین اعتدال کا لحاظ نہین رکھتے اور ترک اعتدال باعث بیماری ہو
اور اسیطرح صاحب شہوت مستی جماع مین گرمی سردی کے پہونچنے سے
نہین ڈرتا اور بیمار ہوجاتا ہو اور غم اور غصہ بھی سبب دیر مین غذا کھانے کا
اور ہضم مین خلل ڈالنے کا ہو اور جو شخص حقائق اشیا پر مطلع نہین اور
نافع و مضر غذا مین تمیز نہین کرتا اور مضر کھانا کھا سے مادہ پیدا کرتا ہو
اور رگین مواد سے مملو ہوجاتی ہین جسطرح دریا برسات کے دنون مین
میلے کچیلے پانی سے بھرجاتا ہو اور مواد صالح جاڑے کے ایام مین جیسے پانی
صاف اور پاکیزہ ہوتا ہو اور بیماری باطن کی بھی دو قسم ہین ایک تو مشہور ہی
جو مذکور ہوئی دوم بار بار کے تنزلات اور تعلقات روح کے جو متعدد
اجسام سے ہوتے ہین اور دونون قسم کا علاج معرفت اور گیان کا
حاصل کرنا ہو اور ظاہر کی بیماریون کا علاج بھی دو قسم ہو ایک دواؤن کا
استعمال دوم دعاؤن کا وظیفہ کرنا۔ فن ادعیہ کے علما جانتے ہین کہ

جمع دعا ۱۲

ہر ترتیب اور ترکیب حروف اور کلمات کی ایک اثر اور خاصیت رکھتی ہے
اور جب تبدیلی اسمیں آتی ہے تو وہ اثر اور خاصیت نہیں رہتی اور دعاؤں
کی بھی دو طرح کی خاصیت ہے ایک بے واسطہ جیسے بیماری کے دفع
ہونے کے لیے خاص دعا قرار دی ہے مثلاً ایک منتر جو برہما سے منقول ہے
اور اس سے بسوچکا کا آزار دفع ہوتا ہے دوسرا بواسطہ یعنی بسبب اسکے
کہ دعا پڑھی جاتی ہیں دل کی صفائی اور قوت جمع ہوتی ہے اور دل کی
تقویت سے طبیعت کو قوت ہوتی ہے اور وہ بیماری کو دفع کرتی ہے بسشٹ نے
فرمایا کہ اودھ بیادھ کی حقیقت تقریباً آپ سے مینے ذکر کردی اب چاہتا ہوں
کہ بعضے فائدے جوگ کے جو کنڈلنی کے تعلق ہیں تجھسے بیان کروں
اے رامچند جس وقت کہ عامل کنڈلنی کو عمل پورک کے ساتھ پران بائی سے
پر کرے بدن کو قوت ہوتی ہے اور گرانی سے ظاہر ہوتا ہے اور پہاڑ کی طرح
بدن بھاری ہوجاتا ہے اور اگر کنڈلنی کی اکھڑی ہوا کو برہمنا ڑی یعنی رگ
سکمنا کی راہ سے اوپر کو کھینچے اور برہم رندھر تک پہونچائے اور وہ ایک
سوراخ وسط سر میں ہے اور اس پاس اسکے جگہ خالی ہے بارہ انگل کے
عرض سے جسکا آکاس نام ہے جو ہوا کہ سکمنا کی راہ سے اوپر پہنچی جاسکے
دو گھڑی کنبھک کے عمل سے وہاں ٹھہرائے آکاش اور پاتال تک جا سکتا
ہے اور جو اسی ہوا کو ریچک کے عمل بموجب ناک کے راستہ سے باہر لائے

اور بارہ انگل تک نگاہ رکھے کہ وہان سے سر مو ادہر ادہر جنبش نہ کرے
رجال الغیب کو دیکھے اور اُنسے نفع اُٹھائے اور دوسرے بدن مین
آسکتا ہی رامچندر نے کہا کہ ایمان سدھ اور مہمان سدھ یعنی قدرت چھوٹے
بڑے ہونے کی فرمایئے کہ کسطرح حاصل ہوتی ہی بسشٹ نے فرمایا کہ
جیسے ہستی لطیف تھوڑی حرکت سے جیو آتما ہوجاتی ہی اور جب کثافت
حاصل کرتی ہی تو جسم ہوجاتی ہی اسی طرح عارف جسوقت کہ ہستی کی
لطافت کو تصور کرے اور اُسکے غیر سے آنکھ بند تو جسقدر چاہے لطیف
اور باریک ہوجاے اور جو کائنات کو اُس تفصیل کے ساتھ کہ جو اُمین
ہی ہستی سے پر دیکھے جسقدر چاہے کلان اور جسیم ہوجائے بسشٹ نے
فرمایا اے رامچندر عارف کامل کو بہت تصرفات ہوتے ہین زہر کو آبحیات
کر سکتا ہی اور آبحیات کو زہر اور ان دو سدھ بلکہ آٹھون سدھ کا مالک
ہوجاتا ہی اور چوڑالہ اسی تصرف سے پاتال اور آکاش کو جاتی اور دم بھر
مین تمام روے زمین کی سیر کرتی اور ہمیشہ اُسکی یہ آرزو تھی کہ راجہ
سکھدہج گیانی ہوجائے اس بات کی طرف متوجہ اور منتظر رہتی اور راجہ
معرفت اور چوڑالہ کے عارف ہونے سے بے خبر تھا جسطرح لڑکا اور نادان
کمال علم اور رتبہ اولیا سے آگاہ نہین ہوتا اور چوڑالہ بھی اپنی حقیقت
راجہ پر ظاہر نہین کرتی تھی جسطرح سے پنڈت احکام اور اعمال بید کے

نکلنے سے نہیں کہتا رامچندر نے پوچھا کہ راجہ سکھدیو نے جورالے کے ارشاد سے
معرفت کی راہ نہیں پائی اور حقیقت کو نہ سمجھا بسشٹ نے فرمایا کہ قاعدہ ارشاد
اور استرشاد کا ایک طریق مقررہ ہی کہ کسی طالب کو اس سے چارہ نہیں ہی
لیکن بمجرد ارشاد مرشد کے لازم نہیں کہ ہر ایک شخص واصل بحق ہو جاوے
اور جو واصل ہونے والا ہو اپنی تیز فہمی سے واصل ہو جاتا ہی رامچند نے
پوچھا کہ ہرگاہ ارشاد سبب وصول بحق کا نہیں ہی پیری مریدی کا طریق
کسواسطے مقرر ہوا ہی بسشٹ نے فرمایا کہ اس باب مین ایک تمثیل کہتا ہون
سنو کہ ایک بقال تھا مرتاضون کی طرح بندھ پہاڑ کے جنگل مین رہا کرتا ایک
دن جنگل مین روپیہ اسکا کھو گیا اسکی جستجو مین کوشش کر رہا تھا کہ اس
درمیان اسنے مہرہ چینتامن پایا اس مہرہ کی یہ خاصیت ہی کہ جسکے پاس ہو وہ
جو چاہے اس سے پاوے اسی طرح طالب حق مرشد کے سامنے جاتا ہی کہ سخن
حق کو سنے اور سخن بجز حرف اور صوت کے نہیں اور حق نہ حرف ہی نہ صوت
ہی پس طالب سخن کی سماعت کو جاتا ہی اور اس سخن کی برکت سے حق کو
پاتا ہی جسطرح بقال روپیہ ڈھونڈھتا تھا اور مہرہ چینتامن اسے ملگیا سکھدیو
ہرچند جورالہ کے ارشاد سے گیانی نہیں ہوا الا نیک صحبت کے اثر سے
اسکو نفرت اپنے آپ اور عالم کی رسوم سے پیدا ہو گئی اور راج اسکو زہر کے
موافق تلخ ہو گیا کبھی اپنا مال فقیرون کو دیتا اور متبرک مقامات کو

بجاتا اور کبھی چند روز گوشہ نشینی اختیار کرتا ایک دن چوڑالہ سے نہایت غم
اور غصہ مین کہا کہ آتنی مدت راج کیا اور دنیا کے مزے اُڑائے اب میرا
دل ان باتون سے ہٹ گیا جی چاہتا ہو کہ بیابان مین چلا جاؤن اور
تنہائی مین بسر کرون چوڑالہ بولی ابھی تم جوان ہو اور یہ کام بوڑھون کے
لیے مناسب ہین راجہ نے کہا کہ اب تو یہ عزم مصمم کر لیا ہو اور من بعد اور کوئی
کام مین نہین کر سکتا تو میری منکوحہ ہو مانع مزاحم نہو اور میری رضامندی
اختیار کر اور میری غائبانہ راجائی کا کاروبار انجام دے اور ایسا کر کہ
عدالت اور حسن سلوک سے تیرے خلق خدا راضی اور مرفہ حال رہین جب
رات ہوئی باوجودیکہ چوڑالہ اُسکی ہمخوابہ تھی آدھی رات کو اُسے سوتے
چھوڑ کر باہر چلا گیا اور راج سے الگ ہو کر بیابان کی راہ لی اور دس روز
مین مندر پہاڑ پر پہونچا اور وہان چشمے جاری اور مرتاضون کے عبادتخانے
خالی دیکھ کر ایک گوشہ اپنے واسطے اختیار کیا اور عبادت مین مشغول
ہوا چوڑالہ جاگی تو جگہ اُسکی خالی دیکھ کر دلگیر ہوئی اور آکاش کی طرف
پرواز کی راجہ کو دیکھا کہ تن تنہا چلا جاتا ہو سمجھی کہ بیابان کا قصد ہی
واپس آئی اور انتظام سلطنت کی فکر مین ہوئی اور لوگون پر ظاہر
کیا کہ راجہ مکانات متبرکہ کی زیارت کو تنہا گیا ہو اور اٹھارہ سال تک
سلطنت کے احکام جاری کیے پھر راجہ کی ملاقات چاہی اور مندر

پہاڑ پر گئی راجہ کو دیکھا لاغر اور ضعیف اور ریاضت کا اثر اسکے بدن پر ظاہر ہی
دل اسکا دکھا اور راجہ کے ارشاد کے ارادے سے اپنے تئین ایک برہمن مرتاض
ظاہر کیا آدھر اسطرح کہ پانوٗن اسکے زمین سے اونچے تھے اور سوچی کہ اگر اصل
صورت سے آسپر ظاہر ہوتی ہون تو ایسا نہو کہ اسکا سخن راجہ کے دل پر اثر
نہ کرے راجہ نے مرتاض برہمن دیکھکر اسکی تواضع تعظیم کی اور احوال پوچھا
اور کہا آج میرے طالع کی سعادت ظاہر ہوئی کہ آپ ایسے بزرگ یہان
تشریف لائے برہمن نے کہا کس وجہ سے تم راجائی چھوڑ کر تنہا اس بیابان
مین ریاضت کھینچتے اور تلوار کی باڑھ پر جاتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ معرفت
اور عمر اور زر پاؤگے سکھدج نے کہا کہ آپ گیانی دیوتا ہین دنیا کا احوال
آپ پر روشن ہی میرا احوال کیونکر آپ نہ جانینگے مہربانی اور کرم کی راہ سے
فرمائیے کہ آپ کون ہین برہمن نے کہا کہ ایک دن نارد بیٹا برھما کا دریا
گنگا کے کنارے مراقبہ مین بیٹھا تھا کہ زمین وہان کی سونے کی تھی یکایک
آواز پانی کی چھپ چھپ چھانٹ کی اسکے کان مین پہونچی مراقبہ سے باہر آیا دیکھا
کہ اندر کی اپسرا ہین برہنہ پانی مین کھیل رہی ہین نارد کی قوت شہوی حرکت
مین آئی اور انزال ہوا اور اس پانی کو بلورین کوزہ مین جو اسکے پاس
تھا ڈال دیا ایک مدت بعد اس نطفہ نے صورت پکڑی اور ایک لڑکا کوزہ
سے نکلا مین وہی لڑکا ہون اور نارد مجھے برھما کے سامنے لیگیا اور برھمانے

بید کی مجھے تعلیم دی اور گیانی بنایا اور چار بید چار یار میرے ہوے اور سرستی
میری ان کی بجاے ہی سکھدیج نے پوچھا کہ نارد بزرگی اور پاکی کے ساتھ شہوت
کا تسخیر کسطرح ہوا برہمن نے کہا کہ جب عارف فنا کے کمال کو نہ پہونچا ہو تو تھوڑی
غفلت سے شہوت اور غضب کا دیو اسکے آئینہ ضمیر مین عکس ڈالکر اس سے
ایسے کام کراتا ہی اور اگر فانی فی اللہ کامل ہوا ہو تو ہرگز ان صفات کی طرف
نہین متوجہ ہوتا برہمن نے پوچھا کہ اب کہو تم کون ہو اور تمھارا نام کیا ہی سکھدیج
نے کہا کہ میرا احوال آپ سے پوشیدہ نہین ہی مگر چونکہ آپ نے پوچھا حکم کی
تعمیل کرتا ہون مین راجہ سکھدیج مالوہ کے ملک کا راجہ ہون چونکہ عالم کو
آمدرفت کی تکرار اور الٹ پھیر سے تکلیف اور آزار مین دیکھا تو راج کو
چھوڑ یہان آیا ہون اور ہر طرح کی ریاضت کھینچتا ہون تاکہ پھر تعلق بدنی
کی محنت نہ اٹھاؤن اور میری ریاضت اور مجاہدہ نے ابتک مجھے فائدہ
نہین دیا اور میرے دل نے ابتک آرام نہین پایا برہمن نے کہا کہ
اصلی مطلب گیان اور معرفت ہی اور معرفت صرف عبادت اور نیک
اعمال سے ہاتھ نہین آتی جب تلک کوئی اس فکر مین نہو کہ مین کون ہون
اور جہان کیا چیز ہی اور کس چیز سے ظہور مین آیا اور کسطرح فانی ہوتا ہی
اور قید کیا ہی اور خلاصی کسکا نام ہی جب تک کہ مرشد کامل کی صحبت میسر
نہ آوے اے راجہ معرفت کا حصول ناممکن ہی راجہ یہ بات سنکر بہت رویا

اور کہا ای دیوتا آپ نے اچھی بات کہی مین نے بے وقوفی اور نادانی سے
اہل معرفت کی صحبت چھوڑ اپنا وقت ضائع کیا اب اُمیدوار ہون کہ آپکے
دیدار کی برکت سے میری غفلت اور نادانی جاتی رہے اور آپ میرے
اُستاد ہین اور مین تمھارا شاگرد ہون جو میرے حال کے مناسب ہو ارشاد
کیجیے برہمن نے کہا کہ اگر تمھین مجھسے اعتقاد راسخ ہی تو ایک سخن مختصر
فائدہ مند کافی ہی اور جو اعتقاد تمھارا درست نہو تو شاستر کی تعلیم سے بھی
نفع نہوگا جیسے کسی کی تہار آنکھین ہون اندھیرے مین اُسے کچھ سجھائی
نہین دیتا راجہ نے کہا کہ مجھے آپکا اسقدر اعتقاد ہی کہ جو آپ سے سنون
بے دلیل اُسے قبول کرونگا جسطرح کوئی بید کی بات سُنے اور اُسکو قبول
کرے برہمن نے کہا اول مجھسے ایک حکایت سنو بعد اُسکے معرفت کی
بات تمسے کہونگا حکایت شہرون مین سے ایک شہر مین ایک شخص تھا
جسکو علم بھی تھا اور دولت بھی حاصل تھی اور اِن دونون کا یکجا ہونا شاذ نادر
ہی مگر معرفت سے بے بہرہ تھا اُسکی جستجو مین پڑا اور اِس مطلب کے
واسطے کسی قدر ریاضت بھی کھینچی اور دعوت کا عمل پورا کیا ایک روز
اُسکے خطرہ مین آیا کہ مُہرہ چنتامن اُسکے سامنے خود بخود آن پڑا ہی کمبختی
اور مطلب کی بزرگی اور کوشش کی قلت سے نہ جانا کہ یہ چنتامن مُہرہ
ہی اُسے ہاتھ مین نہ اُٹھایا ایک ساعت بعد مُہرہ اُسکے سامنے سے

غائب ہو گیا اُس شخص نے ازسرِنو محنت اور ریاضت شروع کی ایک
دن مردان غیب سے ایک شخص نے ہنسی کی راہ سے شیشہ کا مُہرہ اسکے
ہاتھ مین دیا مرد دولتمند نے گمان کیا کہ یہ مہرہ چنتامن ہے اُسے اُٹھا لیا
اور اپنی دولت چھوڑ چھاڑ بیابان کو چلا گیا اور کہا چونکہ زمانے کے
لوگ ناپسندیدہ صفات رکھتے ہین اِن لوگون کے ساتھ میری صحبت
برآرنہوگی اب چنتامن مُہرہ میرے ہاتھ آگیا ہے دنیا کے مطالب سے جو مطلوب
ہوگا میسر آجائیگا اور مجھے پروا اِس دولت اور صحبت کی نہین رہی راجہ
سکھدیج نے کہا کہ حکایت چنتامن کی مجھسے کسواسطے بیان کی اُسکی وجہ
مجھسے بیان کیجیے برہمن نے کہا کہ تم چنتامن کے طالب ہو اور چنتامن کہ
مرد دولتمند کو سہل ملگئی تھی اور اُسنے نہین پہچانا اور اُسکو نہ لیا وہ نصیحت
چورالہ کی تھی کہ اصلی مطلب کی طرف وہ رہنمائی کرتی تھی اور تمنے قبول
نہ کی اور مُہرہ شیشہ کا یعنی خانمان سے نکلنا ملک اور دولت کو چھوڑنا
اور بیابان مین آنا ریاضت کی اُمید مین عبث تھا کہ جسنے تمکو نفع نہ دیا اور
مطلب تک نہ پہونچایا چنتامن سرب تیاگ ہے کہ چورالہ نے کہا تھا سکھدیج نے
کہا سرب تیاگ کیسا ہوتا ہے اور دولت اور روح اور گھر اور اہلخانہ سبکو
چھوڑکر بیابان مین آیا اور باقی کیا رہا کہ اُسے مین نے نہ چھوڑا مگر مرقع
اور عصا اور کوزہ کہ اُسکو بھی جلاتا ہون برہمن نے کہا ہرگاہ تمھارا قول ہے

کہ مین نے راج کو چھوڑ دیا تین چیز تمھارے ساتھ ہین کہ ابتک نہین چھوڑین
ایک ٹسن دوئم راج تیسرا ترک پس سب کو تو نے نہین چھوڑا راج و دولت
تجھسے جدا تھی اور جو تو تھا اُسکو نہین چھوڑا کہ کہتا ہی تو کہ مین راجہ کو حورالہ کی
بات نے ایسا اثر کیا کہ مرقع اور عصا اور کوزے کو جلادیا۔ اور کہا بیابان کو
بھی ترک کرتا ہون برہمن نے کہا اپنے دل کے خطرات کو نہین چھوڑا ہی
جب تک چت اور باسنا تمھارے ساتھ ہی بدن پھر آئیگا پس بدن کا
چھوڑنا کیا نفع دیگا راجہ نے کہا کہ آگ جو پانچ چت اور باسنا یعنی نفس
اور خواہش کو جلائے کیا ہی برہمن نے کہا کہ وہ آتش تفکر اور تصور برم آتما
کی ہی کہ کسطرح ظہور کیا اور بری نسبت اُسکے ساتھ کیسی ہی سکھدیج نے کہا
کہ اسقدر مین بھی سمجھتا ہون کہ مین یہ بدن اور گوشت پوست اور استخوان
نہین ہون مین گیان سروپ ہون لیکن چت اور باسنا مجھے لاحق ہوئی
ہی اُسکا علاج نہین جانتا ہون اور ہمیشہ اس وجود جسمانی کا مشاہدہ باوصف
فہمیدگی کے مجھے میری نظر سے مجذوب کرتا ہی برہمن نے کہا کہ یہ بدن اور
یہ عالم جو تو دیکھتا ہی ہرگز مراد نہین ہی اسواسطے کہ کارن یعنی آفرینندہ
نہین رکھتا اور جسکا کارن نہین وہ موجود نہین ہی اور دلبستگی کے
قابل ہی سکھدیج نے کہا کہ عالم کس سبب سے کارن نہین رکھتا برہما
اُسکا پیدا کرنے والا ہی اور اگر کہین کہ برہما بھی وجود نہین رکھتا تو کہتا ہون

کہ برھما کا پیدا کرنے والا حق ہی اور حق موجود ہی پس آفرینندہ اُسکا موجود
ہی برہمن نے کہا کہ حق ہستی محض ہی اور کوئی صفت نہیں رکھتا کہ مصدر
آفرینش کا ہو پس جاننا چاہیے کہ حق تنہا موجود ہی بالاتفاق کوئی چیز
موجود نہیں ہی سکھدیو نے کہا کہ اب مین حقیقت کو سمجھا مجھے کوئی چیز
اپنے سے باہر نہیں دکھلائی دیتی بعد ازان آنکھ بند کی اور مراقبہ مین
بیٹھا ایک ساعت بعد مُراقبہ سے افاقہ مین آیا اور کہا یہ دولت ابدی
اور حیات سرمدی آپ کے دیدار اور ارشاد سے مجھے حاصل ہوئی
مگر تعجب ہی کہ یہ بات پہلے کیون نہین سمجھا برہمن نے کہا کہ ریاضت جو
تمنے کی اسقدر اُسنے نفع دیا کہ تمھاری عقل صاف اور روشن ہوئی اور
معرفت کے سمجھنے کی لیاقت آگئی تھی کہ جو سُنا بلا توقف سمجھ لیا اب
جو کہ جانا اُسپر ثابت اور راسخ رہو مین نارد کی زیارت کو جاتا ہون
برہمن چلا گیا اور سکھدیو مراقبہ مین مشغول ہوا تیس سال تک ایک
مُراقبہ کیا برہمن پھر آیا اور چاہا کہ بیدار ہو ہرگز افاقہ مین نہ آیا برہمن کو وہم
ہوا کہ شاید مر گیا اُسکے بعض اعضا ٹٹولے تو معلوم کیا کہ ابھی زندہ ہی
باطن کے تصرف سے اُسکے بدن مین در آیا بیدار ہو دولت تیری بیدار
ہو ایسی میٹھی اور مزے کی بولی سے کہا کہ اُسکی خاطر کو شگفتہ کیا اور
اُسکے بدن کو تازگی بخشی اور کہا عجب ہے کہ مین تمسے علیحدہ ہوا ہمیشہ

میرا دل تمھارے پاس رہا اب چاہتا ہون کہ چندے تمھارے ہی پاس رہون راجہ نے کہا کہ اب میرے اعمال کا درخت ثمر لایا جو شغل آپ نے مجھے تلقین کیا تھا میری فریاد کو پہونچا اور جو لذت سرور کی تمھاری دولت دیدار سے ملی وہ بہشت مین بھی نہو گی بعد ازان سُکھدیچ اور برہمن ایک مدت دراز اُس پہاڑ مین ملکر رہنے سہنے لگے اور سُکھدیچ کے رنگ رو نے تازگی پائی اور جوانی کے آثار اُسمین ظاہر ہوے حور الجو برہمن کی صورت مین ظاہر ہوئی تھی اُسکے دل مین آئی کہ اب اپنے شوہر کے ساتھ عیش کرون ایک بہانہ کر اُس سے رخصت ہو کر باہر گئی اور شام کے وقت پھر آئی اور اپنے تئین ملول بناکر باتین کرنے لگی کہ ابھی وقت آکاش سے مین آتی تھی دریا سار کھیشر کو مین نے بادلون مین دیکھا نیلا لباس پہنے ہوے اُسکی تواضع تعظیم مین نے کی اور خوش طبعی سے مین نے اُس سے کہا کہ آج آپ نے کتنا اسرار کا لباس پہنا ہو اُسنے خفا ہو کر مجھے نفرین کی کہ تو ہر رات کو عورت ہو مین حیران ہون کہ اس برہمن نے کس قسم کی مجھے بد دعا دی ہو سُکھدیچ نے کہا کہ اب تعلق جسمانی سے در گذر سے ہو بدن کے تغیر سے تم کیا غم ہو تمھاری روح کسی حادثے سے متغیر نہو گی اسی گفتگو مین تھے کہ رات ہو گئی اور چراغ زر المتاب آفتاب غروب ہونے لگا برہمن نے کہا عورت کے آثار میرے اندر ظاہر ہونے لگے

بال میرے سر کے دراز اور چھاتیاں اُبھرنے لگین جب رات ہوگئی برہمن
عورت ہو گیا دونون نے کہا جو کچھ تقدیر مین تھا وہ ظہور مین آیا اور کسی کو
تقدیر سے چارہ نہین ہی برہمن ہر صبح کے وقت مرد بنجاتا اور رات کو عورت
ایک دن برہمن نے کہا کہ جب ہر ایک رات کو عورت ہو جاتی ہون
چاہتی ہون کہ کسی مرد کے نکاح مین آؤن اور تمسے بہتر کون ہی کہ اُسے
شوہر بناؤن سُکھدیو نے کہا کہ یہ ارادہ میرے نزدیک نہ مرغوب ہی
نہ مکروہ جو چاہو سو کرو برہمن نے کہا کہ آج ساعت بھی اچھی ہی اور ساون
مہینے کی چودھوین رات ہی اور چاندنی نہایت کھلی ہوئی ہی نکاح باندھین
خوشبودار پھول اور جواہر آبدار پہاڑ سے جمع کر لائے جب رات
ہوئی دونون نے آشنان کیے اور دیو پوجا ادا کی اور درخت طوبے
کی پتیان لیکر پہنین اور عقد نکاح باندھا۔ ایک دن مذکانے راجہ کے
امتحان کو ایک تصرف کیا اور اندر کی مجلس کو حاضر کیا سُکھدیو نے
اندر کی تواضع تعظیم کی اور کہا کسطرح تشریف لائے اندر نے کہا کہ
امراوتی کے سب باشندہ تمھاری صفات حمیدہ سُنکر خواہشمند ہین
کہ یہان آپ آوین اور لاکھ برس عیش عشرت مین بسر کرین کہ وہان
سب نعمت موجود ہین سُکھدیو نے عذر کیا اور کہا مجھے آپکی بدولت
سب جگہ امراوتی ہی مین اپنے باطن مین اہتزاز نہین پاتا کہ ایک جگہ

دوسری جگہ جاؤن اور راندر کو رخصت کیا اس اثنا ئین مدنکا اپنی
اصلی صورت سے یعنی حورالہ ظاہر ہوئی راجہ نے تعجب کیا کہ تو حورالہ
معلوم ہوتی ہی کہا مین حورالہ ہون مراقبہ کرکے دیکھو کہ تمھارے گیانی
کرنے کے لیے کیا کیا تدبیرین مین نے کین شکھدھج نے مراقبہ کر دیکھا
اور تمام واقعات اور سوانح گذشتہ کہ حورالہ ظہور مین لائی تھی معلوم کیے
اور اُسکا ممنون احسان ہوا اور کہا اس سعی اور تلاش کے عوض مین
جو تو نے میری خاطر کی مین کیا چیز تجھے دون کہ کوئی خواہش تجھے نہین
ہی حورالہ نے کہا جو کوشش اور جانفشانی کہ تمھاری معرفت حاصل
کرنے کے لیے مین نے کی وہ اپنے واسطے کی تمھارے اوپر منت
اسکی نہین ہی جب کہ تیرے اور تمھارے درمیان جدائی نہ تھی تمھاری
بے معرفتی سے مین ملول تھی الحال فرمائیے کہ کیا ارادہ ہی سکھدھج نے
کہا کہ مین کوئی خواہش نہین رکھتا جو کہو سو کرون حورالہ نے کہا مصلحت
یہ ہی کہ اپنے ملک مین جاکر چندے سالہ راجائی درست کرو راجہ بولا
کہ بہت خوب حورالہ نے اپنے تصرف سے ایک تخت ظاہر کیا اور ایک
گھڑا کوزہ سات سمندر کے پانی سے بھر سامنے لائی اور تخت پر بٹھلا کر تھوڑا پانی
سمندرون کا اُسکے سر پر چھڑکا جیسا کہ دستور راجاؤن کے جلوس کا ہی لشکر
اور گھوڑے اور بہت سے ہاتھی اور تمام لوازم اور مصالح راجائی کے نمودار

گئے اور بڑے بڑے بھاری سامان سے اپنے ملک کو دونوں روانہ ہوئے
جب شہر کے نزدیک پہونچے جورالہ تمام لشکر کو ساتھ لیکر استقبال کو برآمد
ہوئی اور راجہ دونوں لشکر کے ساتھ شہر مین داخل ہوا اور دس ہزار
سال اور راج کیا اور بدیہ مکت ہوا بسشٹ نے فرمایا کہ اے رامچندر تو بھی
سکھدیو کے موافق کمال معرفت کے ساتھ راج کر اور بے تعلقی سے
خلائق کا کام کرتا رہو اور مثل بھرتکیس مہاکرتا اور مہابھوگتا و مہاتیاگی کے
ہو رامچندر نے پوچھا کہ بھرتکیس کون تھا اور حکایت اسکی کسطرح پر ہے
بسشٹ نے فرمایا حکایت بھرتکیس ایک چیلہ مہادیو کا تھا اسنے ایک
دن مہادیو سے پوچھا کہ دنیا کے اختلاف او ضلع اور اطوار خاطر کو پریشان
کرتے ہین ایسی تدبیر بتلائیے کہ دنیا سے خلاصی ہو اور مرتبہ معرفت کامل ہے
مہادیو نے فرمایا کہ جب تلک تو مہاکرتا اور مہابھوگتا اور مہاتیاگی نہو گا
عالم کی قید سے خلاص نہو گا بھرتکیس نے پوچھا کہ مہاکرتا مہابھوگتا اور
مہاتیاگی کسے کہتے ہین مہادیو نے فرمایا کہ دنیا کے سب کام کرے اور
کسی سے تعلق اور دلبستگی نہ رکھتا ہو اور جو کام چاہے وہ پورا کرے
اور کوئی چیز اسکو مانع نہو اور قید شہوت غضب شادی غم اور تمام
افعال سے کہ عوام کی طبیعت کو لازم ہے آزادی ہو اور اعمال کی جزا سے
درگذرے وہ مہاکرتا ہی اور جو شخص کہ جوانی ضعیفی جینا مرنا اور آسودگی

اور مفلسی بادشاہی اور فقیری اور میٹی کڑوا یکسان جانکر سب اپنے اوپر
گوارا کرے وہ مہا بھوگتا ہی اور جو اپنے کو ترک کرے وہ مہا تیاگی ہی راجچندر نے
پوچھا کہ عارفون کا نشان کیا ہی بششٹ نے کہا کہ انکا نشان انکی پیشانیون
مین ظاہر ہی نور جو انکی پیشانی مین چمکتا ہی فرشتگان مقرب کی عزت کا
باعث ہی **حکایت** اے راجچندر میرے بزرگون مین سے جسکا نام اچھوا تھا
اسنے ایک منی سے پوچھا کہ عالم کیا چیز ہی اور کسطرح پیدا ہوا اور
عالم کے جال سے خلاصی کی صورت کیا ہی (اور منی وہ راجہ ہی کہ تین
کرور اور سرسٹھ لاکھ اور آٹھ ہزار سال راجائی کرے) منی نے جواب
دیا کہ عالم ایک نمودار ہی جو ایک بڑے آئینہ مین جلوہ گر ہوا اور ایک
ارادہ قدیم ہی کہ تمام عالم اسکا ظہور ہی ایک کا نام برھمانڈ رکھا اور
دوسرے کا نام عناصر سوم کا نام موالید رکھا یہ سب کچھ بھی نہین جو کچھ
ہی برھم ہی لیکن برھم جو ہستی مطلق ہی دکھلائی نہین دیتا الا عالم کے ساتھ
کہ ہستی موہوم اور وجود مقید ہی اور خلق حق کو دوسری جگہ سے جانتے مین
اور حالانکہ وہ انہی کے دل مین ہی جسطرح والدہ اپنے لڑکے کو گود مین
سُلا دے اور بھول کر فکر مین پڑے کہ لڑکا میرا کیا ہوا عجیب ہی کہ حق
جہان مین بھرا ہوا ہی کسطرح پوشیدہ ہو گیا منی یہ بات کہکر آکاش کو
گیا اور راجہ اچھوا کی نے اسکے ارشاد کی بدولت جیون مکت پائی اور

جیون مکت کے ساتھ راجائی کے امورات مین مشغول تھا ای رامچند
تو بھی اپنے دادا کی طرح جیون مکت کے ساتھ راجائی کا کام بدون تعلق
خاطر کرتا رہو رامچند نے پوچھا کہ جیون مکت کے ثمرات مین سب سے بڑا
ثمرہ کیا ہی بشسٹ نے فرمایا کہ بڑا ثمرہ یہی ہی کہ جیون مکت والے کے سامنے
ذکر کرامات اور خوارق کرامت کا کرے جیسے آکاش پر جانا پاتال کو یا اور
تصرفات ہون تو اُسکا دل جنبش نہین کرتا اور اُسکو اِن چیزون مین سے
کسی کی طرف توجہ اور رغبت نہین ہوتی ای رامچند تو عین حق ہی اور تمام
کائنات عین حق ہی اور حق اس صورت مین ظاہر ہوا ہی جیسے ایک شخص
برہمن برہمنی چھوڑکر سودر اور کمینہ بن جائے جو تمام خلائق مین حسب
نسب کے اندر کمتر ہی حکایت ای رامچند ایک شکاری تھا کہ ہرن کے
تیر اپنے مارا مگر تیر اُسکا کاری نہ لگا ہرن زخمی ہوکر بھاگا شکاری ہرن کی
تلاش مین بہت دوڑا اتفاقاً ایک مرد مرتاض کے مکان پر پہونچا جو معروف
عبادت تھا اور اُس سے پوچھا کچھ آپکو معلوم ہی کہ ہرن اس راہ سے
گذرا درویش نے جواب دیا کہ تین خصلت جو تمام کائنات رکھتی ہی مین
نہین رکھتا جاگرت وسپن وسکھپت اور تری اوستھا کے مقام مین
رہتا ہون اور اس مقام مین ایک کے سوا نہین دیکھتا ای رامچند
تو بھی یہ مقام حاصل کر اور عارف لوگ اسی مقام کو ڈھونڈتے ہین اور

بیدانت کا خلاصہ ایک بات ہی کہ برہم تنہا موجود ہی اور مایا اور یادمن سنسار
اور باقی سب معدوم محض ہین اور برہم کا ایک ایسر نام رکھتا ہی اور ایک
گیان سروپ اور ایک شون۔ رامچند نے پوچھا جس شخص نے راہ حق
قبول کی اور دُھر تک نہین پہونچا اور مرگیا اسکا کیا حال ہوگا بسشٹ نے
فرمایا جس کسی نے کہ اس مدت عمر مین طلب کی سعادت کو پہونچکر نیک جلیہ
کسب اور سلوک کیا اور مرگیا دوسرے یا تیسرے تنزل مین دل البتہ
کمال معرفت کو پہونچیگا اسکی طلب ایسی ہی کہ ایک بیج جو ہرا ہو گیا آخر کار
درخت کامل ہوگا ضائع نہوگا اے رامچند عارف اگر عالم پر نظر کرے تو
وہ مثل کوزہ کے ہی آکاش مین کہ اندر باہر خالی ہی اور اگر نظر حق پر
کرے تو کوزہ کے مانند دریا مین ہی کہ اسکے اندر باہر دریا ہی۔ اے رامچند
جب تک عنایت الٰہی دستگیر نہو کسی کو استاد کامل نہین ملتا اور استاد
کامل کشتی کی مثال ہی کہ تعلقات دنیا و آخرت کے دریا سے وہ پار
ہونے کی وسیلہ ہی اور استاد کامل مثل ایک درخت میوہ دار اور
سایہ دار کے ہی کہ میوہ بھی دیتا ہی اور سایہ بھی دیتا ہی جو زمین کہ ایسے
درخت سے خالی ہی جیسے ایک زمین کہ اسپر آبادی اور آب نہو وہان
رہنا نہ چاہیے اے رامچند استاد کامل اگرچہ التفات نہ کرے مگر اسکی
صحبت کو ترک نہ کرنا چاہیے اور جو بات کہ استاد دوسرے سے کہے

اُسکو ایسا سمجھ کہ مجھسے ہی کہتا ہی اور اس سے نفع حاصل کر کہ بزرگون
کی صحبت حیات جاودانی بخشتی ہی اور نادان کو دانائی تک پہونچاتی
ہی اور خالی کو پر کرتی ہی اور فقیر کو دولتمند کرتی ہی اے رامچندر حصول
معرفت ہرچند مرشد بغیر میسر نہین ہی مگر اسمین عمدہ چیز استعداد طالب
صادق کی ہی کہ مرشد کی بات کو درست سمجھ لے اور جاننا چاہیے کہ
راہ حق کی طالب کی ذات مین ہی نہ کتاب مین ہی اور نہ علوم مین
اور نہ استاد مین ہی۔ اے رامچندر کوئی علم و ہنر بے ورزش حاصل نہین ہوتا
اور ترک ورزش سے جاتا رہتا ہی الا شناسائی حق جو کسی کو حاصل ہوئی ہو
ہرچند ورزش نہ کرتا ہو اس سے دور نہین ہوتی اور روز بروز زیادہ
ہوتی ہی اے رامچندر طالب حق اُس شخص کے مشابہ ہی کہ جسنے گلے مین
گلوبند باندھا ہو اور اُسے بھول کر جستجو اُسکی کرتا ہو اور دوسرا شخص
اُسکو یاد دلائے کہ گلوبند تمھارے گلے مین ہی اُسی وقت آگاہ
ہوجاتا ہی اور اُسے اپنے پاس پاتا ہی اسیطرح مرشد طالب کو نشان
دیتا ہی کہ حق تیرے اندر ہی اور وہ حق اپنے اندر پاتا ہی اور اُسکی طلب
مین عالم کے چوطرفہ گھومتا ہی اور اُسکی یہ مثال ہی کہ گھر مین اپنے خزانہ
رکھے اور اُس سے آگاہ نہو اور در بدر مارا مارا گدائی کے لیے پھرے
اے رامچندر آدمی کی ایک خاصیت ہی جس چیز مین دل لگائے اُسکا رنگ

پکڑتا ہی پس چاہیے کہ اپنے دل کو حق مین لگائے رباعی گل کا جو خیال
دل مین ہو گل ہی تو + گر بلبل بیقرار بلبل ہی تو + تو جزہی خدا کل ہی اگر
تو چندے + اندیشہ کرے کل کا تو بس کل ہی تو + جب ترکیب
عنصری کا انحلال ہو جاسے تو نادان کو یہ گمان ہوتا ہی کہ روح مر گئی
اور وہ ضائع ہو گئی یہ ایسی مثل ہی کہ ہوا سے پر برتن کو توڑ ڈالین اور
سمجھین کہ ہوا تلف ہو گئی اے رامچند دل کی بود نابود دل کی حرکت اور
سکون سے ہی اگر دل جنبش کرے تو عالم کو پیدا کرے اور جو ٹھہر جاسے
تو وہ فنا ہو جاسے مثلاً جب آنکھ کھولے تو عالم اس طول عرض کے ساتھ
نظر آتا ہی اور جو بند کر لیجیے تو غائب ہو جاسے نہین دیکھتے ہو کہ خواب کے
عالم مین چیزین دیکھی جاتی ہین اور ہرگز وجود خارجی انکا نہین ہوتا اور
اسکے دیکھنے کا باعث اور کچھ نہین بجز اسکے کہ خیال دیکھتا ہی اور یہ عالم
جو نظر آتا ہی عالم خواب کی مثال بالکل وہم اور خیال ہی تو لازم آتا ہی کہ عالم
نمود کا منشا بھی کچھ نہین الا خیال دیکھنے والے کا ہی پس پیدا ہونا اور
ناپیدا ہونا عالم کا حرکت اور سکون دل سے ہی اے رامچند تصورات
اور طرح طرح کی صورتین عالم کی جو ایک حقیقت کے ساتھ قائم ہی اُس
حقیقت کے لیے حجاب ہو گئے ہین جسطرح تسبیح کے دانے کہ ایک
ڈورے سے قائم ہین اور ڈورے کے حجاب ہو گئے ہین - اے رامچند

حق کی نسبت عالم کے ساتھ ایسی ہی کہ سونے کی نسبت انگوٹھی کے ساتھ
ہی انگوٹھی صورت سونے کی ہی اور سونا حقیقت انگوٹھی کی۔ جسنے انگوٹھی
دیکھی سونا دیکھا دونون مین جدائی نہین ہی۔ ای رامچند تفرقہ دل کا خود
دل سے پیدا ہوتا ہی اور دل کی کوشش سے فنا ہوجاتا ہی جسطرح کہ آگ
ہوا سے روشن ہوتی ہی اور ہوا سے ہی بجھ جاتی ہی۔ ای رامچند جسنے اپنے
نفس پر فتح نہین پائی اُسے معرفت سے بہرہ نہین ہی اور اس معاملہ مین
کلام کرنے سے اسکو خجالت ہوتی ہی ای رامچند جس کسی کو یقین حاصل ہوا
کہ سب حق ہی اور غیر اُسکا وجود نہین رکھتا اگر ناشایستہ اس سے کوئی
حرکت ہو زیبا اور بجا ہی اور اگر زہر قاتل کھا جاے تو وہ آبحیات بنجاتا ہی
قالب عنصری اُسکا روح کی صفت حاصل کرتا ہی اور اُسکا باطن بانجات صبت
صفائی اور آرام پاتا ہی اور جسکو یقین حاصل نہین ہی اُسکا حال بالعکس
ہی سہ علتی جو کچھ کرے علت سبنے + کفر اگر کامل کرے ملت سبنے + ای
رامچند ہمیشہ اس تصور مین رہو کہ مین معرفت اور سرور کا دریا ہون جسکا
کنارہ نہین ہی اور تمام عالم اُسکی لہرین ہین کہ اس سے پیدا ہوتی ہین
اور اُسی مین گم ہوجاتی ہین اور مجھے ان لہرون کے آنے جانے سبنے
کسی طرح کا تغیر اور کمی بیشی نہین ہی۔ ای رامچند جو حمد اور ثنا کہ عالم مین
ظاہر ہوتی ہی سب حق سے ہی حق پر نہ غیر سے ہی غیر پر کہ غیر کوئی چیز نہین

پس وہی حامد ہی وہی حمد ہی اور وہی محمود ہی جیسے کہ وہی عالم ہی وہی علم ہی
اور وہی معلوم ہی۔ ای رامچند کائنات سے جو کچھ ہی اُسے اپنے آپ سے
دور کر اور جب سب کو اپنے سے دور کریگا تو بعد اس نفی کے جو باقی رہے
وہ تو ہی اور جب اس ورزش کو کمال تک پہونچائے تجھے ظاہر ہوگا کہ
مطلوب تیرا تجھسے باہر نہین ہی ای رامچند اس عالم مین جو شخص آیا ہی
عارف ہو خواہ غافل ہو جو کام کرنا چاہتا ہی اول اُسکا تصور کرتا ہی
بعد ازان فعل مین لاتا ہی لیکن عارف کا تصور کرنا اور فعل مین لانا اور
قسم کا ہی اور غیر عارف کا دوسری قسم کا ہی۔ ای رامچند تمام جاندار جب تک
کہ تعلق بدن انکو ہی تن اور جان کا علیحدہ علیحدہ نام لیتے ہین جب یہ
تعلق نہ رہے تن غیر جان سے نہین ہی جسطرح کثافت خاک کی ہوا کو آلودہ
نہین کرتی اسی طرح بدن کی کثافت نالائق کامون سے ہوتی ہی جان کو
آلودہ نہین کرتی اور جان ہمیشہ اپنی لطافت پر باقی ہی ای رامچند جسطرح
کہ آگ پتھر سے نکلتی ہی اور گلاب پھول سے اور روغن دودھ سے اسی طرح
جان کو قالب سے جدا کر اور قالب کے کامون کو اس سے نسبت
نہ دے کہ جان اور چیز ہی اور قالب اور چیز ہی جب یہ ورزش اور مہارت
تو پوری کرے تجھے کسی شی سے تعلق نہین رہتا اور رنگ و بو اور خوبو
کسی چیز کی تیرے اندر اثر نہ کریگی یعنی جان عین حق ہی اور بدن جو اُسکا

مظہر ہی بعینہ وہی ہی اور تعین کی رو سے جدا اور اسکا غیر ہی بس جو کچھ
جانداروں میں موجود ہی جان ہی کہ عین حق ہی اور بدن جو غیر آتما ہی وجود اصلی
اسکا نہیں ہی اور ہرگاہ جان عین حق ہی اور حق ایک ہی پس تمام عالم کی
جان ایک ہی اور لاکھون کام شایستہ اور ناشایستہ کہ بدن سے ہوتے ہیں
جان کو آلودہ وولی کا نہیں کرتے کہ حق آثار تعینات وہی سے آلودہ نہیں
ہوتا ہی اگرچہ عالم جو نیست ہست نما ہی پس تمام وجہ سے اسکو نیست
اور نابود نہ سمجھنا چاہیے ورنہ انتظام عالم اور احکام شاستر کے سب بگڑ جاینگے
اور حکمت الہی اور احکام اسکے بیکار اور معطل ہو جائینگے اور غیبی اسرار ظاہر
نہیں ہوتے تجھے جو کچھ سوچنا چاہیے یہ ہی کہ عالم کو نیست اور ہست کے
درمیان خیال کرے تاکہ ہر ایک کو عالم ظاہر و باطن سے مع آثار و احکام
اسکی جگہ پر تو سمجھے اور خیر الامور اوسطہا کے مقام پر تو قائم ہو اور اسی طرح
خواب اور بیداری اور غفلت اور ہوشیاری کی حالت میں میانہ روی
اختیار کرنا مغز معرفت ہی اگرچہ سلف کے لوگون نے جو ہر قسم کا جوگ
اور دھیان اور مراقبہ اور مشغولی بحق کی ورزش کی ہی سب کا یہی نتیجہ
ہی کہ اپنے تیئں عین حق جانیں اور عین حق دیکھیں اور جب یہ جہار رشتہ
کمال کو پہونچی کوئی مراد لوک پرلوک میں نہیں جو حاصل نہو اگرچہ توحید
کے باب اور اسکی تمادمت کے باب میں جو کچھ کہا گیا اوسپر عمل کرو ورنہ

صرف زبان سے نام شکر اور نمک کا لینے سے منھ میٹھا اور نمکین نہین ہوتا اور میری بات سے اگر تو غافل ہوگا اور دوسرے کی بات کا خواہان ہی تو تیری مثال وہی ہوگی کہ گھر مین سب کچھ نعمت موجود ہی اور در بدر ٹکر گدائی کرتا پھرے۔ ای رامچند جسکا باطن حواس اور خواہش کی حرکت سے خالی ہوگیا ایک کلمہ کامل سے سُننے اسکو وہی کافی ہی کہ اثر کرتا ہی اور اُسکو بالکل حاوی ہوجاتا ہی جسطرح ایک قطرہ تیل کا ہو کہ پانی مین گرا اور پانی کی سطح کو گھیر لیا ای رامچند اب تو ہمہ تن خاموش ہوکر نہ کچھ پوچھ اور نہ کچھ کہہ اور اپنے ظاہر سے گونگا بہرا اور اندھا ہوکر اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو اور عالم کے تفرقہ سے خلاص پاکر عین حق ہوجا۔ رامچند کامل اُستاد کی باتین سُنکر حالت عالی کو پہونچا کہ وہ مقام معرفت ہی اور خوشی کے مارے آنسو اُسکی آنکھون سے نکلنے لگے اور چُپ ہو بیٹھا اُسوقت بھردواج نے بالمیک سے پوچھا کہ رامچند بسشٹ کے ارشاد کے بعد اور کمال آزادی کے حصول اور بے تعلقی کے پیچھے کسطرح اپنے مقام سے اُترکر عالم کے کاروبار مین مشغول ہوا بالمیک نے جواب دیا کہ جب رامچند کاروبار سے باز رہکر آسودہ ہوا اور خلائق کی صحبت سے کنارہ کیا اُسکو استفسار بسشٹ سے کہا جسطرح اُستاد کامل شاگردان صاحب استعداد کو ارشاد کرتے ہین آپ نے رامچند کے ساتھ

کیا اور آپنے مقام معرفت پر پہونچا دیا اب میرے کام کا فکر کرو تم
جانتے ہو کہ مین کس کام کے لیے یہان آیا تھا میرا یہ مطلب تھا کہ رامچند
کو اپنے ساتھ لیجاؤن اور راجہ دسرتھ سے اُسکی رخصت حاصل کی
تاکہ عمدہ کام جو بمقتضاے حکمت الٰہی پردۂ غیب سے ظاہر ہونے
والے ہین اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہون اور تم جانتے ہو کہ رامچند بشن کا
بڑا انزل ہو بڑے کامون کے لیے دنیا مین آیا ہو اور اس شکل
عنصری کے ساتھ متعین ہوا اور بہت کام اُسے درپیش ہین اسطرح
آزاد بیٹھنا اور خاموشی کی مُہر ہونٹھون پر لگانی حکمت اور عقل سے
دور ہو بسشٹ یہ بات سُنکر رامچند کے پاس گیا دیکھا کہ مراقبہ مین بیٹھا
ہو اور بیدار نہین ہوتا ایک تصرف اُسکے باطن مین کر اُسے بیدار کیا
اور کہا کہ حق تعالےٰ نے معرفت کے مرتبے پر تمکو پہونچایا اور تمھارے
دل کو آرام اور اطمینان بخشا اب وقت اسکا آگیا کہ تم فراغت سے
بیٹھو اور اس نعمت الٰہی کے شکر ادا کرنے کو اُٹھو جو تمھین نصیب ہوئی
ہو اور خلق اللہ کے کام مین مشغول ہو رامچند نے کہا کہ اُستاد کا حکم
سر و چشم پر ہی اور آپ کے حکم سے چارہ نہین ہو اس سبب سے خلائق
کی کارسازی کو قبول کیا اور دیوتا لوگ بھی مجلس مین حاضر تھے سب نے
مبارکباد دی اور بسشٹ کی تعریف اور تحسین کی بعد اسکے رامچند باپ کی

اجازت سے بشواترکے ساتھ ہوا اور راستہ طی کرکے اُسکے عبادتخانہ مین جو ملک بہار مین تھا پہونچا اور بسشٹ منے بشوامترکے ساتھ جاتے وقت رامچندسے کہا کہ ای رامچند جب کبھی طالب صادق تیرے پاس آوے حق تعالے اُسکے اس شکرانہ مین کہ اُسنے اپنی طرف راہ دی ہو اُسے اپنی طرف راہ دینا اور ہمارا طریق اُسکو تبلانا کہ جو کچھ اس راہ سے تمنے آپسے کہا محض خدا کے واسطے تھا تو بھی خدا کے لیے اُسکے طالبون سے دریغ نہ کرنا کہ سچّے طالب کو مطلوب حقیقی تک پہونچانا عارف اور واصلون کا کام ہو صاحب طالع اور اقبال وہ شخص ہو کہ بندہ خدا کے کشود کار کا سبب ہو اُسے مطلب کو پہونچاتا ہو کہ وہ بندہ بھی خوش ہو اور خدا بھی اُس بندہ سے راضی ہو بالمیک فرماتا ہو کہ جو شخص اس کتاب کو ایک دوبار پڑھے اور سمجھے خدا تعالے سے اُمید وار ہون کہ خدا تعالے اُسکے دل کو صفائی اور نور عطا فرماوے اور جو شخص اس کتاب کو خوب مطالعہ کرے اور درست اعتقاد کے ساتھ اُسکے مطالب مین فکر کرے کمال معرفت کو پہونچے

خاتمہ از جناب مولوی ابو الحسن صاحب مترجم

شکر ہو اور احسان اُس واجب الوجود وحدہ لاشریک کا جسنے اپنی حب ذاتی کے اقتضاسے صور علمیہ کو لباس رنگا رنگ دیکر عالم شہود مین جلوہ دیا

اور حقیقت محمدی کو برزخ کبریٰ تنزلات ستہ کا کیا بے نیاز ہو ذات اسکی اور بلند ہو شان اسکی کسی کی مجال نہین کہ اسکی حمد سرائی کا دعوے کرے اور کسکی ہستی ہو کہ اسکے حبیب پاک کی نعت گستری کا دم بھرے حمد الٰہی جل شانہ اسی حدیث پر ختم ہو کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اور نعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی آیت پر کہ لولاک لما خلقت الافلاک ناظرین با تمکین پر منکشف ہو کہ سنہ ایک ہزار چھیاسٹھ ہجری مین سلطان وقت محمد دارا شکوہ خلف شاہجہان بادشاہ نے کتاب جوگ بسشٹ کے ترجمہ کو جو پیشتر زبان سنسکرت سے فارسی مین ہوا تھا نہایت اہتمام کے ساتھ مکمل اور مہذب کیا تھا اور اب تلک اسی زبان مین رہی ازبسکہ علم تصوف مین یہ کتاب نہایت عمدہ اور حاوی تمام اصول اور فروع سلوک کو ہو اسلیے میرے سامنے پیش ہوئی کہ ترجمہ اسکا اردو زبان مین ہو تاکہ فائدہ اسکا عام ہو ہرچند مجھے اس علم مین دستگاہ نہین اور نہ اسکے مسائل کو کما حقہٗ بیان کر سکتا ہون لیکن بمقتضاے وقت اس نازک کام کو اپنے ذمہ لیا اور جہان تک ہوسکا عبارت کو سمجھ کر ترجمہ کیا اور منہاج السالکین نام رکھا مین نہین عرض کر سکتا کہ یہ کام پورا اور درست ہو لیکن التماس ہو کہ اگر پسند ہو تو

ذکر خیر سے ناظرین یاد فرمائین اور اگر سقم پائین تو عین کرم سے
اغماض کرین خوشی کی بڑی بات اسوقت مین ہی تو یہ ہی کہ آج کے دن
کارخانۂ نولکشور پریس اپنی عظمت اور شان کے ساتھ آمادہ ہی اسپر کہ
جو قدیم فائدہ بخش کتابین خواہ کسی زبان اور خواہ کسی مذہب کی ہون
اُنھین چھاپ کر شائع تمام ہند اور اطراف ہند مین کرے ایسا بخت یار
اور مددگار مالک مطبع منشی نولکشور صاحب کا ہی کہ اس ارادے مین
ہمیشہ اُنکو کامیابی ہوئی اور یہ ثمرہ اُنکی نیک نیتی اور سیرت صلح کل کا ہی
اور اسی واسطے ہر ملت اور مشرب کے لوگون کے ممدوح ہین اللہ تعالےٰ
ایسے مطبع اور مالک مطبع کو قائم رکھے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سیاحان وادی معرفت و سباحان قلزم حقیقت واقف و آگاہ ہین
کہ جوگ بسشٹ فن تصوف مین ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب بزبان سنسکرت
مشہور عالم اور ہر دل عزیز ہے۔ اکثر مصنفان با مذاق نے نہایت
طوالت سے سنسکرت و بھاشا مین اس کتاب کی تصنیف کے منشا کو وسعت
دی۔ آخر مین یہ کتاب فیض انتساب بزبان فارسی ترجمہ ہوئی جسکا تذکرہ
خاتمۂ کتاب کی عبارت از جانب مترجم مین درج ہی چونکہ یہ کتاب
نادر الوجود تھی اور عموماً شائقین زمانہ اس امر کے مترصد تھے کہ اسکا ترجمہ

عام فہم زبان اُردو مین ہو جو آج کل تمام ہندوستان کے اطراف و جوانب
مین اشاعت پذیر ہی ۔ لہذا اکمل العلما افضل الفضلا عالم با عمل واقف
اسرار تصوف و معرفت کاشف معضلات طریقت و حقیقت حضرت مولانا
مولوی ابوالحسن صاحب فرید آبادی تربیت و صحبت یافتہ سید
مظفر علی شاہ صاحب قدس سرہ نے جو کسی زمانہ مین مدرس اول فارسی
آگرہ کالج تھے اور پھر تحصیلداری ملک اودھ کے عہدہ پر مامور ہوے تھے
اور اب پنشنر سرکاری ہین حسب خواہش مالک مطبع نہایت توجہ خاص
اور شوق دلی سے ایسا عام فہم زبان اُردو مین اسکا ترجمہ فرمایا اور رموز
تصوف کے مذاق کی ایسے سہل ترین الفاظ مین تصریح کردی کہ عام قبولیت
کا درجہ اس ترجمہ کو حاصل ہوا اور اول مرتبہ کی چھپی ہوئی کتاب ہاتھون
ہاتھ فروخت ہو گئی شکر اور احسان پروردگار کا کہ بار دوم یہ ترجمہ جوگ بسشٹ
جسکا نام جناب مولانا مترجم نے منہاج السالکین رکھا ہی مطبع نامی جناب
منشی نولکشور صاحب سی ۔ آئی ۔ ای واقع لکھنؤ مین بماہ فروری ۱۸۹۴ء
اشاعت پذیر ہوئی ۔ امید ہی کہ قدردانی ارباب ذوق سے جلد تر تیسری مرتبہ بھی شائع ہو

اعلان ۔ چونکہ اس کتاب نایاب کا ترجمہ منجانب مطبع ہوا ہی لہذا حق ترجمہ
و تالیف اسکا بحق نولکشور پریس محدود و محفوظ ہی ۔ کوئی صاحب بلا اجازت مطبع ہذا
قصد طبع اس کتاب کا نہ فرماوین ۔

ترجمہ رشحات - مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی
پند نامہ وحید - مصنفہ منشی محمد واجد علی وحید -
تحفہ سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری
کنز الاسرار - ترجمہ نظم اردو مثنوی شاہ
بو علی قلندر از مولوی غلام حیدر گوپاموی
چشمہ فیض - ترجمہ اردو پند نامہ عطار
کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین
قدس سرہ ترجمہ نظم پاکیزہ و عمدہ از سخنور
عالی فکر مولوی عبد الغفور خان بہادر -
گلشن سروری - منظوم از مفتی غلام سرور لاہوری
بہوجگ بہاشت - بزبان بہاکہا بخط فارسی گیان دھیان
تہذیب احسانی - ترتیب اخلاق از حکیم احسان علی
مجموعہ توحید - از شاہ عبد الصمد عرف
رن مست خان شامل چار رسالہ -
(۱) الف بے (۲) بھجن از مصنفات
(۳) مثنوی اللہ نام جیو رسے (۴) پریم نامہ
شاہ ولی -
خلق رضی - مصنفہ قاضی محمد رضی -
شجرہ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا روم
ترجمہ سید غلام حیدر صاحب -
مجموعہ تصوف - مصنفہ شیخ برہان صاحب

لال چندریکا - مولفہ منشی لال سنگھ
مشتمل بر مضامین پند سودمند -
تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از
شاہ عبد الصمد معروف بہ رن مست خان -
مجموعہ رہبر راہ حق - مولفہ حاجی زردار خان
جاگیردار راج کرولی شامل سیزدہ رسالہ
بودھ پرکاش - مصنفہ منشی شیو دیال سنگھ
صاحب -
تنبیہات منظوم - عربی با ترجمہ اردو
نثر و نظم از شیخ احمد بن علی -
گلشن فیض - ترجمہ بھوج پربندسار
تذکرہ راجہ بھوج و نصائح مفید -
اسرار الحروف ہندی - از شیخ علی شاہ
قادری بطور تصوف -
اردو ترجمہ ریاض رضوان شرح
گلستان فارسی - مترجمہ مولانا ابو الحسن
صاحب فرید آبادی -
مخزن الانوار - اردو ترجمہ
گنج اسرار از مولوی محمد یوسف -
مثنوی ثمر حق - رموز تصوف از
سید شاہ عطا حسین -

پندنامہ حبیبی - نصائح واندرز از محمد حبیب علی خان -

اخلاق وتصوف فارسی

گلستان محشی کلان - جلی قلم از مصلح الدین سعدی شیرازی کاغذ سفید گنده -

ایضاً حسب مراتب بالا کاغذ رسمی -

ایضاً - محشی متوسط قلم کاغذ رسمی -

ایضاً - محشی خرد -

ایضاً محشی قلم متوسط مع فرہنگ

گلستان واضح قلم - با تصویر -

گلستان واضح قلم - با حواشی اردو -

گلستان مترجم - با ترجمہ اردو لفظ بلفظ -

شرح گلستان - از شیخ ولی محمد اکبرآبادی -

بہار باران - شرح گلستان -

بہار بوستان - شرح ٹیکچند بہار -

شرح گلستان - از ملا محمد اکرم ملتانی

شرح گلستان مسمی بہ ریاض رضوان از مولوی ریاض علی -

شرح گلستان مسمی بہ خیابان از سراج الدین علی خان آرزو -

تضمین گلستان سعدی - از ہرگوپال تفتہ -

گلستان حکیم قاآنی - بجواب گلستان سعدی

بہارستان جامی - ہم بہار گلستان سعدی از ملا محمد عبدالرحمن جامی -

خارستان - ہم پہلوے گلستان از ملا مجدالدین خوافی -

بوستان محشی - جلی قلم خوشخط از حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کاغذ سفید چکنائی

ایضاً - متوسط قلم کاغذ سفید وچکنائی -

ایضاً - قلم بدرجہ توسط خورد -

باب چہارم و ہفتم بوستان - در تواضع فوائد خاموشی -

بوستان مترجم - یعنی اردو نظم شعر بہ شعر از منشی گوبند پرشاد فضا -

اخلاق جلالی محشی - کاغذ سفید گندہ -

اخلاق ناصری - از شیخ نصیرالدین محقق طوسی -

اخلاق محسنی - بہ تحشی جدید -

مثنوی سلسبیل از حکیم منور حسین -

حکایات احسانی - در تہذیب اخلاق -